تفہیم کتاب وسنت

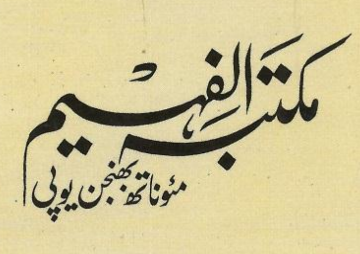
8

کتاب الحج والعمرۃ

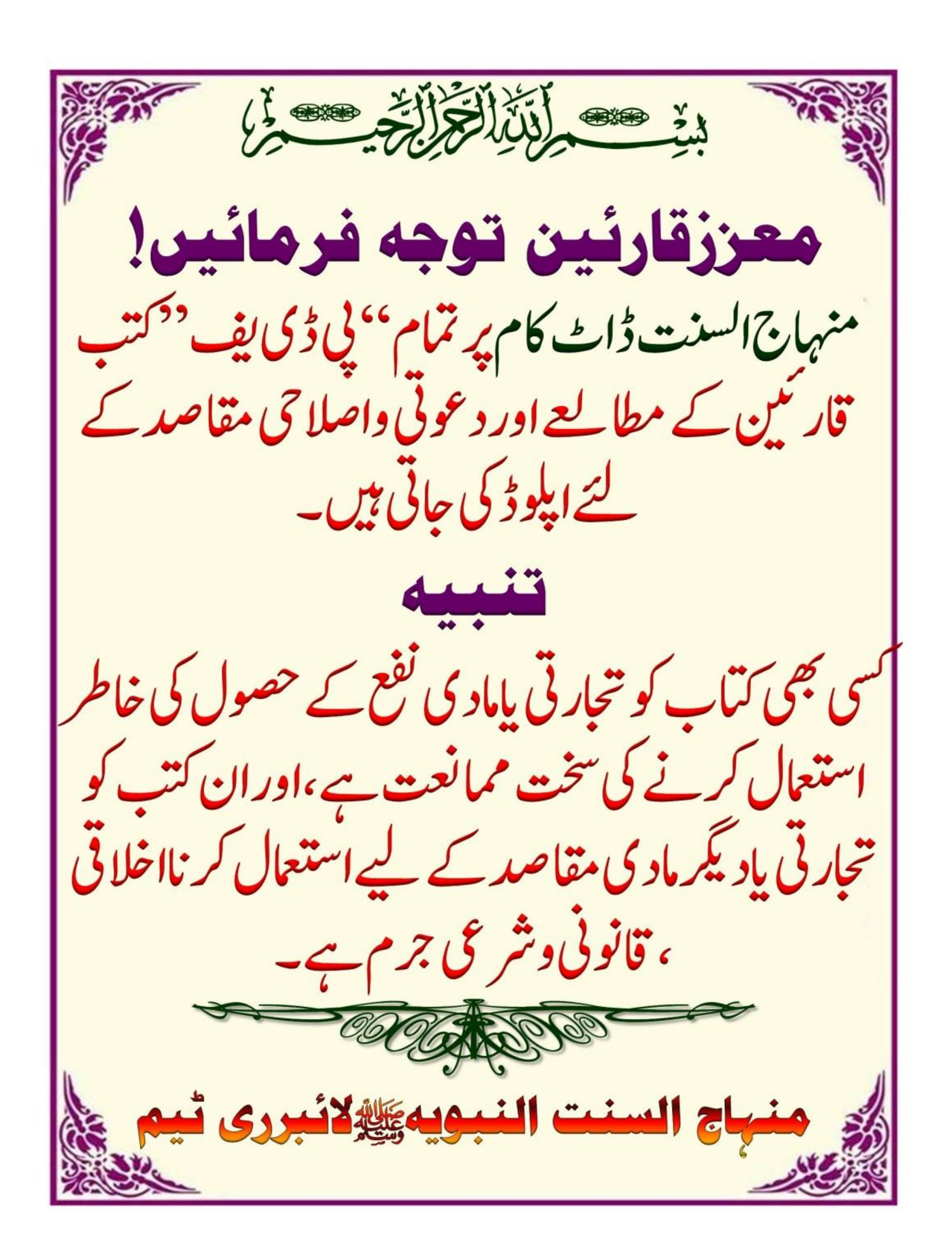
حج وعمرہ کی کتاب

تالیف و تخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

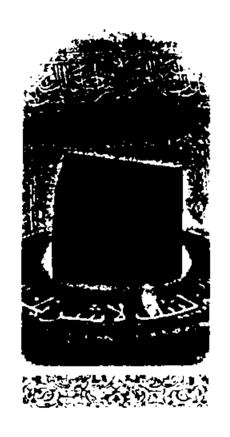
از تحقیق وافادات
علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

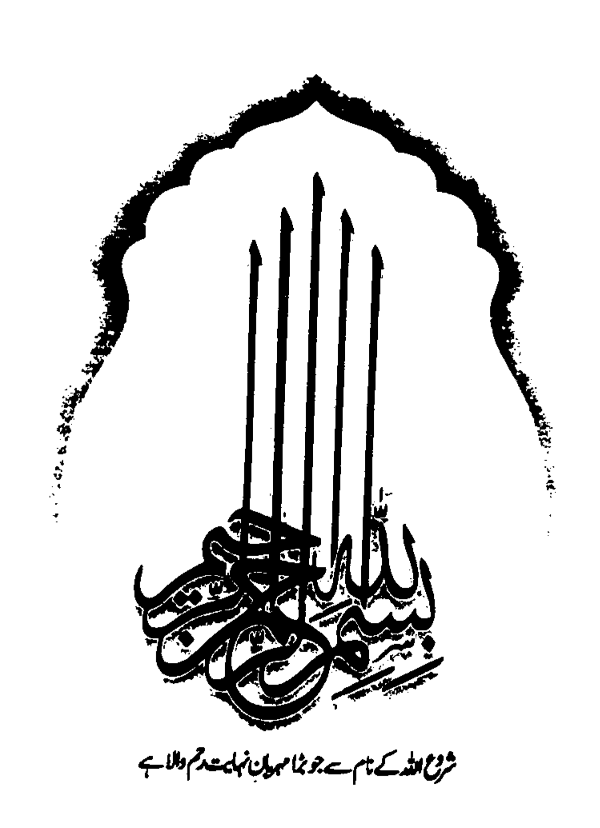


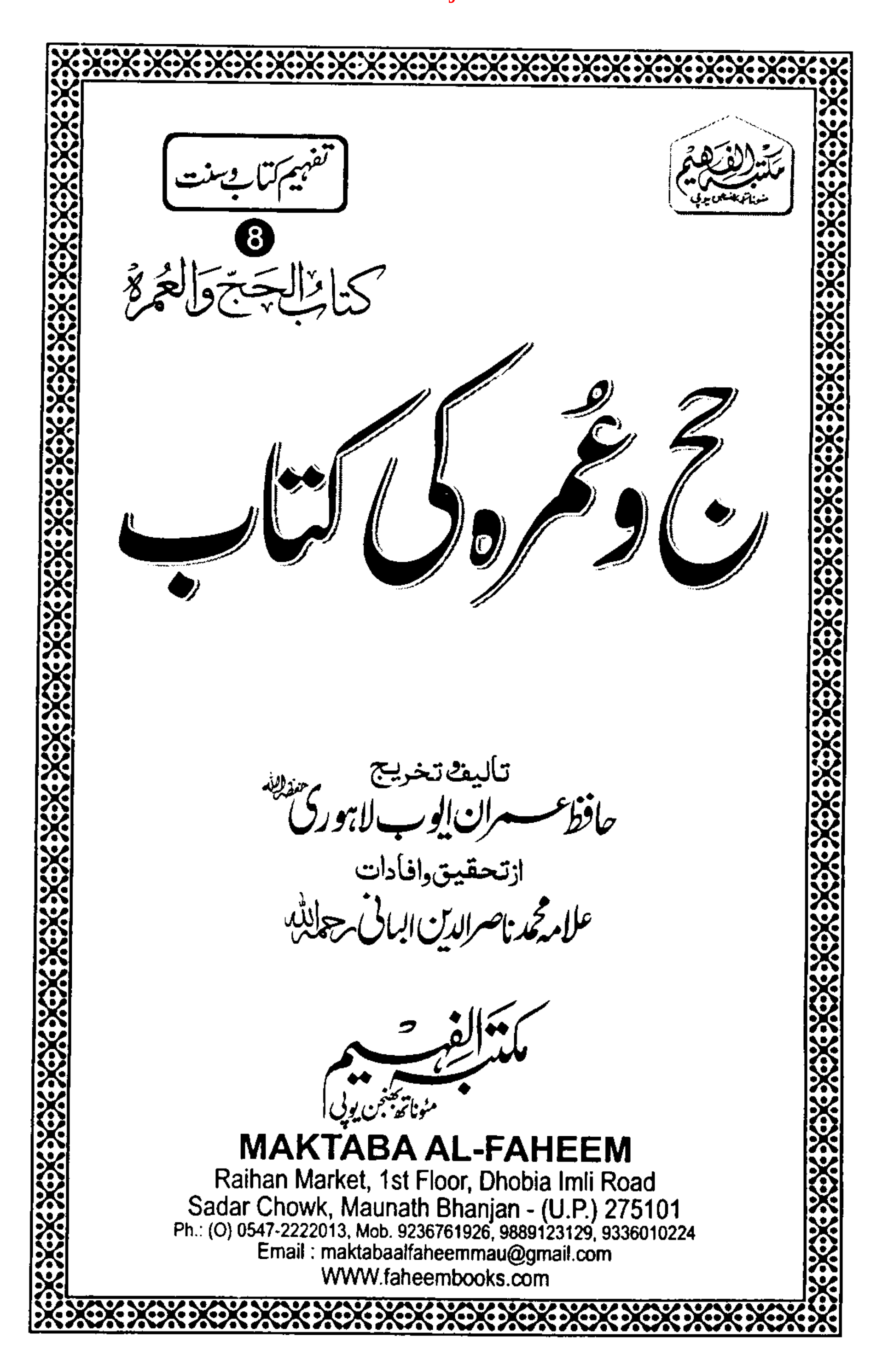
مکتبہ الفہیم
MAKTABA AL FAHEEM MAU


بسم اللہ الرحمن الرحیم
معزز قارئین توجہ فرمائیں!
منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب
قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے
لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔
تنبیہ
کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر
استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو
تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی
، قانونی و شرعی جرم ہے۔
منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم


كتاب الحج والعمرة
حج وعمرہ کی کتاب




بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

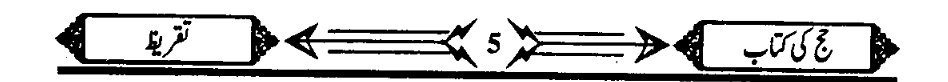

مکتبہ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
تفہیم کتاب وسنت
8
کتاب الحج والعمرۃ
حج و عُمرہ کی کتاب
تالیف و تخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
از تحقیق وافادات
علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
مکتبہ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

نام کتاب	:	حج و عمرہ کی کتاب
تالیف وتخریج	:	حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
از تحقیق وافادات	:	علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	320





MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

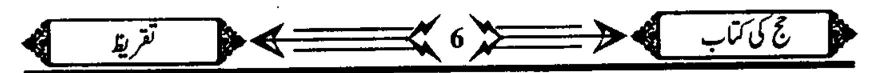
حرفِ اوّل

از پروفیسر عبدالجبار شاکر حفظہ اللہ

دین وشریعت میں عقائد کے بعد سب سے بنیادی اہمیت عبادات کو حاصل ہے۔ یہ عبادات مختلف ادوار اور شرائع میں مختلف انداز اور کیفیات کے ساتھ موجود رہی ہیں مگر ان کی تکمیل شان خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نظر آتی ہے۔ ان تمام عبادات کا مقصود تقرب الٰہی ہے اور یہ سب خالق ومخلوق کے درمیان ایک پائیدار اور مستحکم رشتہ استوار کرتی ہے۔ قرآن مجید نے اگر ان عبادات کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی ہے تو احادیث میں ان کا مطلوبہ نقشہ اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ ملتا ہے۔ نماز اگر دن میں پانچ مرتبہ اس رشتہ وتعلق کو مضبوط کرتی ہے تو روزہ 30 دن تک مسلسل روحِ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے اغنیاء وفقراء کے درمیان اخوت ومحبت اور ایثار وہمدردی کے جذبات استوار ہوتے ہیں۔ جہاد بھی اپنی عظمت وعزیمت کے لحاظ سے ایک عظیم عبادت ہے۔ اذکار واوراد بھی تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہیں۔ مگر یہ تمام کیفیات اگر کسی ایک عبادت میں سمٹ کر آ گئی ہیں تو وہ فریضۂ حج ہے جو استطاعت، صحت اور ذہنی بلوغت کے ساتھ زندگی میں ایک دفعہ فرض اور اس کے بعد نفلی حیثیت سے متعدد بار ادا کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی عبادات میں حج وعمرہ کی فرضیت تکمیل شریعت کے آخری مراحل میں ہوئی ہے۔ قرآن مجید نے یہ اذنِ عام دیا کہ ﴿ وَ أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴾ [الحج: ۲۷] ''اور لوگوں میں حج کی عام منادی کر دے کہ تمہارے پاس آئیں خواہ پیدل یا دور دراز مقام سے دبلی اونٹنیوں پر۔'' حج کا منظر اپنی کیفیت کے لحاظ سے ایک ایمان پرور، کیف آگیں، تقویٰ آموز اور ذہن وقلب کی حضوری کا باعث ہے۔

تاریخ انسانیت میں ایسا اجتماع گزشتہ 4 ہزار سال سے سنتِ ابراہیمی کو تازہ کر رہا ہے اور گزشتہ 14 سو سال سے یہ آفاقی اور اجتماعی عمل نبی اکرم ﷺ کے مسنون طریق پر ہو رہا ہے۔ اپنی فضیلت کے اعتبار سے حج مبرور تمام گزشتہ گناہوں کے انہدام اور اس کے نتیجے میں حصول مغفرت کا ذریعہ ہے۔ یہ حج جن اماکن اور مقامات سے تعلق رکھتا ہے وہ تاریخ نبوت کے ایمان افروز اور روحانیت پرور مناظر ہیں۔ دین ابراہیمی نے گزشتہ 4 ہزار سالوں میں جو ایمانی کلچر پیدا کیا ہے اس کا



جو ہر صرف حج میں دکھائی دیتا ہے۔ آداب حج' مناسک حج' فضائل حج اور مسائل حج پر چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں اور ہنوز لکھی جا رہی ہیں مگر ان میں سے بیشتر کتابیں مناسک حج میں مسنون طریق کی بجائے ایک طبع زاد ایڈیشن معلوم ہوتی ہیں۔ حج جیسی عبادت جو کسی خوش نصیب اور سعادت مند مسلمان کو زندگی میں بہت آرزوؤں اور طویل تمناؤں کے نتیجے میں میسر آتی ہے۔ اس کے لیے بھاری زادِ سفر کے علاوہ بہت سی محنت و مشقت کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس کے تقاضے اور لوازمات باقی عبادات سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اگر مناسک حج کو مسنون آداب کے ساتھ ادا نہ کیا جائے تو یہ عمل محض جسمانی ورزش اور سیر و سفر بن کر رہ جاتا ہے۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ حج کے مسنون آداب مناسک و مسائل کو پوری توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ سیکھا جائے۔

پیش نظر کتاب ''حج و عمرہ کی کتاب'' میں مسنون حج اور عمرے کے جملہ آداب و مناسک کو مستند روایات اور صحیح احادیث کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ حج جیسے قیمتی عمل کو محفوظ رکھنے اور مسنون طریق پر ادا کرنے کی تمنا کس مسلمان کو نہیں ہوتی مگر حجِ مسنون اور حج مبرور کی سعادت کس طرح سے میسر آ سکتی ہے' یہ مختصر مگر جامع کتاب ان تمام مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ حرمِ کعبہ' حجر اسود' طواف' حطیم' زمزم' مقامِ ابراہیم' صفا و مروہ' منیٰ' عرفات' مزدلفہ' جمرات' قربانی' حلق' احرام اور دیگر مناسک حج اور مقامات وقوف سب کی درست ادائیگی کے لیے یہ کتاب آئینۂ حقیقت ہے۔

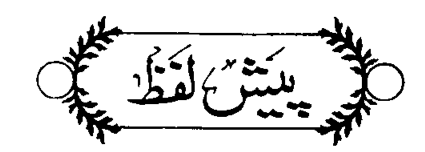
اس کتاب کے فاضل مصنف'' حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ'' جدید و قدیم علومِ اسلامیہ کے متبحر عالم ہیں۔ انہوں نے درسِ نظامی کے متون جامعۃ الدراسات الاسلامیہ کراچی' جامعہ ابی بکر کراچی اور جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے سے مکمل کیے۔ عصری تعلیم میں انہوں نے علومِ اسلامیہ کے امتحان کو پاس کیا۔ ان کی 10 سے زیادہ تصانیف اور بیسیوں علمی و دینی جرائد میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات' ان کی علمی' تحقیقی' دعوتی اور درسی زندگی پر شاہدِ عادل ہیں۔ حافظ عمران ایوب صاحب کی تحریروں کا ایک خاصہ وہ استنادی اسلوب ہے جو براہِ راست کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ ان کی تحریریں محققانہ اسلوب کے ساتھ روانی و سلاست کا بھی نمونہ ہیں۔ ان کی صحافیانہ تحریروں میں بھی ایک علمی اسلوب کی شان جھلکتی ہے۔

ہر وہ مسلمان مرد یا خاتون جو حج جیسے قیمتی عمل کو مسنون طریق پر ادا کرنے کا خواہش مند اور آرزو مند ہے' اس کے لیے یہ کتاب ایک مستقل رہنمائی' تربیت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو عامۃ المسلمین کے لیے نفع مند بنائے اور اسے حُسنِ قبول بخشے۔ (آمین یا رب العالمین)

پروفیسر عبد الجبار شاکر حفظہ اللہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم



پیش لفظ

حج اسلام کا ایسا رکن ہے جو مجموع العبادات ہے۔اس کی اہمیت اسی سے عیاں ہے کہ یہ بدنی' مالی' لسانی اور قلبی ہر قسم کی عبادات کا مرکب ہے۔اس میں جہاں بعض مخصوص بدنی ولسانی اعمال بجالانے ہوتے ہیں' وہاں مالی قوت کے بغیر بھی اس تک رسائی ممکن نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسے صرف صاحبِ استطاعت پر ہی فرض کیا گیا ہے۔لیکن اگر صاحبِ استطاعت لوگ بھی اس عظیم عمل کے لیے خرچ کرنا مال کا ضیاع سمجھ بیٹھیں تو ان کے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جانے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

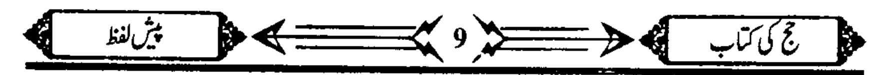
تاہم ایسے روشن خیال' جدت پسند اور دقیانوس حضرات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے۔ورنہ ہر صاحب عقل و دانش مسلمان کے دل میں زیارت حرمین کی تمنا ضرور مچلتی ہے۔اس کی وجہ محض یہی نہیں کہ قرآن وحدیث میں حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔حج کرنے والے کی سعادت مندی وخوش بختی میں یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو' ہر قسم کے گناہ سے پاک حج کی جزا صرف جنت ہی ہے' پے در پے حج وعمرہ کرنا یوں گناہوں کا خاتمہ کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے اور سونا چاندی کی میل کچیل ختم کر دیتی ہے' حاجی مستجاب الدعوات ہے وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ ان تمام تر حقیقتوں کے ساتھ ساتھ ایک ناقابل تردید حقیقت یہ بھی ہے کہ جس سرزمین (شہر مکہ) میں مناسکِ حج سرانجام دیئے جاتے ہیں' اس کے ساتھ اہل اسلام کا نہایت مضبوط تاریخی' روحانی اور قلبی تعلق بھی وابستہ ہے۔شہر مکہ ہی وہ سرزمین ہے جسے امام الانبیا' محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت وبعثت کے لیے چنا گیا۔یہی وہ سرزمین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے فرشتوں کے ہاتھوں اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھوں اپنا گھر "بیت اللہ" تعمیر کرایا۔پھر اپنے دور میں محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تعمیر میں شرکت فرمائی۔یہی وہ

سرزمین ہے جس میں "حجرِ اسود" ہے' جس پتھر کو جنت سے اتارا گیا' جو دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا' طواف کے ہر چکر میں جس کا استلام کر کے اس سے محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسی سرزمین میں جنت سے اتارا گیا دوسرا پتھر "مقامِ ابراہیم" ہے' جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھائیں اور معجزانہ طور پر آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشانات اس پر آج بھی موجود ہیں۔ اسی سرزمین میں ریشمی غلاف میں ملبوس خانہ کعبہ کی وہ پرشکوہ عمارت ہے جسے دیکھتے ہی غافل دل بھی وجد میں آ جاتا ہے' عیش پسند بھی خدا پرست بن جاتا ہے اور ساری زندگی بلاخوف و خطر گناہ کرنے والا بھی اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی سے ہراساں ہو جاتا ہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جس میں صفا و مروہ کی دو پہاڑیاں ہیں' جن کے درمیان سعی کرتے ہوئے آج بھی پانی کی تلاش میں بھاگتی ہوئی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جس میں آبِ زمزم کا لازوال کنواں ہے' جس کے پانی کو پینے والا آج بھی پیاس سے نڈھال ننھے اسماعیل کے زمین پر ایڑیاں رگڑنے کا منظر دیکھتا ہے' جس پانی کو جس نیک مقصد کے لیے بھی پیا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے' جس میں بھوکوں کی خوراک اور بیماروں کی شفا ہے' جس پانی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو دھویا گیا۔

اسی گہرے تعلق کے باعث اس سرزمین میں دنیا کا سب سے زیادہ دلفریب منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ دنیا کے مختلف اطراف و اکناف سے آئے ہوئے زائرین جن میں عربی بھی ہیں اور عجمی بھی' گورے بھی ہیں اور کالے بھی' اغنیاء بھی ہیں اور فقراء بھی' مرد بھی ہیں اور خواتین بھی' جوان بھی ہیں اور بچے بھی' بوڑھے بھی ہیں اور طفلانِ شیر خوار بھی' صاحبانِ اقتدار بھی ہیں اور اربابِ اختیار بھی' امیر بھی ہیں اور مامور بھی' حکمران بھی ہیں اور محکوم بھی' کچھ ایسے بھی ہیں جو نہ جانے کتنے برس پائی پائی جوڑ کر یہاں پہنچے ہیں' کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں ان کے سعادت مند بیٹے اپنے کندھوں پر اٹھائے طواف کرتے اور خدمتِ والدین کا حق ادا کرتے نظر آتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں ان کی صالح اولاد نے وہیل چیئر پر بٹھا رکھا ہے۔ لیکن یہ سب ایک ہی لباس' ایک ہی آواز' ایک ہی انداز' ایک ہی اسلوب' ایک ہی کیفیت میں مبتلا اتحاد و یگانگت اور وحدتِ امت کا حسین نقشہ پیش کرتے نظر آتے ہیں' جو کہ فی الحقیقت مقاصدِ حج میں سے ایک اہم مقصد بھی ہے۔

یہ حقیقت صرف اسی کے سامنے آشکار ہوتی ہے جو موسمِ حج شروع ہوتے ہی اپنی تمام تر دنیوی مصروفیات بالائے طاق رکھ کر "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کی صدائیں بلند کرتا ہوا سرزمینِ حجاز کا رخ کرتا ہے اور وہاں پہنچ کر اپنی آنکھوں سے یہ محیر العقول منظر دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار سعادتِ حج اور زیارتِ حرمین شریفین سے شرف یاب ہونے کی توفیق خاص عنایت فرمائے۔



یاد رہے کہ زیارتِ حرمین کے لیے محض مالی فراوانی یا وقت نکالنا ہی کافی نہیں بلکہ حج وعمرہ اور زیارات سے متعلقہ مسائل کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ مبادا کہ انسان مال بھی صرف کرے' وقت بھی نکالے' اہل وعیال کی جدائی بھی برداشت کرے' طویل سفر بھی کرے' مگر اس کی یہ ساری کوشش رائیگاں چلی جائے صرف اس وجہ سے کہ لاعلمی میں اس نے دورانِ حج وعمرہ کسی ایسے عمل کو ترک کر دیا جس کے بغیر حج وعمرہ کی تکمیل نہیں ہوتی یا کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرلیا جس سے حج وعمرہ باطل وفاسد ہو جاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب " كتاب الحج والعمرة " میں حج وعمرہ سے متعلقہ تقریباً تمام مسائل یکجا کرنے کی سعی اسی غرض سے کی گئی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے شرف یاب ہونے والے حضرات کسی مقام پر بھی کتاب وسنت کی رہنمائی سے محروم نہ رہیں۔ اس کتاب میں صحیح احادیث کی روشنی میں حج اور عمرہ کا تفصیلی بیان درج کر دیا گیا ہے اور بعض ایسی موضوع وضعیف روایات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جو عوام الناس میں مشہور تو ہیں لیکن ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کتاب کی ابتدا میں وہ چند ضروری اصطلاحات بھی درج کر دی گئی ہیں جو حج وعمرہ سے متعلقہ ہیں تاکہ زائرین کے لیے مسائل سمجھنے میں آسانی ہو۔ علاوہ ازیں مذاہبِ ائمہ' قدیم وجدید علما کے فتاویٰ جات اور تخریج وتحقیق کا معیار اس کتاب میں بھی وہی ہے جو ہمارے اس سلسلہ کی دیگر کتب میں شروع سے چلا آ رہا ہے۔

قارئین کرام اگر اس کتاب میں کسی قسم کا بھی نقص وسقم دیکھیں تو تصحیح کے لیے ضرور مطلع کریں۔ اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی اس کاوش کو قبول فرمائے' اسے عامۃ الناس کے لیے نافع بنائے اور اسے راقم' اس کے اہل وعیال اور اس کے تمام معاونین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

"وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه انيب"

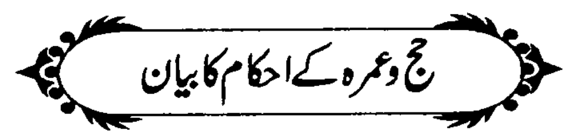
کتبہ

حافظ عمران ایوب لاہوری


فہرست

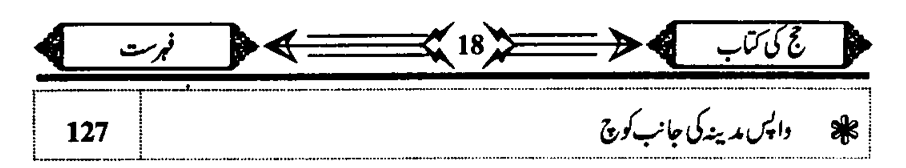
حج و عمرہ کے فضائل اور ان میں ترغیب کا بیان

حج و عمرہ کے احکام کا بیان

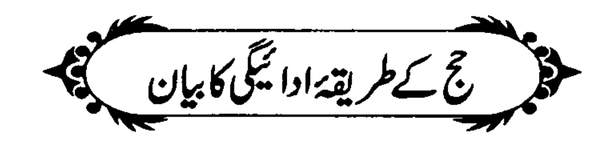


حج وعمرہ کے احکام کا بیان

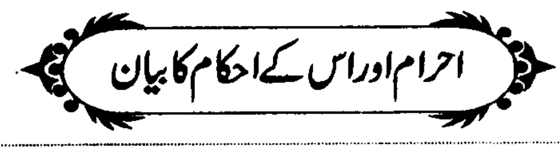
نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان

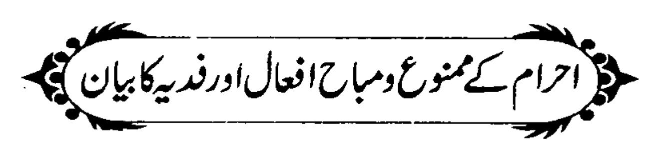


عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان



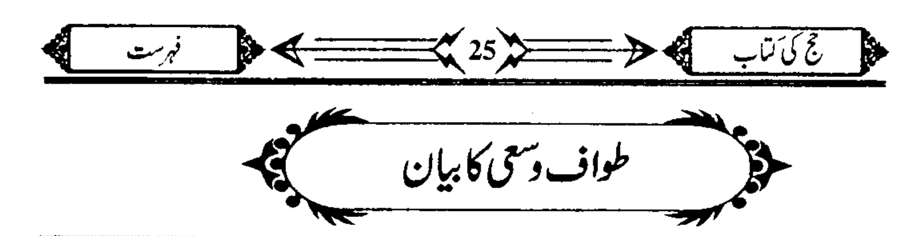
حج کے طریقۂ ادائیگی کا بیان



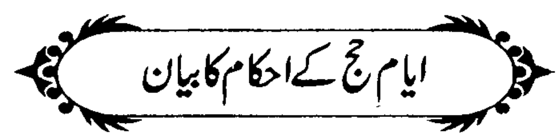

احرام کے ممنوع و مباح افعال اور فدیہ کا بیان

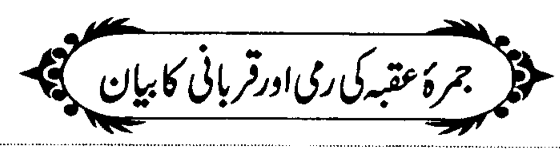
احرام کے ممنوع ومباح افعال اور فدیہ کا بیان

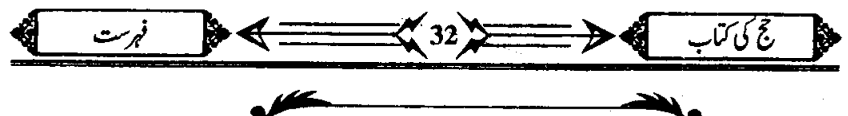
مکہ اور بیت اللہ میں داخلے کیلئے مستحب افعال کا بیان



طواف وسعی کا بیان


ایامِ حج کے احکام کا بیان


جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی کا بیان

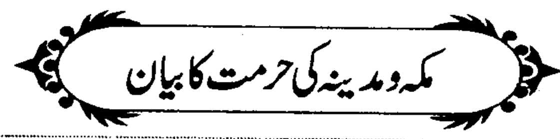


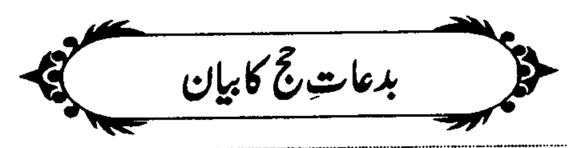
سر منڈانے اور طوافِ زیارت کا بیان

ایام تشریق اور طوافِ وداع کا بیان

حج سے روکے جانے اور فوت ہو جانے کا بیان

مکہ و مدینہ کی حرمت کا بیان


مکہ و مدینہ کی حرمت کا بیان


بدعاتِ حج کا بیان

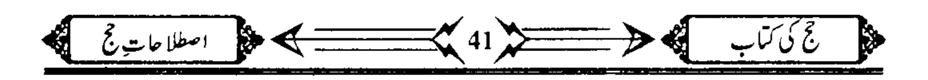


چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباطِ احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن، سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔
(4)	استصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرررساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔
(10)	اجزاء	اجزاء جزء کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔
(16)	جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روزِ محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔
(17)	حدیث	ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
(18)	حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
(19)	حرام	شارع علیہ السلام نے جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔
(20)	خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور ان کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔

(21)	راجح	ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔
(22)	سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود وغیرہ۔
(23)	سدالذرائع	ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جو فساد وخرابی پر مشتمل ہو۔
(24)	شریعت	قرآن وسنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔
(25)	شارع	شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول ﷺ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
(26)	شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
(27)	صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ' دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔
(28)	صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
(29)	صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری' مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ۔
(30)	ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
(31)	عرف	عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو' اس کا عادی ہو' یا اس کا ان میں رواج ہو۔
(32)	علت	علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع علیہ السلام نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نشہ حرمت شراب کی علت ہے۔
(33)	علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
(34)	فقہ	ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
(35)	فقیہ	علم فقہ جاننے والا بہت سمجھدار شخص۔
(36)	فصل	باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلقہ مسائل مذکور ہوں۔
(37)	فرض	شارع علیہ السلام نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز' روزہ وغیرہ۔
(38)	قیاس	قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب وسنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب وسنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔
(39)	کتاب	کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں' خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطھارۃ وغیرہ۔
(40)	مستحب	ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب ' نفل اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔
(41)	مکروہ	جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔
(42)	مجتہد	جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔

(43)	مصالح مرسلہ	یہ ایسی مصلحت ہے کہ جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔
(44)	موقف	کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔
(45)	مسلک	اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقف کی ہے لیکن یہ لفظ مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حنفی مسلک وغیرہ۔
(46)	مذہب	لغوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسلک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ دین (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
(47)	مراجع	وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔
(48)	متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
(49)	مرفوع	جس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(51)	موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(52)	مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(53)	موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
(54)	مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔
(55)	معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
(56)	معضل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
(57)	منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
(58)	متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
(59)	منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق' بدعتی' بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
(60)	مسند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
(61)	مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
(62)	مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔
(63)	معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔
(64)	نسخ	بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔
(65)	واجب	واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہا کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہا اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔



حج وعمرہ سے متعلقہ چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

آفاقی:	جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے میقات کے باہر سے آئے۔ وہ میقات اور بیت اللہ کے درمیان کسی علاقے کا رہائشی نہ ہو۔
إِحْرَام:	احرام اُس خاص لباس کو کہتے ہیں جو حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے پہنا جاتا ہے۔
أَشْهُرُ الْحَجِّ:	حج کے مہینے یعنی شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔
أَيَّامِ حج:	8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے درمیانی دن جن میں مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں۔
أَقْسَامِ حج:	حج کی یہ تین قسمیں: ① حَجِّ تَمَتُّع ② حَجِّ قِرَان ③ حَجِّ اِفْرَاد
أَقْسَامِ طَوَاف:	طواف کی پانچ قسمیں ہیں: ① طوافِ قدوم ② طوافِ افاضہ ③ طوافِ وداع ④ طوافِ عمرہ ⑤ طوافِ نفلی
أَرْكَانِ بَيْتُ اللّٰهِ:	اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں کونے ہیں۔
إِضْطِبَاع:	طوافِ قدوم کے لیے چادر کو دائیں بغل سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالنا اور دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یہ عمل صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
إِسْتِلَام:	① حجر اسود کو بوسہ دینا' ② کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا اور پھر چھڑی کو بوسہ دینا' ③ اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا' ④ یا صرف ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر دینا۔ یا چاروں صورتیں ''استلام'' کہلاتی ہیں۔
أَيَّامِ مِنٰى:	منیٰ کے دن یعنی 10' 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کی عصر تک۔ جن میں حاجی منیٰ میں مقیم ہوتے ہیں اور ان چار دنوں میں جانور قربان کرتے ہیں۔
أَيَّامِ تَشْرِيق	11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں کو ''ایامِ تشریق'' کہتے ہیں۔
إِشْعَار:	قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیرا لگانا اور جو تھوڑا بہت خون بہہ نکلے اسے کوہان اور بالوں پر مل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔
بَيْتُ اللّٰهِ:	اللہ کا پہلا گھر جسے سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا' پھر طوفانِ نوح میں تباہ ہو جانے کے بعد ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا اور آج یہ گھر پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ اور ان کی روحانی تسکین کا مرکز ہے۔

تَلْبِیَه:	تلبیہ کا مطلب ہے "لبیک کہنا" اور اس کے کلمات یہ ہیں: " لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ "
تَفَث:	میل کچیل' مراد ہے حجامت اور جسمانی صفائی' جو 10 ذوالحجہ کے روز کی جاتی ہے۔
تَنْعِیْم:	یہ مقام بیت اللہ سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مدینہ سے آتے ہوئے حرمِ مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سے احرام باندھنا درست نہیں کیونکہ یہ میقات نہیں۔
جَمَرَات:	اس کی واحد ہے " جَمْرَة " جس کا معنی ہے "ستون"۔ مراد وہ تین ستون ہیں جو مسجدِ خیف کے قریب ہیں اور حاجی انہیں یوم النحر اور ایامِ تشریق کے دوران کنکریاں مارتے ہیں۔
اَلْجَمْرَةُ الْاُوْلٰی:	پہلا جمرہ' یہ مسجدِ خیف کی طرف سے جمرات کی طرف آتے ہوئے پہلا جمرہ ہے۔ اسے جَمْرَہ دُنْیَا (قریبی) اور جَمْرَہ صُغْرٰی (چھوٹا) بھی کہتے ہیں۔ 10 ذوالحجہ کے علاوہ باقی دنوں میں رمی کرتے ہوئے اسی جمرے سے ابتدا کی جاتی ہے۔
اَلْجَمْرَةُ الْوُسْطٰی:	درمیانہ جمرہ' یہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ عقبہ کے درمیان ہے۔
اَلْجَمْرَةُ الْکُبْرٰی:	بڑا جمرہ' جَمْرَہ عَقَبَہ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ مسجدِ خیف کی طرف سے آتے ہوئے یہ آخری جمرہ ہے اور مکہ سے طریق مشاۃ پر چلتے ہوئے منیٰ آئیں تو یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ 10 ذوالحجہ کے روز صرف اسی کی رمی کی جاتی ہے۔
جُحْفَه:	یہ بستی شام و مصر کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ لیکن اب یہ ویران ہو چکی ہے اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام "رَابِغ" سے احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مقام مکہ سے شمال مغرب کی جانب 187 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
جِعِرَّانَه:	یہ وہ مقام ہے جہاں تک مشرق میں حرمِ مکی کی حدود ہے۔ " اَلْمُسْتَوْفِرَہ " کی جانب سے آئیں تو یہاں سے حرمِ مکی کی حد شروع ہوتی ہے۔ یہ مقام مسجدِ حرام سے تقریباً 23 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
جَنَّةُ الْمُعَلّٰی:	مکہ مکرمہ کے ایک قدیم قبرستان کا نام۔
جَنَّةُ الْبَقِیْع:	مدینہ منورہ کا وہ قدیم قبرستان جو بہت سے صحابہ و صحابیات کا مدفن ہے' " بَقِیْعُ الْغَرْقَد " بھی اسی کو کہتے ہیں۔
جَبَلُ الرَّحْمَه:	عرفات کے میدان میں واقع ایک پہاڑی کا نام جس کے دامن میں نبی ﷺ نے وقوف کیا۔

جَبَلِ ثَوْر:	مکہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام جہاں غارِ ثور واقع ہے ۔ ہجرت کے وقت نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک اسی غار میں پناہ لی تھی ۔
جَبَلِ نُوْر:	مکہ کے قریب وہ پہاڑ جہاں غارِ حرا واقع ہے ۔ نبی ﷺ پر پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی ۔
جَبَلِ اُحُد:	مدینہ کے قریب ایک پہاڑ جہاں جنگِ اُحد برپا ہوئی ۔
حَج:	مخصوص ایام میں چند مخصوص افعال کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ شریف کا قصد کرنا ۔
حَاجِي:	"حُجَّاج" کی واحد ہے ۔اس کا معنی ہے" حج کرنے والا ۔"
حَجِّ مَبْرُوْر:	ایسا حج جو سنت کے مطابق' صرف حلال کمائی سے ادا کیا جائے' اور اس میں کسی قسم کے فسق وفجور' فحش گوئی اور لڑائی جھگڑے کا ارتکاب نہ کیا جائے ۔
حَجِّ تَمَتُّع:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے ۔ پھر ایامِ حج میں دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے ۔اس حج کے کرنے والے کو " مُتَمَتِّع " کہتے ہیں ۔
حَجِّ قِرَان:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی حج اور عمرہ دونوں کے لیے اکٹھا احرام باندھتا ہے اور ایک ہی احرام کے ساتھ پہلے عمرہ اور پھر حج ادا کرتا ہے ۔اس حج کے کرنے والے کو " قَارِن " کہتے ہیں ۔
حَجِّ اِفْرَاد:	حج کی وہ قسم جس میں حاجی صرف حج کا احرام باندھتا ہے ۔ایسے حاجی کو " مُفْرِد " کہتے ہیں ۔
حَجِّ بَدَل:	اپنے حج کے بعد کسی دوسرے معذور شخص کی طرف سے حج ادا کرنا "حجِ بدل" کہلاتا ہے ۔
حَجِّ اَکْبَر:	قرآن کریم میں حجِ اکبر 9 ذوالحجہ یعنی یومِ عرفہ کو کہا گیا ہے اور جو یہ مشہور ہے کہ اگر حج یعنی یومِ عرفہ جمعہ کے روز آ جائے تو یہ حجِ اکبر ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے' یہ بات درست نہیں ۔
حَرَمِ مَكِّي:	بیت اللہ کے اردگرد وہ محدود علاقہ جس میں شکار کرنا اور گھاس یا درخت کاٹنا حرام ہے ۔
حَرَمِ مَدَنِي:	مسجدِ نبوی کے اردگرد وہ محدود علاقہ جو حرمت وتقدس میں حرمِ مکی کی مانند ہی ہے ۔
حِلَّت:	حلال ہونا' مراد ہے احرام کی پابندیوں سے آزاد ہونا ۔
حَجَرِ اَسْوَد:	وہ سیاہ پتھر جو بیت اللہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصب ہے' اس پر چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے ۔اسی سے طواف کی ابتداء اور انتہاء ہوتی ہے ۔
حَطِيْم:	بیت اللہ کے عراقی اور شامی کونے کے درمیان وہ جگہ جس کے گرد دائرے کی شکل میں ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی ہے ۔جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کے باہر سے طواف کریں کیونکہ وہ جگہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے ۔دراصل ایامِ جاہلیت میں کفارِ مکہ کی حلال کمائی کم پڑ جانے کی وجہ سے اس جگہ کو بغیر تعمیر کیے ہی چھوڑ دیا گیا تھا ۔اس جگہ کو "حِجرِ اِسمَاعِیل" بھی کہا جاتا ہے ۔
حَلْق:	مکمل سر کے بال منڈوانا ۔

دَم:	اس کا معنی ہے "خون"۔ مراد ہے وہ قربانی جو بطور فدیہ دی جاتی ہے۔
دَم إحْصَار:	اگر کسی نے مشروط احرام نہ باندھا ہوا اور مکہ پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی اسے کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو وہ ایک جانور کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کر دے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی وہ جانور قربان کر دے۔ یہ قربانی "دمِ إحْصَار" ہے۔
ذُو الْحُلَيْفَه:	مدینہ اور اس کے گرد و نواح سے آنے والے حضرات کا میقات ہے۔ مدینہ سے قریب ہے اور مکہ سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کا نام "آبار علي" ہے۔
ذَاتُ الْعِرْق:	یہ بستی اہل عراق کا میقات ہے جو مکہ سے شمال مشرق میں 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ بستی تو موجود نہیں لیکن اس کے قریب ہی "الضُّرَيْبَه" نامی مقام ہے جسے "خَرِيْبَات" بھی کہتے ہیں۔ آج کل لوگ اسی مقام سے احرام باندھتے ہیں۔
رَمَل:	طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں کندھے ہلاتے ہوئے دوڑنا۔ یہ عمل صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
رَمْي:	جمرات کو کنکریاں مارنا اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا۔
رُكْنِ يَمَانِي:	بیت اللہ کا جنوب مغربی کونہ جو یمن کی جانب ہے۔ دورانِ طواف اگر ہو سکے تو اسے چھونا چاہیے کیونکہ یہ مسنون ہے۔
رُكْنِ عِرَاقِي:	بیت اللہ کا شمال مشرقی کونہ جو عراق کی جانب ہے۔
رُكْنِ شَامِي:	بیت اللہ کا شمال مغربی کونہ جو شام کی طرف ہے۔
رَوْضَهٔ رَسُوْل:	رسول اللہ ﷺ کی جائے وفات اور مدفن جو دراصل عائشہؓ کا گھر تھا۔ اب اس کے گرد بغرضِ حفاظت کئی مضبوط دیواریں تعمیر کر دی گئی ہیں۔
رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّة:	مسجدِ نبوی کی وہ جگہ جو رسول اللہ ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ جگہ "جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ" ہے۔
زَمْزَم:	وہ متبرک پانی جس کا کنواں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بحکمِ الٰہی اس وقت جاری ہوا جب ننھے اسماعیل کو سخت پیاس لگی اور اماں ہاجرہ علیہا السلام پانی تلاش کرتے کرتے تھک گئیں۔ اب یہ کنواں تہ خانے میں ہے لیکن اس کا پانی ہر وقت میسر ہوتا ہے۔
سَعْي:	صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگاتے ہوئے تیز چلنا یا دوڑنا۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر۔
صَفَا و مَرْوَه:	یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو اب موجود نہیں بلکہ ان کے صرف نشانات ہی باقی ہیں۔ "صَفَا" بیت اللہ کے جنوب مشرق میں اور "مَرْوَه" شمال مشرق میں واقع ہے۔

صُفَّه:	اُس چبوترے کا نام جو مسجد نبوی کے قریب تھا۔ صحابہ کرام اس چبوترے کے پاس علم حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھے رہتے۔ یہی صحابہ ''اصحابِ صفہ'' کہلاتے تھے۔ اب یہ چبوترہ مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا ہے۔
طَوَاف:	اجر و ثواب کی نیت سے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانا اور پھر مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرنا۔
طَوَافِ قُدُوْم:	احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچتے ہی جو طواف کیا جاتا ہے اسے ''طوافِ قدوم'' کہتے ہیں۔
طَوَافِ إِفَاضَه:	وہ طواف جو 10 ذوالحجہ کے روز کیا جاتا ہے۔ اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔
طَوَافِ وَدَاع:	وہ طواف جو تمام مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد واپس لوٹنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔
طَوَافِ عُمره:	وہ طواف جو دورانِ عمرہ کیا جاتا ہے۔
طَوَافِ نَفْلِي:	ہر وہ طواف جو حج و عمرہ کے طوافوں کے علاوہ کسی بھی وقت بغیر احرام کے کیا جا سکتا ہے۔
طَرِيْقُ الْمُشَاة:	مکہ سے پیدل منیٰ پہنچنے کا وہ راستہ جس کا کچھ حصہ سرنگوں پر مشتمل ہے اور کچھ باقی حصے پر چھت ڈال دی گئی ہے تاکہ حجاجِ کرام گرمی کی شدت سے محفوظ رہ سکیں۔
عُمْرَه:	سال بھر میں چند مخصوص افعال کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ شریف حاضر ہونا۔
غَيْر مَحْرَم:	ایسا مرد جس سے عورت کا نکاح جائز ہو مثلاً دیور، بہنوئی اور خالو وغیرہ۔
فِدْيَه:	وہ سزا جو حاجی یا معتمر کے لیے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے کے باعث مقرر کی گئی ہے۔
قَرْنُ الْمَنَازِل:	یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ دراصل یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی، جو اب موجود نہیں۔ آج کل اس کے قریب " السَّيْـل " مقام سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے تقریباً 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
قِلَادَه:	یہ '' قَلاَئِـد '' کی واحد ہے اور اس کا لفظی معنیٰ ''ہار'' ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ ہار ہے جو قربانی کے جانور کے گلے میں بصورتِ جوتا وغیرہ لٹکایا جاتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو کوئی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔
لَيْلَةُ الْمُزْدَلِفَه:	مزدلفہ کی رات، مراد 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات ہے جو مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے۔
لَيَالِي مِنٰی:	منیٰ کی راتیں، مراد 10 سے 13 ذوالحجہ تک کی راتیں ہیں جو منیٰ میں بسر کی جاتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی شرعاً معذور ہو تو وہ یہ راتیں منیٰ سے باہر بھی بسر کر سکتا ہے۔
مَحْرَم:	وہ رشتہ دار جس سے عورت کا ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو مثلاً باپ، بیٹا اور بھائی وغیرہ۔

مُحْرِم:	احرام باندھنے والا شخص۔
مَشْرُوط تَلْبِیَه:	احرام باندھتے وقت یہ شرط لگانا: ((اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ)) ''اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے۔'' اس شرط کے بعد اگر کسی کو راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جائے اور اسے احرام کھولنا پڑے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہوگا۔
مِیْقَات:	وہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اور احادیث میں ان جگہوں کا ذکر ہے: ذُوالْحُلَیْفَه' جُحْفَه' قَرْنُ الْمَنَازِل' یَلَمْلَم اور ذَاتُ الْعِرْق۔
مقامی:	جو شخص میقات اور بیت اللہ کے درمیان کسی علاقے کا رہائشی ہو۔ وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ سکتا ہے' اسے میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔
مقاماتِ حج:	وہ جگہیں جن پر مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں اور وہ جگہیں یہ ہیں: مکہ مکرمہ' منیٰ' وادیٔ عرنہ' میدانِ عرفات اور مزدلفہ۔
مُعْتَمِر:	اس کی جمع '' مُعْتَمِرِیْن '' ہے اور مراد ''عمرہ کرنے والا'' ہے۔
مَكَّةُ الْمُكَرَّمَه:	مسلمانوں کا وہ مقدس ترین شہر جس میں مسلمانوں کی نگاہوں کا مرکز ''بیت اللہ'' واقع ہے۔
مَسْجِدُ الْحَرَام:	بیت اللہ اور اس کے گرد تعمیر شدہ عمارت جو مسجد کا حصہ ہے' سب مسجدِ حرام ہے اور اس میں ایک نماز کی ادائیگی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔
مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَه:	مسلمانوں کا وہ مقدس و محترم شہر جس میں ''مسجدِ نبوی'' واقع ہے اور اسی مسجد میں ''روضۂ رسول'' ہے۔
مَسْجِدِ نَبَوِی:	مدینہ منورہ کی وہ مسجد جسے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے خود تعمیر فرمایا اور اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز دیگر مساجد میں نماز کی ادائیگی سے ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ نیز یہ مسجد اُن تین مقامات میں سے ایک ہے جن کی طرف اجر کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔
مَسْجِدِ اَقْصٰی:	فلسطین کے شہر بیت المقدس میں واقع یہ مسجد مسلمانوں کا قبلۂ اوّل ہے۔ اس مسجد میں ادا کی جانے والی ایک نماز کا ثواب 250 نمازوں کے برابر ہے۔
مَسْجِدِ نَمِرَه:	وہ خوبصورت اور وسیع و عریض مسجد جہاں آج کل حج کا خطبہ دیا جاتا ہے اور ظہر و عصر کی نمازیں قصر کر کے ادا کی جاتی ہیں۔ اس مسجد کا تقریباً ایک تہائی حصہ وادیٔ نمرہ اور وادیٔ عرنہ میں ہے اور باقی دو تہائی عرفات میں۔
مَسْجِدِ مَشْعَرُ الْحَرَام:	وہ مسجد جو وادیٔ مزدلفہ میں ہے۔
مَسْجِدِ خَیْف:	ایک خوبصورت مسجد جو وادیٔ منیٰ میں واقع ہے۔

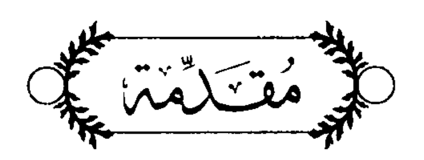
مَسْجِدِ قُبَاء:	وہ مسجد جسے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا' ہجرت کے بعد سب سے پہلے اسے تعمیر کیا گیا۔ یہ مسجد مسجدِ نبوی سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَسْجِدِ قِبْلَتَيْن:	یعنی دو قبلوں والی مسجد' اس کا یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ اس میں صحابہ کرام بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہے تھے کہ کسی نے تحویلِ قبلہ کی اطلاع دی تو نمازیوں نے دورانِ نماز ہی اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ یہ مسجدِ نبوی سے تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَسْجِدِ عَائِشَه:	مقامِ تنعیم پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے' اسی کا نام ''مسجدِ عائشہ'' ہے۔
مَطَاف:	بیت اللہ کے گرد وہ جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے۔
مُلْتَزَم:	چمٹنے کی جگہ' مراد بیت اللہ کے دروازے اور حجرِ اسود کا درمیانی حصہ ہے جس کے ساتھ چمٹنا' اپنے چہرے اور سینے وغیرہ کو اس کے ساتھ لگا کر عاجزی کے ساتھ دعا کرنا مسنون ہے۔
مِيزَابِ كَعْبَه:	بیت اللہ کا ''پرنالہ'' جس کا رخ حطیم کی طرف ہے۔
مَقَامِ إِبْرَاهِيم:	وہ پتھر جو سنہری جالی اور شیشے میں محفوظ کر کے بیت اللہ کے دروازے کے سامنے رکھا گیا ہے کہ جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں تعمیر فرما رہے تھے اور معجزانہ طور پر آج تک اس پر آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشانات موجود ہیں۔
مَسْعَى:	وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے۔
مِيلَيْنِ أَخْضَرَيْن:	وہ سبز نشانات جو بطنِ وادی کے دونوں کناروں پر لگائے گئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ صرف ان دونوں کے درمیان ہی دوڑا جائے گا اور باقی چکر عام رفتار سے مکمل کیا جائے گا۔
مِنىٰ:	ایک وادی کا نام جہاں حاجی 8 ذوالحجہ کو اور 10 سے 13 ذوالحجہ تک قیام کرتے ہیں۔ یہ وادی مسجدِ حرام سے مشرق کی جانب 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مَيْدَانِ عَرَفَات:	یہ وہ میدان ہے جس میں 9 ذوالحجہ کو وقوف کرنا حج کا رکن ہے۔ یہ حدودِ حرم سے باہر ہے اور مسجدِ حرام سے تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔
مُزْدَلِفَه:	وہ وادی جو منیٰ اور عرفات کے درمیان پڑتی ہے۔ اس میں 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی شب وقوف کرنا حج کا حصہ ہے۔
مَشْعَرُ الْحَرَام:	ایک پہاڑی کا نام جو مزدلفہ میں ہے۔ 10 ذوالحجہ کے روز فجر کی نماز ادا کر کے سفیدی پھیلنے تک یہاں قبلہ رخ ہو کر دعائیں مانگنا مسنون ہے۔
مَنْحَر:	اس کا معنی ہے قربان گاہ۔ منیٰ میں ایک جدید قربان گاہ قائم کی گئی ہے اسے ''مَنْحَر'' کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ حاجی اپنی قربانیاں حدودِ حرم کے اندر کہیں بھی قربان کر سکتے ہیں۔

مُحْصَر:	جو شخص میقات سے احرام باندھے' پھر راستے میں کسی رکاوٹ (مثلاً بیماری وغیرہ) پیش آ جانے کے باعث حج یا عمرہ ادا نہ کر سکے۔
وَادِیٔ نَمِرہ:	ایک وادی کا نام جو عرفات کے قریب ہے۔
وَادِیٔ عُرَنَہ:	ایک وادی کا نام جو عرفات اور نمرہ کے درمیان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وادی میں وقوفِ عرفہ سے قبل حج کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور ظہر و عصر کی نمازیں قصر ادا فرمائی تھیں۔
وَادِیٔ مُحَسِّر:	یہ وادی مزدلفہ سے منیٰ آئیں تو راستے میں پڑتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ذریعے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا تھا۔ اسے تیزی سے عبور کر لینا چاہیے۔
یَلَمْلَم یا سَعْدِیَہ:	یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ سے تقریباً 92 کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہ اہل یمن کا میقات ہے۔
یَوْمُ التَّرْوِیَه:	8 ذوالحجہ' یعنی ایامِ حج کا پہلا دن۔ اس دن حج کی ابتدا ہوتی ہے اور حاجی منیٰ پہنچتے ہیں۔ "تَرْوِیَه" کا مطلب ہے سیراب کرنا۔ چونکہ اس روز حاجی منیٰ روانہ ہونے سے قبل اپنے جانوروں کو پانی پلا کر خوب سیراب کرتے تھے اس لیے اس دن کا نام "یَوْمُ التَّرْوِیه" پڑ گیا۔
یَوْم عَرَفَه:	9 ذوالحجہ' یعنی ایام حج کا دوسرا دن۔ اس روز حاجی "میدانِ عرفات" پہنچتے ہیں۔
یَوْمُ النَّحْرِ:	10 ذوالحجہ' یعنی ایامِ حج کا تیسرا دن۔ اس دن حاجی چار اہم کام کرتے ہیں: ① جمرۂ عقبہ کی رمی ② قربانی ③ بال کتروانا یا منڈوانا ④ طوافِ زیارت۔
یَوْمُ الرُّءُوْس:	اس سے مراد 11 ذوالحجہ ہے' یعنی ایامِ حج کا چوتھا دن۔ اس روز حاجی منیٰ میں زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرتے ہیں۔
یَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّل:	12 ذوالحجہ' یعنی کوچ (واپسی) کا پہلا دن اور ایامِ حج کا پانچواں دن۔ اگر حاجی جلدی واپس لوٹنا چاہے تو اس روز زوال کے بعد جمرات کی رمی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل سکتا ہے۔
یَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي:	13 ذوالحجہ' یعنی کوچ کا دوسرا دن اور ایامِ حج کا چھٹا اور آخری دن۔ اس دن حاجی زوال کے بعد جمرات کی رمی کر کے کسی بھی وقت منیٰ سے مکہ روانہ ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ منیٰ سے مکہ لوٹ کر بیت اللہ کا الوداعی طواف کرنا واجب ہے البتہ حائضہ کو اس کی رخصت دی گئی ہے بشرطیکہ وہ 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کر چکی ہو۔





بسم اللہ الرحمن الرحیم



حج وعمرہ کی لغوی وشرعی تعریف

حج کی لغوی وضاحت: لفظِ حج باب حَجَّ یَحُجُّ (نصر، مدّ) سے مصدر ہے' اس کا معنی 'قصد وارادہ کرنا' ہے۔ امام خلیل کے نزدیک اس کا معنی 'محترم مقام کی طرف کثرت سے قصد کرنا' ہے۔(۱)

حج کی شرعی تعریف: مخصوص افعال کی ادائیگی کے لیے مسجد حرام کی طرف (سفر کا) قصد کرنا ''حج'' کہلاتا ہے۔(۲)

عمرہ کی لغوی وضاحت: لفظِ عمرہ کا معنی ہے 'قصد کرنا اور زیارت کرنا'۔ باب اعْتَمَرَ یَعْتَمِرُ (افتعال) 'عمرہ کرنا' کے معنی میں مستعمل ہے۔(۳)

عمرہ کی شرعی تعریف: میقات سے احرام باندھ کر طواف بیت اللہ اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور بال منڈوانا یا کتروانا ''عمرہ'' ہے۔

عمرہ کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ 'فقہ میں موجود مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا۔(٤)

(شیخ قاسم القونوی) عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک 'جو محض بدنی ہیں مثلاً نماز۔ دوسرے' جو محض مالی ہیں مثلاً زکوٰۃ اور تیسرے' جو ان دونوں (بدنی ومالی) کا مرکب ہیں مثلاً حج۔(٥)

---

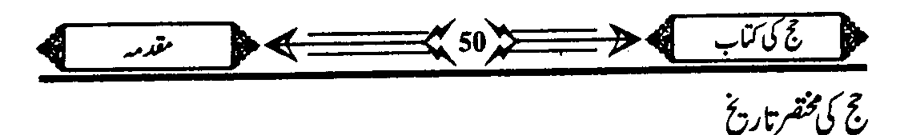
(١) [القاموس المحيط (ص/١٦٧) تحفة الأحوذى (٦٢٣/٣)]

(٢) [الفقه الإسلامى وأدلته (٢٠٦٤/٣) المغنى (٢١٧/٣) كشاف القناع (٤٣٧/٢) اللباب (١٧٧/١) فتح القدير (١٢٠/٢)]

(٣) [أنيس الفقهاء (ص / ١٤١) مصباح المنير (٦٥٧/٢) المطلع (ص / ١٦٠) النهاية لابن الأثير (٢٥٣/٢)]

(٤) [النهاية لابن الأثير (٢٥٣/٢) مصباح اللغات (ص / ٥٧٦)]

(٥) [أنيس الفقهاء (ص / ١٣٩)]



حج کی مختصر تاریخ

بیت اللہ کی تعمیر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ پھر جب طوفانِ نوح آیا تو اس کے آثار بھی مٹ گئے۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دوبارہ بیت اللہ کو تعمیر کیا۔ دورانِ تعمیر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہے کہ ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [البقرة : ۱۲۷] ''اے ہمارے پروردگار! ہماری اس خدمت کو شرف قبولیت سے نواز' یقیناً تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

جب تعمیر مکمل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ ﴿ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْکَ رِجَالًا وَعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴾ [الحج : ۲۷] ''لوگوں میں حج کا اعلان کردے' تیرے پاس پا پیادہ بھی آئیں گے اور دُبلے پتلے اونٹوں پر بھی' دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔'' چنانچہ پھر اسی طرح ہوا۔ اس حکم کے بعد حج کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کا رخ شہر مکہ کی طرف ہوگیا۔ ہر سال فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے لوگ ایک جیسی صورت بنائے' ایک جیسا لباس پہنے' ہر رنگ' طبقہ اور ذات کے لوگ' ایک جیسے اعمال سرانجام دیتے ہیں اور اسلامی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

حج کب فرض ہوا؟

اس میں علمانے اختلاف کیا ہے:

(جمہور) حج چھ ہجری میں فرض ہوا۔(۱)

(ابن قیمؒ) نو یا دس ہجری میں فرض کیا گیا۔(۲)

(شیخ وہبہ زحیلیؒ) نو ہجری کے اواخر میں فرض ہوا۔(۳)

(سعودی مجلس افتاء) زیادہ درست 9 اور 10ھ میں فرضیت والا قول ہے۔(٤)

(راجح) حج 9ھ میں فرض ہوا۔ فرضیتِ حج کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر

---

(۱) [سبل السلام (۹۱۹/۲)]

(۲) [زاد المعاد (۱۰۱/۲)]

(۳) [الفقه الإسلامي وأدلته (۲۰٦٥/۳)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۰/۱۱)]



مکہ مکرمہ روانہ کیا' انہوں نے دورانِ حج یہ اعلان کروایا کہ آج کے بعد نہ کوئی مشرک حج کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہے۔ پھر آئندہ سال 10 ھ میں آپ ﷺ نے خود پہلا اور آخری حج ادا فرمایا' جو حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔

حج سے پہلے عقیدے کی اصطلاع

حج کا ارادہ رکھنے والے کو چاہیے کہ سفرِ حج پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے عقیدے کی اچھی طرح اصلاح کر لے۔ کیونکہ اگر عقیدہ صحیح نہ ہوا تو حج سمیت کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوگی۔ عقیدے کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کو اپنانا اور شرکیہ عقائد سے دامن چھڑا لیا۔ اللہ تعالیٰ کو اُلوہیت (یعنی اللہ تعالیٰ کا لائقِ عبادت ہونا)' ربوبیت (یعنی اللہ تعالیٰ کا تمام نظامِ کائنات کا مدبر و منتظم ہونا) اور اسماء وصفات (اللہ تعالیٰ کے جو نام اور صفات کتاب وسنت میں موجود ہیں) میں یکتا تصور کرنا اور ان میں کسی کو کسی لحاظ سے بھی اس کا شریک نہ سمجھنا۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت اسی بات سے عیاں ہے کہ اس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبولیت کا حق نہیں رکھتی اور شرکیہ عقائد کی موجودگی تمام اعمال کی بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ تنبیہ کر دی تھی کہ ﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴾ [الزمر : ٦٥] ''اگر تم نے شرک کیا تو لازماً تیرا عمل برباد ہو جائے گا۔'' پھر اگر آج کا کوئی مسلمان شرکیہ عقائد و اعمال نہ چھوڑے تو کیا اس کا حج کبھی قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟

اتباعِ سنت

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے جہاں عقیدۂ توحید ضروری ہے وہاں سنتِ نبوی کی پیروی بھی انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ اگر عقیدہ ٹھیک ہو اور انسان کا عمل نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہو تب بھی وہ عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے حج وعمرہ کے ساتھ ساتھ تمام اعمالِ خیر میں سنت کی موافقت اور بدعات وخرافات سے بچاؤ ازحد لازمی ہے۔ بدعت ہر وہ کام ہے جو دین میں نیا ایجاد کردہ ہو۔ ہر بدعت باعثِ اجر وثواب نہیں بلکہ باعثِ گناہ وگمراہی ہے اور ہر گمراہی انسان کو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

نماز کی پابندی

کلمہ گو مسلمان اگر عمداً تارکِ نماز ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ عرب وعجم کے متعدد

اہل علم کا یہی فتویٰ ہے۔ جن میں سے چند ایک کا بیان حسب ذیل ہے:

(نوویؒ) اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے اس کے اور کفر کے درمیان کوئی حائل باقی نہیں رہ جاتا۔(۱)

(شنقیطیؒ) بے نماز کافر ہے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) ایسے لوگ اور کافر برابر ہیں۔(۳)

(ابن تیمیہؒ) جو شخص نماز چھوڑ دے پھر اس چھوڑنے پر مصر و قائم رہے اور پھر ایسی حالت میں ہی فوت ہو جائے تو وہ کافر فوت ہوا ہے۔(٤)

(ابن قیمؒ) انہوں نے ایسے لوگوں پر اظہارِ تعجب کیا ہے کہ جو وجوب نماز کا اعتقاد رکھنے کے باوجود اسے چھوڑنے والوں کو کافر نہیں سمجھتے۔(٥)

(شیخ عثیمینؒ) بے نماز کافر ہے۔(٦)

(شیخ ابن جبرینؒ) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس پر کفر کا ہی حکم لگایا جائے گا۔(۷)

(سعودی مجلس افتاء) جو شخص سستی و کوتاہی سے (عمداً بلا عذر) نماز چھوڑ دیتا ہے علماء کے اقوال میں سے صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔(۸)

جب بے نماز کافر ہے تو وہ ایک دفعہ نہیں بلکہ ساری عمر ہر سال بھی حج کرتا رہے تو بھی ہرگز بخشا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس پر پہلے ضروری ہے کہ وہ توبہ کرے اور نماز کا پابند بنے پھر حج کرے' بصورت دیگر اس کے حج کا کوئی فائدہ نہیں۔

مالِ حرام سے اجتناب

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (١٧٨/٤)]

(۲) [أضواء البیان (٣١١/٤)]

(۳) [تحفة الأحوذی (٤٠٧/٧)]

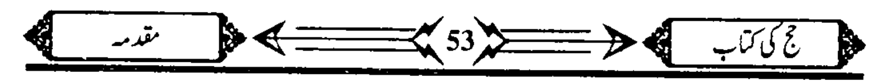
(٤) [الصارم المسلول (٥٥٤) مجموع الفتاوی (٩٧/٢٠)]

(٥) [كتاب الصلاة (ص/٦٢)]

(٦) [رسالة : حكم تارك الصلاة]

(۷) [فتاوی إسلامیة (٢٩٦/١)]

(۸) [فتاوی إسلامیة (٣١١/١-٣١٢)]



﴿ أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ﴾

''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔''(۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ ﴾

''اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ (حلال) کمائی کو ہی قبول کرتا ہے۔''(۲)

اس لیے ضروری ہے کہ حج کے لیے روانہ ہونے والا یہ دیکھ لے کہ وہ جس رقم کے ساتھ حج کا فریضہ ادا کرنے جا رہا ہے آیا وہ حلال ذریعے سے کمائی گئی ہے یا حرام۔ اگر تو حلال ذریعے سے حاصل شدہ ہے تو ٹھیک وگرنہ اسے حج کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

زادِ راہ ساتھ لینا اور سوال سے بچنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ : نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ، فَإِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوْا النَّاسَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : " وَ تَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى " ﴾

''یمن کے لوگ راستے کا خرچ ساتھ لائے بغیر حج کے لیے آجاتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہم توکل کرتے ہیں لیکن جب مکہ آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ سب سے بہتر زادِ راہ تو تقویٰ ہی ہے۔''(۳)

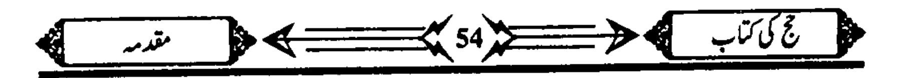
یہاں تقویٰ سے مراد ہے سوال سے بچنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے توکل کے اس مفہوم کو غلط قرار دیا اور حکم دیا کہ زادِ راہ لے کر نکلو تا کہ لوگوں سے مانگنے کی نوبت پیش نہ آئے۔

---

(۱) [مسلم (۱۰۱۵) کتاب الزکاۃ : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها ، ترمذی (۲۹۸۹) کتاب تفسير القرآن : باب ومن سورة البقرة ، احمد (۸۳۵٦) تحفة الأشراف (۱۳٤۱۳)]

(۲) [بخاری (۱٤۱۰) کتاب الزکاۃ : باب الصدقة من كسب طيب ، مسلم (۱۰۱٤) کتاب الزکاۃ : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها ، موطا (۱۸۷٤) کتاب الصدقة : باب الترغيب في الصدقة ، ترمذی (٦٦۱) کتاب الزکاۃ : باب ما جاء في فضل الصدقة ، ابن ماجة (۱۸٤۲) کتاب الزکاۃ : باب فضل الصدقة ، احمد (۸۹۷۰) نسائی فی السنن الکبری (۲/٤۰۲۳) دارمی (۱٦۷۵) ابن حبان (۲۷۰) شرح السنة للبغوی (۱٦۳۲)]

(۳) [بخاری (۱۵۲۳) کتاب الحج : باب قول الله تعالى : وتزودوا فان خير الزاد التقوى]



کیا حج کے لیے استخارہ کیا جا سکتا ہے؟

(شیخ ابن عثیمینؒ) اگر حج نفلی ہو تو (یوں) استخارہ کر سکتا ہے کہ میں اس سال حج کروں یا اگلے سال۔ لیکن اگر حج فرض ہو تو استخارہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور اسے واجب کیا ہے (استطاعت کے بعد اسے بجا لانا اس پر بہر صورت نماز کی طرح ضروری ہے)۔(۱)

چند ضروری اذکار و ادعیہ

سفرِ حج کا آغاز کرنے سے پہلے یہ دعائیں ضرور ازبر کر لینی چاہییں:

* گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾

''اللہ کے نام سے نکلتا ہوں' اللہ کی توفیق کے سوا نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ کسی چیز سے بچنے کی۔''(۲)

* گھر والے حاجی کو الوداع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

﴿ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ﴾

''میں تمہارا دین' تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا خاتمہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''(۳)

* حاجی گھر والوں کو یہ دعا دے:

﴿ أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ ﴾

''میں تمہیں اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی اشیاء ضائع نہیں ہوتیں۔''(۴)

* سواری پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھے:

﴿ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ ' سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ' وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ' اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى ' اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَ اطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ ' اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ '

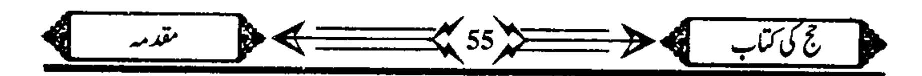
---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (۱۳/۲۱)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (۳۴۲۶) کتاب الدعوات : باب ما جاء ما یقول اذا خرج من بیته]

(۳) [صحیح : صحیح ابو داود () ابو داود (۲۶۰۰) کتاب الجهاد : باب فی الدعاء عند الوداع]

(۴) [صحیح : صحیح ابن ماجه (۲۲۷۸) ابن ماجه (۲۸۲۵) کتاب الجهاد : باب تشییع الغزاة ووداعهم]



﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ کَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْأَھْلِ﴾

''اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔ وہ ذات پاک ہے' جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے۔ اور بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی' تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان بنا دے اور اس کی لمبی مسافت کو ہم سے لپیٹ لے۔ اے اللہ! تو ہی ہمارا ساتھی ہے اس سفر میں اور تو ہی ہمارا جانشین ہے گھر والوں میں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں' سفر کی مشقت سے' تکلیف دہ منظر سے اور مال اور اہل و عیال میں بری واپسی سے۔'' (۱)

❊ دورانِ سفر کسی مقام پر ٹھہرنے کی دعا:

﴿أَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں' اس کی مخلوق کے شر سے۔'' (۲)

❊ دورانِ سفر اور دورانِ حج مسنون اذکار و دعائیں نہ چھوڑے:

مثلاً صبح و شام کے اذکار' سونے جاگنے کے اذکار' کھانے پینے کی دعائیں' بازار میں داخل ہونے کی دعائیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر تو زبانی یاد ہوں تو ٹھیک ورنہ کوئی ایسی دعاؤں والی کتاب ساتھ رکھ لے جو مستند اور جامع ہو۔ ان اذکار و دعاؤں کا فائدہ یہ ہوگا کہ حاجی یا معتمر شیطان کے وساوس کا شکار ہونے سے بچ جائے گا اور حج و عمرہ کے اختتام تک اسے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و تعاون حاصل رہے گی۔

❊ سفرِ حج یا کسی دوسرے سفر سے واپسی پر یہ دعا پڑھے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج و عمرہ سے واپس پلٹتے تو جب بھی کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ' وَ هُوَ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ

---

(۱) [مسلم (۱۳۴۲) کتاب الحج : باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج وغیرہ ' ابو داود (۲۰۹۹) کتاب الجھاد : باب ما یقول الرجل اذا سافر ' ترمذی (۳۴۴۷) کتاب الدعوات : باب ما یقول اذا رکب الناقة ' نسائی فی السنن الکبری (۱۰۳۸۲) حاکم (۲/۴۰۰۳) دارمی (۲۶۷۳) ابن حبان (۲۶۹۵) عبد الرزاق (۹۲۳۲)]

(۲) [مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء : باب فی التعوذ من سوء القضاء]



قَدِيْرٌ ، آئِبُوْنَ ، تَآئِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ ، سَاجِدُوْنَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ ، وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾

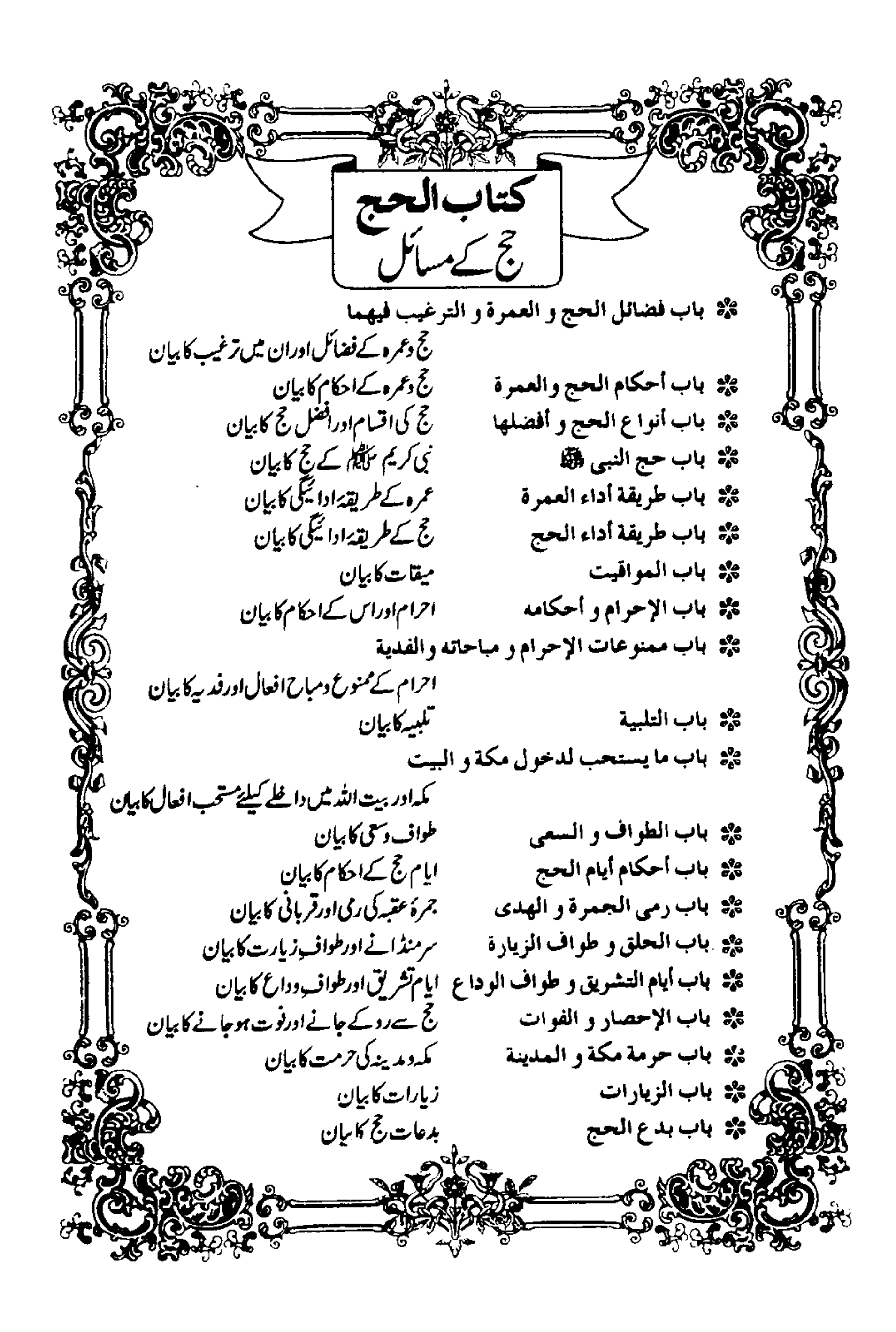
''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے'اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔''(۱)



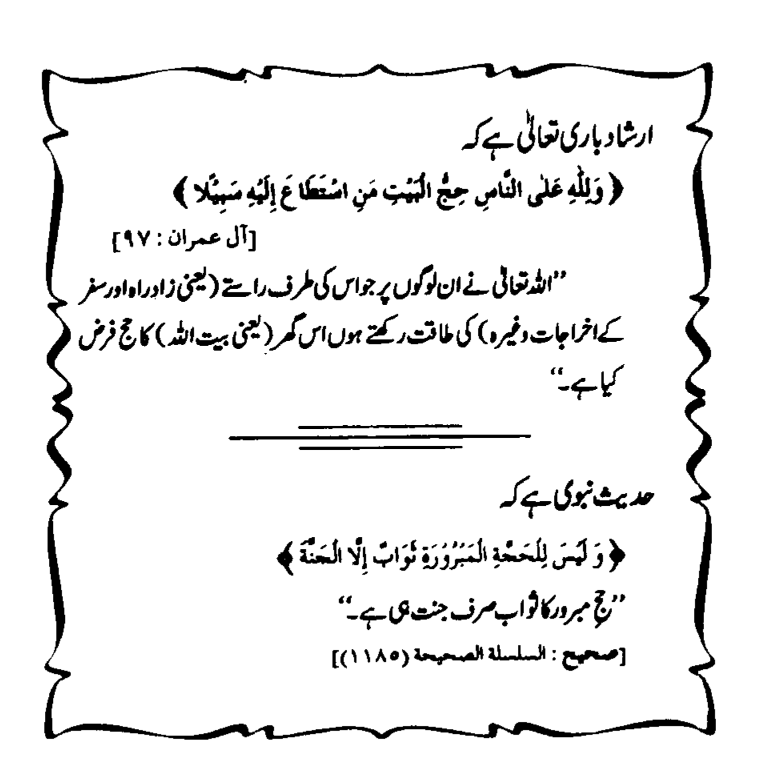
---

(۱) [بخاری (۱۷۹۷) کتاب العمرة : باب ما يقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو ' مسلم (۱۳۴۴) كتاب الحج : باب ما يقول اذا قفل من سفر الحج وغيره ' مؤطا (۹٦۰) كتاب الحج : باب جامع الحج ' احمد (٤٤۹٦) ابو داود (۲۷۷۰) كتاب الجهاد : باب فى التكبير على كل شرف فى السير ' ترمذى (۹۵۰) كتاب الحج : باب ما جاء ما يقول عند القفول من الحج والعمرة ' طبرانى كبير (۱۳۱۹٦) ابن أبى شيبة (۳٦۱/۱۰) أبو يعلى (۵۵۱۳)]

● دعاؤں کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب " كتاب الدعوات " کا مطالعہ کیجئے۔



كتاب الحج
حج کے مسائل



ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

[آل عمران : ۹۷]

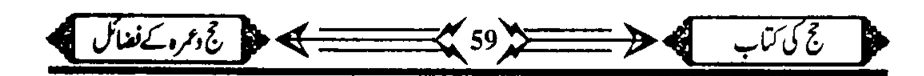
"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راستے (یعنی زادراہ اور سفر کے اخراجات وغیرہ) کی طاقت رکھتے ہوں اس گھر (یعنی بیت اللہ) کا حج فرض کیا ہے۔"

حدیث نبوی ہے کہ

﴿وَ لَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ﴾

"حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہی ہے۔"

[صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۱۸۵)]



باب فضائل الحج و العمرة و الترغیب فیهما

حج وعمرہ کے فضائل اوران میں ترغیب کا بیان

عمرہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لَّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ ﴾

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج مبرور (جس میں کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔''(۱)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ وَ لَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ ﴾

''حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔''(۲)

❑ ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حج کی نیکی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَ طِيْبُ الْكَلَامِ ﴾

''کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرة وفضلها ' مسلم (۱۳۴۹) کتاب الحج : باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة ' ترمذی (۹۳۳) کتاب الحج : باب ما ذکر فی فضل العمرة ' نسائی (۱۱۵/۵) ابن ماجة (۲۸۸۸) کتاب المناسك : باب فضل الحج والعمرة ' موطا (۳۴۶/۱) عبد الرزاق (۸۷۹۸) حمیدی (۱۰۰۲) دارمی (۳۱/۲) احمد (۲۴۶/۲) طیالسی (۲۴۲۳) شرح السنة (۴/۵) بیهقی (۲۶۱/۵)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۱۸۵)' (۱۲۰۰) هدایة الرواة (۲۴۵۸) ' (۴۴/۳) ترمذی (۸۱۰)]

(۳) [صحیح : صحیح الترغیب (۱۱۰۴) کتاب الحج : باب الترغیب فی الحج والعمرة ' احمد (۳۲۵/۳) ابن خزیمة فی صحیحه (۳۰۷۲) بیهقی فی شعب الإیمان (۴۱۱۹)]

جہاد فی سبیل اللہ کے بعد افضل عمل حج مبرور ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهِ ' قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ﴾

''رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا۔ دریافت کیا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' پھر جہادِ فی سبیل اللہ۔ دریافت کیا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' پھر حج مبرور۔'' (۱)

حج کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے نومولود بچہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ﴾

''جس نے حج کیا (اور اس میں) نہ عورتوں کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔'' (۲)

حج وعمرہ میں متابعت سے فقر اور گناہوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ الذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ ﴾

''پے در پے حج و عمرہ کرتے رہو' بلاشبہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے

---

(۱) [بخاری (۱۵۱۹) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور' مسلم (۸۳) کتاب الإیمان : باب بیان کون الإیمان باللہ تعالی أفضل الأعمال' نسائی (۱۱۳/۵) احمد (۲۶۴/۲۔ ۲۶۸) عبد الرزاق (۲۰۲۹۶) بیهقی (۲۶۲/۵) شرح السنة للبغوی (۱۸۳۳) ابن حبان (۴۵۹۸)]

(۲) [بخاری (۱۵۲۱) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور' مسلم (۱۳۵۰) کتاب الحج : باب فضل الحج والعمرة' ابن ماجه (۲۸۸۹) کتاب المناسك : باب فضل الحج والعمرة' ترمذی (۸۱۱) کتاب الحج : باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة' احمد (۷۱۳۹) نسائی فی السنن الکبری (۳۶۰۶/۲) دارمی (۱۷۹۶) حمیدی (۱۰۰۴) عبد الرزاق (۸۸۰۰) دارقطنی (۲۸۴/۲) ابن حبان (۳۶۹۴) ابن خزیمة (۲۵۱۴) شرح السنة للبغوی (۱۸۴۱) بیهقی (۲۶۱/۵)]

اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔‘‘(۱)

حج گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلِأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ ' قَالَ : فَقَبَضْتُ يَدِي ' قَالَ : مَا لَكَ يَا عَمْرُو ؟ قَالَ : قُلْتُ : أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ ' قَالَ : تَشْتَرِطُ بِمَاذَا ؟ قُلْتُ : أَنْ يُغْفَرَ لِي ' قَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَ أَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا " وَ أَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ " ﴾

’’میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا' اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تجھے علم نہیں کہ اسلام گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہجرت گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتی ہے اور حج گزشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔‘‘(۲)

حج اور عمرہ کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ الْحَاجُّ وَ الْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰهِ ' دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ ' وَ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ ﴾

’’اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انہیں عطا کر دیا۔‘‘(۳)

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۱۸۵) ' (۱۲۰۰) هداية الرواة (۲۴۵۸) ' (۴۴/۳) ترمذی (۸۱۰) کتاب الحج : باب ما جاء في ثواب الحج والعمرة ' نسائی (۱۱۵/۵) احمد (۳۸۷/۱) ابن خزیمة (۲۵۱۲)]

(۲) [مسلم (۱۲۱) کتاب الإيمان : باب کون الإسلام يهدم ما قبله و كذا الهجرة والحج ' احمد (۱۷۷۹۲) بیهقی (۹۸/۹) تحفة الأشراف (۱۰۷۳۷)]

(۳) [حسن : صحيح الترغيب والترهيب (۱۱۰۸) کتاب الحج : باب الترغيب في الحج والعمرة وما جاء فيمن خرج يقصدهما فمات ' ابن ماجه (۲۸۹۳) کتاب المناسك : باب فضل دعاء الحاج ' ابن حبان في صحيحه (۴۵۹۴)]



حج اور عمرہ عورت، کمزور، بوڑھے اور بچے کا جہاد ہے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَلَا نَغْزُوْ وَ نُجَاهِدُ مَعَكُمْ ؟ فَقَالَ : لَكِنْ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَ أَجْمَلُهُ : الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴾

''میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم بھی کیوں نہ آپ کے ساتھ جہاد اور غزووں میں جایا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارے لیے سب سے اچھا اور مناسب جہاد حج ہے، ایسا حج جو مقبول ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے میں نے کبھی حج نہیں چھوڑا۔'' (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ : الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ ﴾

''میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ان پر جہاد فرض ہے لیکن اس میں قتال نہیں ہے اور وہ ہے حج وعمرہ۔'' (۲)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَ الصَّغِيْرِ وَ الضَّعِيْفِ وَ الْمَرْأَةِ : الْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ ﴾

''بوڑھے، بچے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔'' (۳)

(4) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : إِنِّيْ جَبَانٌ وَ إِنِّيْ ضَعِيْفٌ ، فَقَالَ : هَلُمَّ إِلَى جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيْهِ : الْحَجُّ ﴾

''ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، بلاشبہ میں ایک ضعیف القلب اور کمزور آدمی ہوں۔

---

(۱) [بخاری (۱۸٦۱) کتاب العمرة : باب حج النساء]

(۲) [صحیح : هدایة الرواة (۲٤٦۷) ابن ماجه (۲۹۰۱) کتاب المناسك : باب الحج جهاد النساء]

(۳) [حسن لغیره : صحیح الترغیب (۱۱۰۰) کتاب الحج : باب الترغیب فی الحج والعمرة ، صحیح نسائی (۲٤٦۳) نسائی (۱۱٤/٦)]

آپ ﷺ نے فرمایا' ایسا جہاد کرو جس میں کوئی تکلیف نہیں اور وہ حج ہے۔''(۱)

(5) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ ﴾

''حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔''(۲)

رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے اُم سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ

﴿ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ ؟ قَالَتْ : أَبُو فُلَانٍ ـ تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ ـ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا ' قَالَ : فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي ﴾

''تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے۔ایک پر تو وہ خود حج پر چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے۔آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً ﴾

''جب رمضان آئے گا تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کا اجر و ثواب) حج کے برابر ہوتا ہے۔''(۳)

حاجی اور عمرہ کرنے والے کو اس کے خرچ اور محنت کے مطابق اجر ملتا ہے

اسودؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَ أَصْدُرُ بِنُسُكٍ ؟ فَقِيْلَ

---

(۱) [صحیح : إرواء الغليل (۱۵۲/٤) صحيح الترغيب (۱۰۹۸) كتاب الحج : باب الترغيب في الحج والعمرة ' رواه الطبراني في الكبير والأوسط ' وعبد الرزاق (۸ـ۷/٥)]

(۲) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (۱۱۰۲) كتاب الحج : باب الترغيب في الحج والعمرة ' ابن ماجة (۲۹۰۲) كتاب المناسك : باب الحج جهاد النساء]

(۳) [بخاری (۱۸٦۳) كتاب الحج : باب حج النساء ' مسلم (۱۲۵٦) كتاب الحج : باب فضل العمرة في رمضان ' نسائی (۲۱۰۹) وفي السنن الكبرى (٤۲۲۳/۲) دارمی (۱۸۵۹) طبرانی كبير (۱۱٤۱۰) ابن ماجة (۲۹۹۳) كتاب المناسك : باب العمرة في رمضان ' ابن حبان (۳۷۰۰) بيهقی (۳٤٦/٤)]

لَهَا : انْتَظِرِيْ ' فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ ' ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا ' وَ لٰكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ ﴾

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اے اللہ کے رسول! لوگ تو دو نسک (یعنی حج وعمرہ) کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں نے صرف ایک نسک (یعنی حج) کیا ہے؟ اس پر ان سے کہا گیا کہ پھر انتظار کریں اور جب پاک ہو جائیں تو تنعیم جا کر وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھیں' پھر ہم سے فلاں جگہ آ ملیں اور یہ کہ اس عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور محنت کے مطابق ملے گا۔''(۱)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ إِنَّمَا أَجْرُكِ فِيْ عُمْرَتِكِ عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ ﴾

''تمہارے عمرے میں تمہارا اجر صرف تمہارے خرچ کے مطابق ہے۔''(۲)

حاجی کو اپنی سواری کی وجہ سے بھی اجر ملتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿ مَا تَرْفَعُ إِبِلُ الْحَاجِّ رِجْلًا ' وَ لَا تَضَعُ يَدًا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً ' أَوْ مَحَا عَنْهُ سَيِّئَةً ' أَوْ رَفَعَ بِهَا دَرَجَةً ﴾

''حاجی کا اونٹ جب بھی قدم اٹھاتا ہے یا ہاتھ (زمین پر) رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں یا اس سے ایک گناہ مٹا دیتے ہیں یا اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔''(۳)

حج یا عمرہ کے لیے نکلا ہوا شخص فوت ہو جائے تو اس کے لیے مکمل اجر لکھا جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ ' كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ' وَ مَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا

---

(۱) [بخاری (۱۷۸۷) کتاب العمرة : باب أجر العمرة على قدر النصب ' مسلم (۱۲۱۱) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران وجواز إدخال الحج ' احمد (۲٦١٤٤) بيهقى (۱۸۲/۱) حميدى (۲۰۳)]

(۲) [صحيح : صحيح الترغيب (۱۱۱٦) كتاب الحج : باب الترغيب فى النفقة فى الحج والعمرة ' مستدرك حاكم (۱/٤٧٢)]

(۳) [حسن : صحيح الترغيب (۱۱۰٦) كتاب الحج : باب الترغيب فى الحج والعمرة ' بيهقى فى شعب الإيمان (٤١١٦) وابن حبان فى صحيحه]

فَـمَـاتَ ، كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَ مَنْ خَرَجَ غَازِيًا فَمَاتَ ، كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْغَازِيُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾

’’جو شخص حج کرنے کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک حج کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ جو عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور جو شخص جہاد کرنے کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے روزِ قیامت تک جہاد کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔‘‘(۱)



(۱) [صحیح لغیرہ : صحیح الترغیب (۱۱۱٤) كتاب الحج : باب الترغيب فى الحج والعمرة وما جاء فيمن خرج بقصدهما فمات ، السلسلة الصحيحة (۲۵۵۳) مسند أبى يعلى (۱۱/٦٣٥٧)]



باب احكام الحج والعمرة — حج وعمرہ کے احکام کا بیان

حج اسلام کا رکن ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلا الله وأنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ " وَالْحَجِّ " وَصَوْمِ رَمَضَانَ ﴾

''اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے: یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔'' (۱)

ہر صاحبِ استطاعت پر حج فرض ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ [آل عمران : ۹۷]

''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راستے (یعنی زادِ راہ اور سفر کے اخراجات وغیرہ) کی طاقت رکھتے ہوں اس گھر (یعنی بیت اللہ) کا حج فرض کیا ہے۔''

(شیخ صالح بن فوزان) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حج فرض ہے۔(۲)

(شیخ سلیم ہلالی) جس نے حج کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔(۳)

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا ' فَقَالَ رَجُلٌ : أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَسَكَتَ ' حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَ لَمَا اسْتَطَعْتُمْ ' ثُمَّ قَالَ :

---

(۱) [بخارى (۸) كتاب الإيمان : باب دعائكم إيمانكم ' مسلم (۱٦) كتاب الإيمان : باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام ' ترمذى (۲٦۱۲) نسائى (۱۰۷/۸) حميدى (۷۰۳) ابن خزيمة (۳۰۸) احمد (۱۲۰/۲-۱٤۳) شرح السنة (٦٤/۱) الحلية لأبى نعيم (٦۲/۳)]

(۲) [الملخص الفقهى (۲۸۰/۱)]

(۳) [موسوعة المناهى الشرعية (۹۹/۲)]

ذَرُوْنِى مَا تَرَكْتُكُمْ ' فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ ' وَ اخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ ' فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ' وَ إِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ ﴾

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک آدمی (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ کیا ہر سال اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتی کہ اس نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تک میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں مجھ سے سوال نہ کیا کرو اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور انبیاء کے ساتھ اختلاف رکھنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو اور جب میں تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔''(۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت میں ہے کہ

﴿ الْحَجُّ مَرَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ ﴾

''حج ایک مرتبہ (فرض) ہے اور جس نے زیادہ کیا تو وہ نفلی حج ہے۔''(۲)

(شوکانیؒ) مذکورہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حج صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور اس پر اجماع ہے۔(۳)

(ابن حجرؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(نوویؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ حج صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔(٥)

(ابن کثیرؒ) متعدد احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حج اسلام کے ارکان و دعائم میں سے ایک ہے اور مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے۔ نیز یہ مکلف شخص پر عمر میں صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہے' اس پر نص و اجماع شاہد ہے۔(٦)

---

(۱) [مسلم (۱۳۳۷) کتاب الحج : باب فرض الحج مرة فى العمر' أحمد (۵۰۸/۲) نسائی (۱۱۰/۵) و فى السنن الكبرى (۳۵۹۸/۲) ابن حبان (۳۷۰۵) دارقطنی (۲۸۱/۲) بيهقى (۳۲۶/٤) ابن خزيمة (۲۵۰۸) عبد الرزاق (۲۰۳۷٤)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۵۱٤) كتاب المناسك : باب فرض الحج ' ابو داود (۱۷۲۱) نسائی (۱۱۱/۵) ابن ماجة (۲۸۸٦) دارمی (۲۹/۲) عبد بن حميد (٦۷۷) دارقطنی (۲۸۰/۲) حاكم (٤٤۱/۱) بيهقى فى المعرفة (٤۷۱/۳) امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(۳) [نيل الأوطار (۲۷۳/۳)]

(٤) [فتح البارى (۱۵۲/٤)]

(٥) [شرح مسلم (۳۳۰/٤)]

(٦) [تفسير ابن كثير (۷۱/۲)]

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) حج صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہے اور اس پر اجماع ہے۔(۱)
(سید سابقؒ) علماء نے اجماع کیا ہے کہ حج عمر میں صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہے۔(۲)
(شیخ سلیم ہلالی) حج مکلف پر زندگی میں صرف ایک مرتبہ واجب ہے۔(۳)
(شیخ صالح بن فوزان) حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی فرض ہے۔(٤)
(ڈاکٹر عائض القرنی) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

❑ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص نذر کے ذریعے اپنے اوپر حج واجب کر لے تو اس پر اس حج کی ادائیگی واجب ہو گی خواہ اس نے واجب حج پہلے ادا کر لیا ہو۔

حج کے مہینے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ﴾ [البقرة : ١٩٧]

''حج کے مہینے معلوم (یعنی مقرر) ہیں۔''

حج کے مہینے یہ ہیں:

① شوال ② ذوالقعدہ ③ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ

یعنی عید الفطر سے لے کر عید الاضحیٰ تک کا درمیانی عرصہ۔ صحیح بخاری میں حج کے مہینوں کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی فرمان موجود ہے۔(٦)

یاد رہے کہ عمرہ کے لیے کسی خاص مہینے کی قید نہیں' یہ سارے سال میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ماہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔(٧)

---

(۱) [تحفة الأحوذى (٦٣٣/٣)]
(۲) [فقه السنة (٤٢٦/١)]
(۳) [موسوعة المناهى الشرعية (١٠٠/٢)]
(٤) [الملخص الفقهى (٢٨١/١)]
(٥) [فقه الدليل (ص / ٢٤٦)]
(٦) [بخارى (قبل الحديث / ١٥٦٠) كتاب الحج : باب قول الله تعالى : الحج أشهر معلومات]
(٧) [بخارى (١٨٦٣) كتاب الحج : باب حج النساء' مسلم (١٢٥٦) كتاب الحج : باب فضل العمرة فى رمضان' نسائى (٢١٠٩) وفى السنن الكبرى (٤٢٢٣/٢)]

(شیخ سلیم ہلالی) حج کے مہینے یہ ہیں: شوال' ذوالقعدہ اور عشرہ ذوالحجہ۔(۱)

وجوبِ حج کی شرائط

حج کے وجوب کے لیے پانچ شرائط ہیں:

① اسلام ② بلوغت ③ عقل ④ آزادی ⑤ استطاعت

خواتین کے لیے ان شرائط کے ساتھ ساتھ دو شرطیں مزید بھی ہیں:

① محرم کا ساتھ ہونا ② عدت میں نہ ہونا

(ابن قدامہؒ) حج صرف پانچ شرائط کے ساتھ ہی واجب ہوتا ہے: اسلام' عقل' بلوغت' حریت اور استطاعت۔ ان تمام شرائط میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں۔(۲)

(شیخ ابن جبرین) وجوبِ حج کی پانچ شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں: اسلام' عقل' بلوغت' حریت اور استطاعت۔ نیز خواتین کے لیے ایک شرط زائد ہے اور وہ محرم کا ساتھ ہونا ہے۔(۳)

❶' ❷' ❸ اسلام' بلوغت اور عقل:

- جب تک یہ تینوں اشیاء موجود نہ ہوں انسان مکلف نہیں ہوتا اور جب انسان مکلف نہ ہو تو اس پر صرف حج ہی نہیں بلکہ کوئی عبادت بھی واجب نہیں ہوتی۔

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ' وَ عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ ' وَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يَعْقِلَ ﴾

''تین آدمی مکلف نہیں: ایک سویا ہوا شخص حتی کہ وہ بیدار ہو جائے' دوسرا بچہ حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور تیسرا پاگل حتی کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔''(٤)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(١) [موسوعة المناهي الشرعية (١٠٤/٢)]

(٢) [المغني لابن قدامة (٦/٥)]

(٣) [فتاوى اسلامية (١٧٨/٢)]

(٤) [صحيح : صحيح ابو داود (٣٧٠٣) كتاب الحدود : باب في المجنون يسرق أو يصيب حدا ' ابو داود (٤٤٠٣) إرواء الغليل (٢٩٧)]

﴿ أَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى ﴾

''جو بچہ حج کرے پھر وہ بلوغت کو پہنچ جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(۱)

(سید سابق'') اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ بچہ اگر بلوغت سے قبل حج کر لے تو بلوغت کے بعد اس پر دوبارہ حج واجب ہوگا۔(۲)

❹ آزادی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ ثُمَّ عُتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى ﴾

''جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(۳)

(سید سابق'') اہل علم کا اجماع ہے کہ غلام اگر اپنی غلامی کے زمانہ میں حج کر لے اور پھر آزاد ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ حج کرے بشرطیکہ وہ اس کے راستے کی طاقت رکھتا ہو۔(٤)

❺ استطاعت:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ [آل عمران : ٩٧]

''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راستے (یعنی زادِ راہ اور سفر کے اخراجات وغیرہ) کی طاقت رکھتے ہوں بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے۔''

(2) حدیث جبرئیل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ تُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ " وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا " ﴾

''اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے

---

(۱) [صحیح : إرواء الغليل (٩٨٦) تلخيص الحبير (٢٢٠/٢) بيهقى (٣٢٥/٤) كتاب الحج : باب إثبات فرض الحج على من استطاع إليه سبيلا ' طبرانى أوسط (٢٧٥٢) ابن خزيمة (٣٠٥٠) كتاب الحج : باب الصبى يحج قبل البلوغ ثم يبلغ ' حاكم (٤٨١/١)]

(۲) [فقه السنة (٤٣٠/١)]

(۳) [صحیح : إرواء الغليل (٩٨٦)]

(٤) [فقه السنة (٤٣٠/١)]

رسول ہیں' تو نماز قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر اس کے راستے کی طاقت ہو۔'' (۱)

گزشتہ آیت میں مذکور ''سبیل'' کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ ﴾ ''راستے کا خرچ اور سواری۔'' (۲)

اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن امت کی اکثریت اسی تفسیر کی قائل ہے جیسا کہ امام صنعانی رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف نقل کیا ہے۔ زاد (یعنی واپسی تک اہل وعیال کے خرچ سے زائد مال) تو مطلقاً شرط ہے اور راحلہ (یعنی کوئی بھی سواری مثلاً مویشی' بحری جہاز' ہوائی جہاز' گاڑی وغیرہ) ایسے شخص کے لیے جس کا گھر (لمبے) فاصلے پر ہو۔ (۳)

نیز امت کا اتفاق ہے کہ حج کی استطاعت رکھنے والے شخص پر حج واجب ہے۔ (٤)

استطاعت میں کون کون سی اشیاء شامل ہیں؟

استطاعت میں مندرجہ ذیل اشیاء شامل ہیں:

1- مکلف شخص صحت مند وتندرست ہو۔

2- راستہ پرامن ہو۔

3,4- انسان زادِراہ اور سواری کا مالک ہو۔

5- کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو لوگوں کو حج پر جانے سے روک رہی ہو مثلاً قید اور ظالم حکمران کا

---

(۱) [مسلم (۸) کتاب الإیمان : باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان ' ابو داود (٤٦٩٥) کتاب السنة : باب فی القدر ' ترمذی (۲٦۱۰) کتاب الإیمان : باب ما جاء فی وصف جبریل للنبی الإیمان والإحسان ' ابن ماجة (٦٣) مقدمة : باب فی الإیمان ' نسائی فی السنن الکبری (٥٨٨٣) طبرانی کبیر (١٣٥٨١) ابن منده (١٨٦) ابن حبان (١٦٨) ابن أبی شیبة (٤٤/١١) بیهقی فی شعب الإیمان (٣٩٧٣) شرح السنة للبغوی (٢) ابن خزیمة (٢٥٠٤)]

(۲) [ضعیف : إرواء الغلیل (٩٨٨) دارقطنی (٢١٦/٢) کتاب الحج ' مستدرك حاكم (٤٤٢/١) شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ یہ اور اس معنی کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔ [تلخیص الحبیر (٤٨٥/٢)] عبدالحق رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بلاشبہ اس روایت کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔ [الأحكام الوسطی لعبد الحق (٢٥٨/٢)]

(۳) [سبل السلام (٩٢٣/٢)]

(٤) [تفسیر اللباب فی علوم الکتاب (٣٠٩/٣)]

خوف وغیرہ۔(۱)

خواتین کے لیے اضافی شرائط

❶ عورت کے لیے محرم کا ہونا:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ﴾

''عورت تین دن کا سفر محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کرے۔''(۲)

(2) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا ﴾

''عورت کبھی اپنے محرم رشتہ دار یا شوہر کے بغیر دو دن کا بھی سفر نہ کرے۔''(۳)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ ﴾

''اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی محرم رشتہ دار کے ایک دن اور رات کا سفر کرے۔''(٤)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ ' وَ لَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَ مَعَهَا مَحْرَمٌ ' فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا ' وَ خَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً ' قَالَ : اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ ﴾

---

(۱) [ملخصا ' فقه السنة (۱/٤۲۷)]

(۲) [بخاری (۱۰۸٦) كتاب تقصير الصلاة : باب فى كم يقصر الصلاة ' مسلم (۱۳۳۸) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ' ابو داود (۱۷۲۷) كتاب المناسك : باب فى المرأة تحج بغير محرم ' ابن حبان (۲۷۱۰) ' (۲۷۲۲) ابن خزيمة (۲۵۲۱) ابن أبى شيبة (٤/٥) بيهقى (٥/۲۲۷)]

(۳) [مسلم (۸۲۷) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ' ابن حبان (۲۷۲٤) بيهقى (۳/۱۳۸)]

(٤) [بخارى (۱۰۸۸) كتاب تقصير الصلاة : باب فى كم يقصر الصلاة ' مسلم (۱۳۳۹) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ' ابو داود (۱۷۲٤) كتاب المناسك : باب فى المرأة تحج بغير محرم ' ترمذى (۱۱۷۰) كتاب الرضاع : باب ما جاء فى كراهية أن تسافر المرأة وحدها ' احمد (۹۷٤۷) ابن حبان (۲۷۲۱) ابن خزيمة (۲۵۲۵) بيهقى (۳/۱۳۹)]

”کوئی شخص ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے روانہ ہو گئی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لیے لکھ دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا' جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“ (۱)

(سید سابق ؒ) عورت پر وجوبِ حج کے لیے یہ شرط زائد ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار ہو۔(۲)

(سعودی مجلس افتاء) جس عورت کا محرم رشتہ دار موجود نہ ہو اس پر حج واجب نہیں۔(۳)

(شیخ وہبہ زحیلی) عورت پر حج کے وجوب کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار ہو۔(٤)

(شیخ سلیم ہلالی) عورت کے لیے محرم کے بغیر سفر جائز نہیں۔(٥)

(شیخ عبداللہ بسام) عورت کے لیے ایک زائد شرط محرم کی موجودگی ہے۔(٦)

- محرم رشتہ دار سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے (اور ان سے پردہ بھی نہیں)۔(۷)
- یہ بھی یاد رہے کہ بعض فقہا نے عورت کو بغیر محرم کے بھی حج کی اجازت دی ہے جبکہ وہ بوڑھی ہو یا دیگر عورتوں کے قافلے میں شریک ہو۔ لیکن یہ موقف گزشتہ صریح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ ان حضرات نے جن دلائل کو مدِ نظر رکھا ہے ان میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

﴿ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ...... قَالَ عَدِيٌّ : فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ ...... ﴾

---

(۱) [مسلم (۱۳٤۱) كتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ' بخارى (۱۸٦۲) كتاب الحج: باب حج النساء ' ابن ماجة (۲۹۰۰) كتاب المناسك : باب المرأة تحج بغير ولى ' نسائى فى السنن الكبرى (۹۲۱۸) حميدى (٤٦۸) ابن أبى شيبة (٤۰۹/٤) ابن حبان (۲۷۳۱) ابن خزيمة (۲۵۲۹) أبو يعلى (۲۳۹۱) طيالسى (۲۷۳۲) طبرانى كبير (۱۲۲۰۲) شرح السنة للبغوى (۱۸٤۹) بيهقى (۱۳۹/۳)]

(۳) [فتاوى اسلامية (۱۸۳/۲)]

(۲) [فقه السنة (٤۳۰/۱)]

(٤) [الفقه الإسلامى وأدلته (۲۰۹۲/۳)]

(٥) [موسوعة المناهى الشرعية (۱۰۲/۲)]

(٦) [توضيح الاحكام شرح بلوغ المرام (۱٥/٤)]

(۷) [فيض القدير (۳۹۸/٦)]

''اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ایک ایسی ہودج میں سوار عورت کو دیکھو گے جو حیرہ شہر سے چلے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی۔ اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا...... حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس عورت کو دیکھا۔''(۱)

محلِ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ عورت اکیلے سفر کرے گی حتی کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی لہٰذا ثابت ہوا کہ عورت کے لیے بغیر محرم کے بھی سفرِ حج پر روانہ ہونا جائز ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ محض کسی کام کی خبر اس کے جواز یا عدمِ جواز پر دلالت نہیں کرتی جیسا کہ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ ﴾

''تم میں سے کوئی ہرگز کسی درپیش تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔''(۲)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَهُ ﴾

''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ آدمی کسی آدمی کی قبر کے قریب سے گزرے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ اے کاش! اس کی جگہ میں (قبر میں) ہوتا۔''(۳)

اب اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ موت کی تمنا کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں محض اس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اور یہ اس کے جواز کے لیے کافی نہیں ۔ بعینہٖ اُس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت بغیر محرم

---

(۱) [بخاری (۳۵۹۵) كتاب المناقب : باب علامات النبوة في الإسلام ' احمد (۲۵٦/٤) طبرانی كبير (۹٤/۱۷۔۹۵) ابن حبان في صحيحه (۳۷٤/٦) بيهقي في السنن الكبرى (۲۲۵/۵) كتاب الحج : باب المرأة يلزمها الحج بوجود السبيل إليه]

(۲) [بخاری (۵٦۷۱) كتاب المرض : باب تمني المريض الموت ' مسلم (۲٦۸۰) كتاب الدعاء : باب كراهة الموت لضر نزل به ' ابو داود (۳۱۰۸) ' (۳۱۰۹) كتاب الجنائز : باب في كراهية تمني الموت ' نسائي (٤/۵۳) كتاب الجنائز : باب تمني الموت ' ترمذی (۹۷۱) كتاب الجنائز : باب ما جاء في النهي عن التمني للموت ' ابن ماجة (٤۲٦۵) كتاب الزهد : باب ذكر الموت والاستعداد له ' احمد (۱۰۱/۳) ابن حبان (۹٦۸) بيهقي (۳۷۷/۳)]

(۳) [بخاری (۷۱۱۵) كتاب الفتن : باب لا تقوم الساعة حتى يغبط أهل القبور ' مسلم (۱۵۷) كتاب الفتن : باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ' موطا (۲٤۱/۱) كتاب الجنائز : باب جامع الجنائز ' احمد (۲۳٦/۲)]

کے حج کرسکتی ہے جس میں آپ ﷺ نے مستقبل میں ایسا ہونے کی خبر دی ہے۔

اگر راستے میں محرم فوت ہو جائے

(ابن قدامہؒ) انہوں نے اس مسئلے میں امام احمدؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ اگر حج فرض ہو تو عورت کے لیے (محرم کے بغیر ہی) اپنا سفر جاری رکھنا زیادہ بہتر ہے اور اگر حج نفلی ہو تو اس کے لیے سفر نہ کرنا بہتر ہے۔(۱)

❷ **عورت کا عدت میں نہ ہونا:**

حضرت سعید بن میسبؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ ﴾

''بلاشبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مقام بیداء سے اُن خواتین کو واپس لوٹا دیتے جو اپنے شوہروں کی وفات کی وجہ سے عدت میں ہوتیں اور انہیں حج کرنے سے روکتے تھے۔''(۲)

❑ **عدت کی کچھ تفصیل یہ ہے:**

1- جس عورت کا شوہر فوت ہوا ہو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن (قمری حساب سے) ہے۔
2- اگر عورت حاملہ ہو تو طلاق اور حمل دونوں صورتوں میں عدت وضع حمل ہے۔
3- ماہواری کے زمانہ میں طلاق کی عدت تین حیض ہے۔
4- اگر کسی وجہ سے ماہواری رُک گئی ہو تو طلاق کی عدت تین ماہ ہے۔

حج کے ارکان

حج کے پانچ ارکان ہیں:

① نیت ② وقوف عرفہ ③ مزدلفہ میں شب بسری ④ طواف زیارت ⑤ سعی

❶ **نیت:**

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَ مَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ [البينة : ٥]

''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

---

(۱) [المغني لابن قدامة (٣٤/٥)]

(۲) [مؤطا (١٠٨٢) كتاب الطلاق : باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل]

(2) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ' فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا ' أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا ' فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ﴾

''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دنیاوی دولت حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جنہیں حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔''(۱)

❷ وقوفِ عرفہ:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾ [البقرة : ۱۹۸]

''جب عرفات سے واپس پلٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے قریب اللہ کا ذکر کرو۔''

(2) حدیث نبوی ہے کہ

﴿ الْحَجُّ عَرَفَةُ ﴾ ''حج تو (وقوف) عرفہ ہی ہے۔''(۲)

(3) ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ ﴾

''جو شخص ہمارے ساتھ (10 ذوالحجہ کے روز مزدلفہ میں فجر کی) نماز میں حاضر ہوا اور میدانِ عرفات سے رات یا دن کو چکر لگا آیا تو بے شک اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج مکمل ہوا۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۱) کتاب بدء الوحی : باب بدء الوحی ' مسلم (۱۹۰۷) کتاب الإمارة : باب قوله إنما الأعمال بالنية وأنه يدخل فيه الغزو وغيره ' ابو داود (۲۲۰۱) کتاب الطلاق : باب فيما عنى به الطلاق والنيات ' ترمذی (۱٦٤۷) کتاب فضائل الجهاد : باب ما جاء فيمن يقاتل رياء وللدنيا ' ابن ماجة (٤۲۲۷) کتاب الزهد : باب النية ' نسائی (۵۸/۱) احمد (۲۵/۱) حميدی (۲۸) ابن خزيمة (۱٤۲)]

(۲) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٤٤۱) کتاب الحج : باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع' إرواء الغليل (۱۰٦٤) صحيح ابو داود (۱۷۰۳) ابن ماجة (۳۰۱۵) ابو داود (۱۹٤۹) ترمذی (۸۸۹) نسائی (۲٦٤/۵) أحمد (۳۰۹) دارقطنی (۲٤۰/۲) بيهقی (۱۱٦/۵)]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٤٤۲) أيضا ' إرواء الغليل (۱۰٦٦) ابن ماجة (۳۰۱٦) ابو داود (۱۹۵۰) کتاب المناسك : باب من لم يدرك عرفة ' ترمذی (۸۹۱) نسائی (٦٦۳/۵) أحمد (۱۵/٤) حاكم (٤٦۳/۱) دارقطنی (۲۳۹/۲) بيهقی (۱۱٦/۵)]

(شیخ صالح بن فوزان) وقوفِ عرفہ حج کا رکن ہے۔(۱)

❸ مزدلفہ میں شب بسری:

نو اور دن ذوالحجہ کی درمیانی شب مزدلفہ میں گزارنا حج کا رکن ہے' یہی حکم زیادہ باعثِ احتیاط ہے۔

(1) ﴿ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾ [البقرة : ۱۹۸]

''مشعرِ حرام (یعنی مزدلفہ) کے قریب اللہ کا ذکر کرو۔''

(2) حضرت عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّيْ جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيٍّ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ وَ أَتْعَبْتُ نَفْسِيْ ' وَ اللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : **مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا ' فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَ قَضٰى تَفَثَهُ** ﴾

''میں مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اُس وقت آیا جب آپ نماز کے لیے نکلے۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں طے کے دو پہاڑوں کے درمیان سے آیا ہوں' میں نے اپنی سواری کو اور اپنے آپ کو تھکا دیا۔ اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا ٹیلہ نہیں چھوڑا جس پر وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو ہماری اس نماز میں شریک ہوا اور ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) ٹھہرا رہا حتی کہ لوٹ گیا اور اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں وہ وقوفِ عرفہ بھی کر چکا تھا تو یقیناً اس کا حج مکمل ہوا اور اس نے مناسکِ حج مکمل کر لیے۔''(۲)

(ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ) مزدلفہ میں رات گزارنا حج کا رکن ہے۔(۳)

(نخعیؒ، شعبیؒ، اوزاعیؒ) جس نے مزدلفہ میں رات نہ گزاری اس کا حج نہیں ہوا اسے آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا۔(٤)

---

(١) [الملخص الفقهي (٣٠٤/١)]

(٢) [صحيح : صحيح ترمذي ' ترمذي (٨٩١) كتاب الحج : باب ما جاء في من أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج ' نسائي (٦٦٣/٥) أحمد (١٥/٤) حاكم (٤٦٣/١) دارقطني (٢٣٩/٢)]

(٣) [زاد المعاد لابن القيم (٢٥٣/٢)]

(٤) [المغني لابن قدامة (٢٨٤/٥)]

(ابن رشدؒ) مزدلفہ میں شب بسری حج کا رکن ہے۔(۱)

(ابن عربیؒ) اسی کے قائل ہیں۔

نیز اسی مؤقف کو امام حماد بن ابی سلیمانؒ، امام حسن بصریؒ، امام علقمہؒ، امام داود ظاہریؒ، امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ، امام ابن جریرؒ اور امام ابن خزیمہؒ نے بھی اختیار کیا ہے۔(۲)

(ڈاکٹر عبدالعظیم بدوی' تلمیذِ حافظ البانیؒ) انہوں نے طلوعِ فجر تک مزدلفہ میں رات گزارنا ارکانِ حج میں شمار کیا ہے۔(۳)

تاہم جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ مزدلفہ میں شب بسری رکن نہیں بلکہ واجب ہے اور اگر یہ رہ جائے تو ایک قربانی اس کی کمی پوری کر دیتی ہے۔اس مؤقف کے حامل علما میں امام عطاؒ، امام زہریؒ، امام قتادہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ، امام ابوثورؒ، امام ثوریؒ اور اصحاب الرائے وغیرہ شامل ہیں۔(۴)

انہوں اُس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ

﴿ اَلْحَجُّ يَوْمَ عَرَفَةَ ' مَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَتَمَّ حَجُّهُ ﴾

''حج تو عرفہ کے دن (وقوف) ہی ہے' جو شخص مزدلفہ کی رات نمازِ فجر سے قبل (عرفہ) آیا اس کا حج مکمل ہو گیا۔''(۵)

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ مزدلفہ میں شب بسری نہیں بلکہ نمازِ فجر کی ادائیگی رکن ہے اور اگر کوئی مزدلفہ میں امام کے ساتھ یہ نماز حاصل نہ کر سکے تو اسے دوبارہ حج کرنا ہو گا۔جیسا کہ امام ابن حزمؒ اسی کے قائل ہیں۔(۶)

❹ طوافِ زیارت:

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴾ [الحج : ۲۹]

---

(۱) [بداية المجتهد (۲/۳۵۶)]

(۲) [عارضة الأحوذى (۱۱۸/٤) زاد المعاد (۲/۲۵۳)]

(۳) [الوجيز فى فقه السنة و الكتاب العزيز (ص / ۲۵۲)]

(٤) [المغنى لابن قدامة (۵/۲۸٤)]

(۵) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۱۷) كتاب المناسك : باب من لم يدرك عرفة ' ابو داود (۱۹٤۹) ترمذى (۸۸۹) كتاب الحج : باب ما جاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج ' ابن ماجه (۳۰۱۵) كتاب المناسك : باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع ' ابن حبان (۳۸۹۲) شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ کہتا ہے کہ یہ حدیث جید ہے۔[تفسیر قرطبی بتحقيق عبد الرزاق مهدى (۲/٤۲۲)]

(٦) [المحلى لابن حزم (۱۷۰/۷)]

''انہیں چاہیے کہ اللہ کے قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔''

اس طواف سے مراد طواف زیارت ہے جیسا کہ امام مجاہدؒ وغیرہ نے یہی تفسیر فرمائی ہے۔ اسے طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اور یہ حج کا رکن ہے۔(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! إِنَّهَا حَائِضٌ ، قَالَ : '' حَابِسَتُنَا هِيَ ؟ '' قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ، قَالَ : اخْرُجُوْا ﴾

''جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو نحر کے دن (یعنی 10 ذوالحجہ کو) طواف زیارت کیا لیکن صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں پھر آپ ﷺ نے ان سے وہی چاہا جو شوہر اپنی بیوی سے چاہتا ہے' تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ حائضہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟ پھر جب لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! انہوں نے نحر کے دن طواف زیارت کر لیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا' پھر چلو۔''(۲)

حدیث کے یہ لفظ ''کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟'' اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ طواف زیارت کرنا بہر صورت ضروری ہے' اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

❻ سعی:

(1) حبیبہ بنت ابی تجراہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

﴿ سَعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ ﴾

''سعی کرو کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر فرض کر دیا ہے۔''(۳)

---

(۱) [مزید دیکھئے: تفسیر ابن کثیر (۴۲۹/۴) تفسیر قرطبی (۵۰/۱۲)]

(۲) [بخاری (۱۷۳۳) کتاب الحج : باب الزيارة يوم النحر ' مسلم (۱۲۱۱) كتاب الحج : باب وجوه الإحرام و أنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ' مؤطا (۹۴۰) كتاب الحج : باب دخول الحائض مكة ' ابو داود (۱۷۷۷) كتاب المناسك : باب فى إفراد الحج ' ابن ماجه (۳۰۰۰) كتاب المناسك : باب العمرة من التنعيم ' نسائى (۲۷۱۵) وفى السنن الكبرى (۲۷۴۵/۲) حميدى (۲۰۳) ابن حبان (۳۷۹۲) ابن خزيمة (۲۶۰۴) طبرانى كبير (۳۱۱) ابن الجارود (۴۲۱) شرح السنة للبغوى (۱۹۱۳) بيهقى (۱۸۲/۱)]

(۳) [صحيح : إرواء الغليل (۱۰۷۲)' أحمد (۴۲۱/۶) ترتيب المسند للشافعى (۹۰۷) حاكم (۷۰/۴) بيهقى (۹۸/۵)]



(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ

﴿ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَ لَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ ﴾

''اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی کا نہ تو حج مکمل کیا ہے اور نہ ہی عمرہ جس نے صفا و مروہ کے چکر نہیں لگائے۔'' (۱)

صحیح مسلم میں اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے:

((بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْىَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ))

''اس بات کا بیان کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی (حج کا) رکن ہے' اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا۔''

(نوویؒ) صحابہ' تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی ارکانِ حج میں سے ایک رکن ہے اور اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی کمی کو قربانی یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز پوری کر سکتی ہے۔ (۲)

(مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابو حنیفہؒ) سعی رکن نہیں بلکہ واجب ہے اور اگر کوئی اسے چھوڑے گا تو نافرمان ہوگا مگر قربانی کا جانور اس کمی کو پورا کر دے گا اور اس کا حج صحیح ہو جائے گا۔ (۳)

(البانیؒ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانیؒ'' سے دریافت کیا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ ''یہ رکن ہے۔'' (٤)

(شیخ حسین بن عودہ) سعی رکن ہے یہی مؤقف راجح ہے۔ (٥)

---

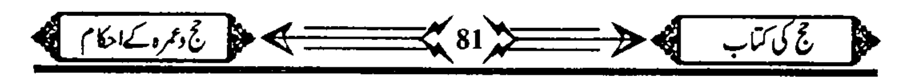
(۱) [مسلم (۱۲۷۷) کتاب الحج: باب بیان أن السعی بین الصفا والمروة رکن لا یصح الحج إلا به ' بخاری (۱٦٤۳) کتاب الحج: باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله ' ابو داود (۱۹۰۱) کتاب المناسك: باب أمر الصفا والمروة ' ترمذی (۲۹٦٥) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورة البقرة ' ابن ماجة (۲۹۸٦) کتاب المناسك: باب السعی بین الصفا والمروة ' نسائی (۲۹٦۷) وفی السنن الکبری (۳۹٦۰) ابن حبان (۳۸۳۹) ابن خزیمة (۲۷٦٦) حمیدی (۲۱۹) شرح السنة للبغوی (۱۹۲۰) بیهقی (۹٦/٥) احمد (۲٥۱٦٦)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۱٦۳/٥)]

(۳) [الأم للشافعی (۲۲۳/۲) الحاوی (۱٥٦/٤) المغنی لابن قدامة (۲۳۸/٥) المبسوط (٥۰/٤) الإختیار (۱٤۸/۱) الحجة علیٰ أهل المدینة (۳۰٤/۲) الکافی (ص/۱۳٥) کشاف القناع (٤۸۷/۲) نیل الأوطار (٤۰۲/۳) الروضة الندیة (٦۲۸/۱)]

(٤) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (۳۷۲/٤)]

(٥) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (۳۷۱/٤)]



حج کے فرائض

حج کے فرائض میں پانچ افعال شامل ہیں:

① میقات سے احرام باندھنا ② جمروں کو کنکریں مارنا ③ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

④ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ⑤ طوافِ وداع کرنا

❶ میقات سے احرام باندھنا:

سفیان بن عیینہؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ ، وَ أَتَاهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ! مِنْ أَيْنَ أُحْرِمُ ؟ قَالَ : مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ، مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ : إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُحْرِمَ مِنَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْقَبْرِ ، قَالَ : لَا تَفْعَلْ ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ الْفِتْنَةَ ، فَقَالَ : وَ أَيُّ فِتْنَةٍ فِي هَذِهِ ؟ إِنَّمَا هِيَ أَمْيَالٌ أَزِيْدُهَا ! قَالَ : وَ أَيُّ فِتْنَةٍ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَرَى أَنَّكَ سَبَقْتَ إِلَى فَضِيلَةٍ قَصَّرَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ إِنِّي سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُولُ : " فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ " [النور : ٦٣] ﴾

''میں نے مالک بن انسؒ سے سنا' ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا' اے ابوعبداللہ! میں کہاں سے احرام باندھوں؟ انہوں نے کہا' ذوالحلیفہ سے' کہ جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ اس نے کہا' میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں موجود قبر (یعنی روضۂ رسول) کے قریب سے احرام باندھوں۔ امام مالکؒ نے کہا کہ ایسا نہ کرنا' یقیناً مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کسی فتنہ میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔ اس نے کہا' اس میں کون سا فتنہ ہے؟ میں تو صرف چند میل کا فاصلہ ہی زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے اسے جواب دیا کہ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فضیلت کی طرف سبقت لے گئے ہو جسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا (یعنی جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے افضل نہیں سمجھا تم اسے بھی افضل تصور کر رہے ہو) اور میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

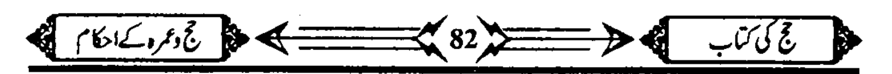
''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''(۱)

❷ جمروں کو کنکریں مارنا:

کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ 10 ذوالحجہ کے روز سورج طلوع ہونے کے بعد صرف جمرۂ عقبہ کو

---

(۱) [السلسلة الصحيحة (تحت الحديث / ٢١٠)]



7 کنکریاں ماری جائیں۔ پھر ایامِ تشریق یعنی 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں میں ہر روز زوال کے بعد تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔ کنکریاں مارنے کی ابتدا جمرۂ اولیٰ سے کی جائے' پھر جمرۂ وسطیٰ کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر جمرۂ عقبہ کو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی عمل اختیار کیا تھا۔(۱)

❸ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَ مُقَصِّرِينَ ﴾ [الفتح : ۲۷]

''(تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے) سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے۔''

(2) رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی ﴿ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ ﴾ ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَالْمُقَصِّرِينَ ﴾ ''اور سر کے بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔''(۲)

(شیخ عبداللہ بسام) راجح قول یہ ہے کہ سر منڈوانا یا اس کے بدلے بال کتروانا حج وعمرہ کے واجبات میں سے ایک واجب ہے۔(۳)

❹ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا:

11، 12 اور 13 ذوالحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے لیکن اگر کوئی وہاں صرف دو راتیں ہی گزارتا ہے تو بھی درست ہے۔ جیسا کہ کتاب وسنت اس پر شاہد ہیں۔(٤)

❺ طوافِ وداع کرنا:

طوافِ وداع کرنا واجب ہے البتہ حائضہ یا نفاس والی عورت کے لیے اس کی رخصت ہے۔ وہ اس طواف

---

(۱) [مسلم (۱۲۹۷)' (۱۲۹۹) كتاب الحج : باب استحباب رمى جمرة العقبة يوم النحر راكبا ' و باب وقت استحباب الرمى ' ابو داود (۱۹۷۱) كتاب المناسك : باب رمى الجمار]

(۲) [بخاری (۱۷۲۷) كتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الإحلال ' مسلم (۱۳۰۱) كتاب الحج : باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير ' ابو داود (۱۹۷۹) كتاب المناسك : باب الحلق والتقصير ' ترمذی (۹۱۳) كتاب الحج : باب ما جاء في الحلق والتقصير ' ابن ماجة (۳۰٤٤) كتاب المناسك : باب الحلق ' نسائی فی السنن الكبرى (٤١١٥) طيالسی (۱۸۳۵) ابن حبان (۳۸۸۰) ابن خزيمة (۲۹۲۹) ابن الجارود (٤٨٥) شرح السنة للبغوی (۱۹٦۳) بیهقی (۱۰۳/۵)]

(۳) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۱۷۳/٤)]

(٤) [البقرة : ۲۰۳]' مسلم (۱۳۱۵) كتاب الحج : باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق]

کے بغیر بھی واپس لوٹ سکتی ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس نے 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کیا ہو۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ اِدھر اُدھر چل پھر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ ﴾

''کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک کہ چلتے وقت بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ﴾

''لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف (یعنی طوافِ وداع) کریں لیکن حائضہ سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔'' (۲)

(نوویؒ) یہ حدیث دلیل ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے۔ البتہ حائضہ سے اس کا وجوب ساقط ہے اور اسے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر کوئی قربانی بھی لازم نہیں ہوگی۔

(شافعیؒ، مالکؒ، ابوحنیفہؒ، احمدؒ) ان سب کا یہی مذہب ہے۔(۳)

❑ مذکورہ بالا افعال کے علاوہ باقی تمام اعمالِ حج مسنون ہیں۔

ضروری وضاحت

✱ اگر حج کا کوئی رکن فوت ہو جائے تو حج نہیں ہوگا اور آئندہ سال دوبارہ حج ادا کرنا ہوگا بشرطیکہ استطاعت ہو۔

✱ اگر حج کا کوئی واجب عمل رہ جائے تو بطورِ فدیہ جانور قربان کرنا ہوگا۔

✱ اگر جانور قربان کرنے کی طاقت نہ ہو تو 10 روزے رکھنے ہوں گے' تین ایامِ حج کے دوران اور باقی

---

(۱) [مسلم (۱۳۲۷) كتاب الحج : باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض ' ابو داود (۲۰۰۲) كتاب المناسك : باب الوداع ' ابن ماجة (۳۰۷۰) كتاب المناسك : باب طواف الوداع ' طبرانی کبیر (۱۰۹۸۶) نسائی فی السنن الكبرى (۴۱۸۴/۲) حمیدی (۵۰۲) دارمی (۱۹۳۲) ابن خزیمة (۲۹۹۹) ابن حبان (۳۸۹۷) ابن الجارود (۴۹۵) شرح السنة للبغوی (۱۹۷۲) أبو يعلى (۲۴۰۳) بیهقی (۱۶۱/۵)]

(۲) [بخاری (۱۷۵۵) كتاب الحج : باب طواف الوداع ' مسلم (۱۳۲۸) كتاب الحج : باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض ' حمیدی (۵۰۲) نسائی فی السنن الكبرى (۴۱۹۹) دارمی (۱۹۳۳) ابن حبان (۳۸۹۸) بیهقی (۱۶۱/۵)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (۲۱۴/۵)]

سات گھر پہنچ کر۔

* اگر کوئی شخص حج کی کوئی سنت کسی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو اس پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ فدیہ۔

کیا حج استطاعت کے بعد فوری طور پر واجب ہے؟

فی الحقیقت یہ مسئلہ اُصولی بحث سے تعلق رکھتا ہے کہ کیا امر فوری طور پر عمل کا تقاضا کرتا ہے یا تاخیر سے' اس میں علمائے اُصولیین نے طویل اختلاف کیا ہے جیسا کہ امام شوکانیؒ نے تفصیلا اسے نقل فرمایا ہے۔(۱)

تاہم اس میں راجح بات ان شاء اللہ یہی ہے کہ امر فوری طور پر عمل کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ امام ابن حزمؒ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے اور اس کے دلائل میں مندرجہ ذیل آیات شامل ہیں:

① ﴿ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ﴾ [البقرة : ١٤٨]

''نیکیوں کی طرف دوڑو۔''

② ﴿ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ﴾ [آل عمران : ١٣٣]

''اپنے رب کی مغفرت کی طرف بھاگو۔''

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل احادیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ استطاعت و وسعت کے بعد فوری طور پر حج کر لینا چاہیے:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ مَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ ﴾

''حج کی طرف جلدی کرو کیونکہ یقیناً تم میں سے کسی کو اس کا علم نہیں جو اسے پیش آنے والا ہے۔''(۲)

(2) ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

﴿ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيضُ وَتَضِلُّ الرَّاحِلَةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ ﴾

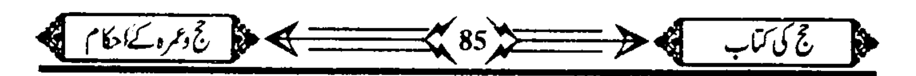
''جو حج کرنا چاہتا ہے وہ جلدی کرے کیونکہ بے شک مرض لاحق ہو سکتا ہے' سواری گم ہو سکتی ہے اور کوئی حاجت پیش آ سکتی ہے۔''(۳)

---

(۱) [إرشاد الفحول (ص/۹۹۔۱۰۱)]

(۲) [أحمد (۳۱٤/۱)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (۹۹۰) أحمد (۲۱٤/۱) ابن ماجة (۲۸۸۳) كتاب المناسك : باب الخروج إلى الحج]



(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ ظاہر کیا کہ

﴿ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ رِجَالًا إِلَى هَذِهِ الْأَمْصَارِ ' فَيَنْظُرُوا كُلَّ مَنْ لَهُ جِدَةٌ وَلَمْ يَحُجَّ ' فَيَضْرِبُوا عَلَيْهِ الْجِزْيَةَ ' مَا هُمْ بِمُسْلِمِينَ ' مَا هُمْ بِمُسْلِمِينَ ﴾

''میں ان شہروں کی طرف کچھ آدمی روانہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر ایسے شخص کو دیکھ کر اس پر جزیہ مقرر کر دیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہیں کیا کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں' ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔'' (١)

(ابن تیمیہؒ) اکثر علما کے نزدیک حج فوری طور پر واجب ہے۔(٢)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٣)

(شیخ ابن عثیمینؒ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(٤)

(ابن حجر ہیثمیؒ) طاقت کے باوجود وفات تک حج نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(٥)

(شیخ سلیم ہلالی) جس میں حج کی طاقت ہو اس کے لیے حج میں تاخیر جائز نہیں۔(٦)

(شیخ ابن جبرین) اسی کے قائل ہیں۔(٧)

اس مسئلے میں فقہا نے اختلاف کیا ہے:

(احمدؒ، مالکؒ، ابوحنیفہؒ) جس کے پاس استطاعت ہو اسے فوری طور پر حج کرنا چاہیے۔

(شافعیؒ، ابو یوسفؒ، محمدؒ) تاخیر سے بھی حج کیا جا سکتا ہے۔(٨)

جو لوگ تاخیر سے بھی حج کو جائز قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ پانچ یا چھ ہجری میں حج فرض ہو جانے کے باوجود نبی کریم ﷺ نے دس ہجری کو حج کیا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرضیتِ حج کی تاریخ میں اختلاف

---

(١) [رواه سعيد بن منصور والبيهقي كما في التلخيص (٤٨٨/٢) بيهقي (٣٣٤/٤) حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔[تلخيص الحبير ' أيضا]

(٢) [الاختيارات الفقهية لابن تيمية (ص / ١١٥)]

(٣) [كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (٢٣٧/٤-٢٣٩)]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن عثيمين (١٣/٢١)]

(٥) [الزواجر (٤٣٨/١)]

(٦) [موسوعة المناهي الشرعية (٩٩/٢)]

(٧) [فتاوى اسلامية (١٧٨/٢)]

(٨) [نيل الأوطار (٢٨٠/٣) المهذب (٢٠٤/١) نهاية المحتاج (٢٣٥/٣) تحفة الفقهاء (٥٧٨/١) فتح القدير (٣٢٣/٢)]



ہے اور بعض نے نو یا دس ہجری کا بھی کہا ہے جیسا کہ امام ابن قیمؒ وغیرہ۔

کیا عمرہ بھی زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا ﴾

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔'' (۱)

فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ صاحب استطاعت پر عمرہ بھی ایک مرتبہ فرض ہے یا نہیں؟:

(احمدؒ، شافعیؒ) عمرہ بھی ایک مرتبہ واجب ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت علی رضی اللہ عنہم، امام حسنؒ، امام ثوریؒ، اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے۔

(مالکؒ، ابو حنیفہؒ) یہ سنت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور امام شعبیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۲)

(راجح) عمرہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ وجوب کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ

﴿ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ ﴾ ''حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں۔''

وہ ضعیف ہے۔ (۳)

(2) آیت ﴿ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ﴾ ''حج اور عمرہ کو پورا کرو۔'' میں عمرے کے وجوب کا نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے اتمام کا حکم ہے جو حج اور عمرہ شروع کر چکے ہوں۔

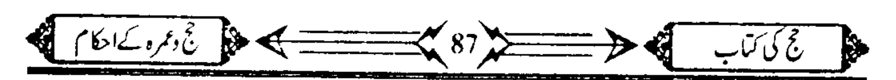
(3) جس روایت میں ہے کہ ﴿ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ ﴾ ''تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی

---

(۱) [بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرة وفضلها ' مسلم (۱۳٤۹) کتاب الحج : باب فی فضل الحج والعمرة ويوم عرفة ' ترمذی (۹) کتاب الحج : باب ما ذکر فی فضل العمرة ' نسائی (۱۱٥/٥) ابن ماجة (۲۸۸۸) کتاب المنا : باب فضل الحج والعمرة ' موطا (۳٤٦/۱) عبد الرزاق (۸۷۹۸) حمیدی (۱۰۰۲) دارمی (۲ احمد (۲٤٦/۲) طیالسی (۲٤۲۳) شرح السنة (٥/٤) بیهقی (۲٦۱/٥)]

(۲) [الأم (۱۸۷/۲) الحاوی (۳۳/٤) الهداية (۱۸۳/۱) المغنی (۱۳/٥) نيل الأوطار (۲۷٤/۳)]

(۳) [دارقطنی (۲۸٤/۲) كتاب الحج : باب المواقيت ' حاكم (٤۷۱/۱) كتاب المناسك ' الكامل لا بن عدی (۱٤٦۸/٤) نصب الراية (۱٤۸/۳)] امام ابن حزمؒ نے اس روایت کو جھوٹ اور باطل کہا ہے۔ [المحلی (۳۷/۷)] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم مکی راوی ضعیف ہے۔ [تلخیص الحبیر (۲/ ۲۹٤)]



کرو۔'' اس میں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اجازت کے لیے ہے جیسا کہ بیشتر احادیث میں ایسا حکم موجود ہے اور کوئی بھی اسے وجوب پر محمول نہیں کرتا مثلاً ایک حدیث میں یہ حکم ہے کہ ﴿ صَلُّوْا فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ﴾ ''بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھو (یعنی پڑھ سکتے ہو)۔''(۱)

مزید برآں ایک اُصولی قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ

((صِیغَةُ الْأَمْرِ بَعْدَ طَلَبِ الْإِجَازَةِ تَدُلُّ عَلَی الْإِبَاحَةِ))

''کسی چیز کی اجازت مانگنے کے بعد امر کا صیغہ (محض) جواز پر دلالت کرتا ہے۔''

تاہم عدم وجوب کے قائل حضرات کی یہ دلیل ﴿ وَأَنْ تَعْتَمِرُوْا هُوَ أَفْضَلُ ﴾ اور ایک روایت میں ﴿ وَأَنْ تَعْتَمِرَ خَيْرٌ لَكَ ﴾ ''یعنی عمرہ تمہارے لیے افضل و بہتر ہے۔'' بہر حال ضعیف ہے۔(۲)

اور جس روایت میں ہے کہ

﴿ اَلْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ ﴾ ''حج جہاد اور عمرہ نفل ہے۔''

وہ بھی ضعیف ہے۔(۳)

(ابن تیمیہؒ) عمرہ کے واجب نہ ہونے کا قول ہی راجح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف حج کو ہی واجب کیا ہے۔(٤)

(شوکانیؒ) حق بات یہی ہے کہ عمرہ واجب نہیں کیونکہ براءتِ اصلیہ سے صرف کوئی ایسی دلیل ہی منتقل کر سکتی ہے جس کے ذریعے تکلیف ثابت ہو سکتی ہو۔(٥)

(امیر صنعانیؒ) تحقیقی اعتبار سے دلائل اس چیز (یعنی عمرے) کے وجوب کو ثابت نہیں کرتے۔(٦)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ترمذی (۲۸۵) کتاب الصلاة : باب ماجاء فی الصلاة فی مرابض الغنم و أعطان الإبل ' ترمذی (۳٤۸)]

(۲) [**ضعیف** : ضعیف ترمذی (۱٦۱) کتاب الحج : باب ماجاء فی العمرة أواجبة هی أم لا ؟ ترمذی (۹۳۱) ابن خزیمة (۳۰٦۸)] اس کی سند میں حجاج بن اَرطاۃ راوی ضعیف ہے۔[المجروحین (۲۲٥/۱) میزان الاعتدال (٤٥۸/۱) الجرح والتعدیل (۱٥٤/۳)] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[فتح الباری (۳٤۱/٤)]

(۳) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٦٤٥) کتاب المناسك : باب العمرة ' الضعیفة (۲۰۰) ابن ماجة (۲۹۸۹) طبرانی کبیر (٤٤۲/۱۱) حافظ ابن حجرؒ اور حافظ بوصیریؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[تلخیص الحبیر (٤۳۲/۲) مصباح الزجاجة (۲٤/۳)]

(٤) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (٥/۲٦)]

(٥) [نیل الأوطار (۲۷٦/۳)]

(٦) [سبل السلام (۹۲۲/۲)]

(عبداللہ بسام) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۱)

عمرہ کے وجوب کے قائل حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(1) ایک صحابی نے اپنے بوڑھے والد کی طرف سے حج کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ ﴾ ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو۔'' (۲)

(2) حدیثِ جبرئیل کی ایک روایت میں اسلام کی تفسیر میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

﴿ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ وَتَعْتَمِرَ ﴾ ''(اسلام یہ ہے کہ......) اور تم بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرو۔'' (۳)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر صاحبِ استطاعت پر حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں۔(٤)

(ابن حزمؒ) حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں۔(٥)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(٦)

نابالغ بچے کا حج

نابالغ بچہ حج تو کر سکتا ہے لیکن بلوغت کے بعد اسے یہ حج کافی نہیں ہوگا بلکہ فرض کی ادائیگی کے لیے اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَفَعَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! أَلِهٰذَا حَجٌّ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَ لَكِ أَجْرٌ ﴾

---

(۱) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (١٣/٤)]

(۲) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٢٣٤٩) كتاب المناسك : باب الحج عن الحى إذا لم يستطع ، ابن ماجة (٢٩٠٦) ابو داود (١٨١٠) كتاب المناسك : باب الرجل يحج عن غيره ، نسائى (١١١/٥) ترمذى (٩٣٠) كتاب الحج : باب منه ، أحمد (١٠/٤) ابن خزيمة (٣٠٤٠) ابن حبان (٣٩٩١) بيهقى (٣٢٩/٤)]

(۳) [ابن خزيمة (١) دارقطنى (٢٨٢/٢) ابن حبان (١٧٣) ابن منده (١٤)]

(٤) [بخارى تعليقا (٦٩٨/٣) حاكم (٤٧١/١) كتاب المناسك ، امام حاکمؒ نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ امام ابن خزیمہؒ، امام دار قطنیؒ اور امام حاکمؒ نے اسے موصول بیان کیا ہے۔ [فتح البارى (٦٩٩/٣)]

(٥) [المحلى بالآثار (٨/٥)]

(٦) [تحفة الأحوذى (٨١٣/٣)]

''ایک عورت اپنے بچے کو اٹھا کر لائی اور کہا' اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں اور اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔''(۱)

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَقْبَلْتُ ـ وَ قَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ ـ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي ' وَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى ' حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ' ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ ' فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' وَ قَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ : بِمِنًى حَجَّةِ الْوِدَاعِ ﴾

''میں اپنی ایک گدھی پر سوار ہو کر (منیٰ) میں آیا۔ اس وقت میں جوان ہونے کے قریب تھے۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ میں پہلی صف کے ایک حصہ کے آگے سے ہو کر گزرا' پھر سواری سے نیچے اُتر آیا اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو گیا' یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ کا واقعہ ہے۔''(۲)

جس وقت کا یہ واقعہ ہے اُن دنوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نابالغ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ بچوں کا حج درست ہے۔

(3) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ ﴾

''مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا اور میں اس وقت سات سال کا تھا۔''(۳)

(جمہور، مالکؒ، احمدؒ) بچے کا حج صحیح ہے' اسے اس پر ثواب دیا جاتا ہے۔

(ابوحنیفہؒ) بچے کا حج صحیح نہیں۔(٤)

---

(۱) [مسلم (۱۳۳٦) كتاب الحج : باب صحة حج الصبي وأجر من حج به' ابو داود (۱۷۳٦) نسائى (۱۲۰/٥) بيهقى (۱٥٥/٥) موطا (٤۲۲/۱) أحمد (۲۱۹/۱)]

(۲) [بخارى (۱۸٥۷) كتاب العمرة : باب حج الصبيان' مسلم (٥۰٤) كتاب الصلاة : باب سترة المصلى' ابو داود (۷۱٥) كتاب الصلاة : باب من قال الحمار لا يقطع الصلاة' ترمذى (۳۳۷) كتاب الصلاة : باب ما جاء لا يقطع الصلاة شيء' ابن ماجة (۹٤۷) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ما يقطع الصلاة' نسائى (۷٥۱) حميدى (٤۷٥) ابن الجارود (۱٦۸) عبد الرزاق (۲۳٥۹) ابن أبى شيبة (۲۷۸/۱) أبو عوانة (٥٤/۲) شرح السنة للبغوى (٥٤۸) ابن حبان (۲۱٥۱) ابن خزيمة (۸۳۳)]

(۳) [بخارى (۱۸٥۸) كتاب الحج : باب حج الصبيان]

(٤) [شرح مسلم للنووى (۱۱۰/٥) تحفة الأحوذى (۸۰۱/۳)]

(راجح) جمہور علما کا موقف راجح ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) گزشتہ پہلی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ اور اصحاب ابی حنیفہ کا رد کرتی ہے۔(۱)

(شیخ صالح بن فوزان) بچے کا حج درست ہے مگر جب وہ بالغ ہوگا اسے دوبارہ (فرض) حج کرنا ہوگا۔(۲)

(شیخ عبداللہ بسام) یہی موقف رکھتے ہیں۔(۳)

(ڈاکٹر عائض القرنی) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

❑ یاد رہے کہ اگر بچہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کر بیٹھے جو دورانِ احرام ممنوع و ناجائز تھا تو اس پر نہ کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی گناہ۔ کیونکہ بچہ بلوغت سے قبل مکلف ہی نہیں۔(٥)

غلام کا حج

غلام پر حج واجب نہیں کیونکہ وجوب حج کے لیے حریت یعنی آزادی شرط ہے لیکن اگر غلام حج کر لیتا ہے تو اس کا حج درست ہے۔ البتہ جب وہ آزاد ہوگا تو اسے فرض ادا کرنے کے لیے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿أَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ ثُمَّ عُتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى﴾

''جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرے۔''(٦)

عورت کا حج

✱ اگر وجوب حج کی شرائط موجود ہوں تو عورت پر بھی اسی طرح حج فرض ہے جیسے مرد پر فرض ہے۔ البتہ عورت پر وجوب حج کے لیے دو شرائط زائد ہیں۔ ایک اس کے ساتھ کسی محرم رشتہ دار کا ہونا اور دوسرے اس کا عدت میں نہ

---

(۱) [تحفة الأحوذی (۳/ ۸۰۰)]

(۲) [الملخص الفقهی (۱/ ۲۸۱)]

(۳) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (٤/ ۲۰)]

(٤) [فقه الدلیل (ص / ۲٤۷)]

(٥) [صحیح: صحیح ابو داود (۳۷۰۳) کتاب الحدود: باب فی المجنون یسرق أو یصیب حدا، ابو داود (٤٤۰۳)]

(٦) [صحیح: إرواء الغلیل (۹۸٦) تلخیص الحبیر (۲/ ۲۲۰) بیهقی (٤/ ۳۲٥) طبرانی أوسط (۲۷٥۲) ابن خزیمة (۳۰٥۰)]

ہونا جیسا کہ گزشتہ عنوان ''وجوب حج کی شرائط'' کے تحت بالتفصیل اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

* حج کو عورتوں کا جہاد قرار دیا گیا ہے۔(۱)
* عورت اگر حالتِ حیض یا حالتِ نفاس میں ہو تو اسے غسل کر کے احرام باندھ لینا چاہیے۔ (۲)
* عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں گی۔(۳)
* دورانِ حیض عورت طواف کے علاوہ باقی تمام مناسکِ حج ادا کرے گی۔(٤)
* عورتوں کے لیے طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل مشروع نہیں۔(٥)
* اسی طرح صفا و مروہ کی سعی کے دوران عورتوں کے لیے بھاگنا بھی مشروع نہیں۔(٦)
* عورتوں کے لیے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں' انہیں چاہیے کہ کچھ بال کتروالیں۔(۷)
* حائضہ عورت کے لیے طوافِ وداع کی رخصت ہے جبکہ اس نے دس ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کر لیا ہو۔(۸)

حج کے لیے شوہر سے اجازت لینے کا حکم

اگر عورت بذاتِ خود صاحبِ استطاعت ہو تو اس پر نماز کی طرح حج فرض ہے۔ اسے شوہر سے اجازت طلب کرنی چاہیے' اگر وہ اجازت دے تو ٹھیک وگرنہ بغیر اجازت ہی حج کے لیے روانہ ہو جائے بشرطیکہ کوئی محرم رشتہ دار ساتھ ہو۔ البتہ نفلی حج کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے' بغیر اجازت نکلنا جائز نہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

﴿ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ امْرَأَةٍ كَانَ لَهَا زَوْجٌ وَ لَهَا مَالٌ فَلَايَأْذَنُ لَهَا فِي الْحَجِّ قَالَ : لَيْسَ لَهَا أَنْ تَنْطَلِقَ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا ﴾

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی عورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جس کا شوہر موجود

---

(۱) [بخاری (۲۸۷٥) كتاب الجهاد والسير : باب جهاد النساء]
(۲) [مسلم (۱۲۰۹) كتاب الحج : باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام]
(۳) [بخاری (۱٦۱۷) كتاب الحج : باب طواف النساء مع الرجال]
(٤) [بخاری (۲۹٤) كتاب الحيض : باب كيف كان بدء الحيض ' مسلم (۱۲۱۱)]
(٥) [بيهقى فى السنن الكبرى (۸٤/٥)]
(٦) [أيضا]
(۷) [صحيح : هداية الرواة (۲٥۸۷) ' (۹٤/۳) ابو داود (۱۹۸٥) كتاب المناسك : باب الحلق والتقصير]
(۸) [بخاری (۱۷٥٥) كتاب الحج : باب طواف الوداع ' مسلم (۱۳۲۸)]

ہے اوراس کے پاس مال بھی ہے۔شوہر اسے (نفلی) حج کی اجازت نہیں دیتا۔اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایسی عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کے لیے نہ جائے۔''(۱)

(ابن تیمیہؒ) شوہر کے لیے جائز نہیں کہ بیوی کو کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ واجب حج کرنے سے روکے اور بیوی پر لازم ہے کہ اگر وہ اس کی اجازت نہ دے تو بغیر اجازت ہی حج کر لے۔حتی کہ اکثر علما عورت کے لیے حج کی مدت کا خرچہ بھی شوہر پر واجب قرار دیتے ہیں۔(۲)

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(سید سابقؒ) عورت کے لیے مستحب ہے کہ فرض حج کے لیے روانہ ہونے سے پہلے شوہر سے اجازت لے۔ اگر وہ اسے اجازت دے تو روانہ ہو جائے اور اگر وہ اسے اجازت نہ دے تو اس کی اجازت کے بغیر ہی نکل پڑے۔اس لیے کہ مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو فرض حج کی ادائیگی سے روکے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے جو عورت پر واجب ہے اور خالق کو ناراض کر کے مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔عورت کو چاہیے کہ فرض حج کی ادائیگی میں جلدی کرے تا کہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے جیسے اسے نماز کی ادائیگی میں اول وقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور شوہر اسے روکنے کا قطعاً مجاز نہیں۔یہی حکم اُس حج کا بھی ہے جس کی نذر مانی گئی ہو کیونکہ یہ بھی عورت پر اسی طرح فرض ہے جیسے اسلام کا حج فرض ہے۔البتہ نفلی حج میں شوہر بیوی کو روک سکتا ہے۔(٤)

(شیخ حسین بن عودہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

دورانِ حج تجارت کا حکم

دورانِ حج تجارت جائز و مباح ہے لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ تجارت کے جواز کو مقصدِ حج ہی بنا لیا جائے اور اعمالِ حج میں خلل اندازی کے باوجود بھی تجارتی معاملات کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کی کوشش کی جائے۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ کا ہے کہ

﴿ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ

---

(۱) [دارقطنی (۲٤۰۹)' (۲/٤٥٤) كتاب الحج ' بيهقى فى المعرفة (۷/۱۰۵)' (۱۰۸۳۹)]

(۲) [الاختيارات الفقهية (ص/ ۱۱٥)]

(۳) [المغنى لابن قدامة (٥/٣٥)]

(٤) [فقه السنة (۱/٤٣٢)]

(٥) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٢٤٣)]

الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ﴾ [الحج : ۲۸]

''اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

(ابن کثیرؒ) رقمطراز ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں'' سے مراد دنیا اور آخرت کے فائدے ہیں۔ اُخروی فائدہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور دنیاوی فائدہ اُونٹوں' ذبیحوں اور تجارت سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔ امام مجاہدؒ اور کئی ایک مفسرین نے (اس آیت کی) اسی طرح تفسیر فرمائی ہے کہ اس سے مراد دنیا اور آخرت کا فائدہ ہے۔(۱)

(2) ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ [البقرة : ۱۹۸]

''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(قرطبیؒ) فضل تلاش کرنے سے مراد تجارت ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ خبردار! تجارت کے بغیر حج افضل ہے کیونکہ اس میں دنیاوی شائبہ نہیں۔(۲)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿ كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَ عُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوْا ذَلِكَ حَتّٰى نَزَلَتْ " لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ " فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ ﴾

''ذوالمجاز اور عکاظ کے مقامات جاہلیت میں لوگوں کے تجارتی بازار تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے (دورانِ حج) تجارت کو مکروہ تصور کیا۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' یعنی حج کے مہینوں میں (تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔''(۳)

(4) مجاہدؒ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ

﴿ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ " لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ " قَالَ : كَانُوْا لَا يَتَّجِرُوْنَ بِمِنًى ' فَأُمِرُوْا بِالتِّجَارَةِ إِذَا أَفَاضُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ ﴾

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۴۲۷/٤)]

(۲) [تفسیر قرطبی (٤۰۹/۲)]

(۳) [بخاری (۱۷۷۰) كتاب الحج : باب التجارة أيام الموسم والبيع في أسواق الجاهلية]

''انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' پھر فرمایا' لوگ مقامِ منیٰ میں تجارت نہیں کیا کرتے تھے' پھر انہیں اُس وقت تجارت کرنے کا حکم دیا گیا جب وہ عرفات سے لوٹیں۔''(۱)

(5) ابواُمامہ تیمیؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ كُنْتُ رَجُلًا أُكْرِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ وَكَانَ نَاسٌ يَقُوْلُوْنَ لِيْ : إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ ' فَلَقِيْتُ ابْنَ عُمَرَ ' فَقُلْتُ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ! إِنِّيْ رَجُلٌ أُكْرِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ ' وَ إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ لِيْ : إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ ' فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : أَلَيْسَ تُحْرِمُ وَ تُلَبِّيْ وَ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَ تُفِيْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ وَ تَرْمِي الْجِمَارَ ' قَالَ : قُلْتُ : بَلٰى ' قَالَ : فَإِنَّ لَكَ حَجًّا ' جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ مَا سَأَلْتَنِيْ عَنْهُ ' فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ " **لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ** " فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَرَأَ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ ' وَقَالَ : لَكَ حَجٌّ ﴾

''میں اپنے حج میں جانور کرایہ پر دیتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ تیرا حج نہیں ہوتا۔ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمٰن! میں ایسا آدمی ہوں جو دورانِ حج کرایہ کماتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ میرا حج درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' کیا تو احرام نہیں باندھتا' تلبیہ نہیں کہتا' طواف نہیں کرتا' عرفات سے نہیں لوٹتا اور کنکریاں نہیں مارتا؟ میں نے کہا' کیوں نہیں' سب کچھ کرتا ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا پھر تو تیرا حج درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اور اس نے آپ ﷺ سے ایسا ہی سوال پوچھا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے اُس آدمی کو بلایا اور یہ آیت سنائی اور کہا' تیرا حج درست ہے۔''(۲)

(ابن تیمیہؒ) تجارت حرام نہیں لیکن انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے افعال میں مشغول ہو جائے جو اسے حج کی مصروفیات سے روک دیں۔(۳)

(ابن قدامہؒ) محرم کے لیے تجارت وصناعت کے جواز میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔(٤)

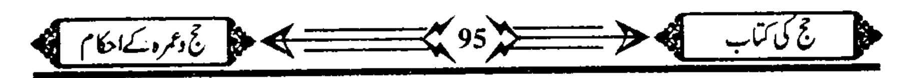
---

(۱) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱٥۲۳) كتاب المناسك : باب التجارة فى الحج ' ابو داود (۱۷۳۱)]

(۲) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱٥۲٥) كتاب المناسك : باب الكرى ' ابو داود (۱۷۳۳)]

(۳) [الاختيارات الفقهية (ص / ۱۱٥)]

(٤) [المغنى لابن قدامة (٥/۱۷٤)]



کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا حکم

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی دو صورتیں ہیں:

① زندہ کی طرف سے ② میت کی طرف سے

❶ زندہ کی طرف سے:

اگر جس کی طرف سے حج کرنا مقصود ہے وہ زندہ ہو تو اس کی طرف سے صرف اس صورت میں حج کیا جا سکتا ہے کہ وہ معذور ہو اور اس کا عذر دائمی ہو مثلاً انتہائی عمر رسیدہ ہو' یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو یا بے حد کمزور و ناتواں ہو۔ اگر اس کے برعکس اس کا عذر عارضی ہو یا اس کے صحت مند ہونے کی امید ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تندرست ہو کر خود اپنا حج کرے۔ معذور ہونے کی صورت میں وہ اگر اپنے مال سے کسی دوسرے کو حج کرا دے تو اس معذور شخص کا فرض ادا ہو جائے گا۔

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ ' أَفَأَحُجُّ عَنْهُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' وَ ذَلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ﴾

''خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ! بے شک اللہ کی جانب سے اس کے بندوں پر عائد فریضۂ حج نے میرے والد کو پا لیا ہے اور وہ بہت بوڑھا ہے' سواری پر سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔''(۲)

(شیخ ابن بازؒ) زندہ مسلمان کی طرف سے حج وعمرہ کی ادائیگی درست ہے بشرطیکہ وہ خود بڑھاپے یا کسی ایسی

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۱۹/۵۔۲۲)]

(۲) [بخاری (۱۵۱۳) کتاب الحج : باب وجوب الحج وفضله ' مسلم (۱۳۳٤) کتاب الحج : باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما ' ابو داود (۱۸۰۹) کتاب المناسك : باب الرجل يحج عن غيره ' ترمذی (۹۲۸) کتاب الحج : باب ما جاء فی الحج عن الشیخ الکبیر والمیت ' نسائی (۱۱۷/۵) کتاب الحج : باب الحج عن الحی الذی لا یستمسك علی الرحل ' ابن ماجه (۲۹۰۷) کتاب المناسك : باب الحج عن الحی إذا لم یستطع ' موطا (۳۵۹/۱) کتاب الحج . باب الحج عمن یحج عنه ' دارمی (٤۰/۲) طیالسی (۲٦٦۳) حمیدی (۲۳۵/۱) بیهقی (۳۲۸/٤) شرح السنة (۱۵/٤)]



بیماری کی وجہ سے جس سے تندرست ہونے کی امید نہ ہو اس کی ادائیگی سے عاجز ہو۔(۱)

❷ میت کی طرف سے:

اگر کسی شخص پر زندگی میں صاحبِ استطاعت ہونے کی وجہ سے یا نذر مان لینے کی وجہ سے حج فرض ہو لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو چاہیے کہ اس کے مال سے اس کی طرف سے حج ادا کر دیں۔ اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اپنے مال سے ہی اس کی طرف سے حج کر لیں۔ اس طرح فوت ہونے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی فوت ہونے والے کی طرف سے قرض ادا کر دے تو اس کا قرض ادا ہو جاتا ہے۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ : إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ ، حُجِّيْ عَنْهَا ، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ ؟ اقْضُوا اللّٰهَ ، فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ ﴾

''جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا' میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ مجھے بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ اللہ کا قرض ادا کر (کیونکہ) اللہ کا قرض سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔''(۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ : إِنَّ أُخْتِيْ قَدْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَ إِنَّهَا مَاتَتْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ﴾

''ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی لیکن وہ (حج کرنے سے پہلے ہی) فوت ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا' ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ کا قرض ادا کرو' اللہ کا قرض

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن باز (۴۰۳/۱۶)]

(۲) [بخاری (۱۸۵۲) کتاب العمرة : باب الحج والنذور عن الميت والرجل يحج عن المرأة]

ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔''(۱)

(3) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ : فَقَالَ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا ؟ قَالَ صُومِي عَنْهَا ' قَالَتْ : إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ ' أَفَأَحُجُّ عَنْهَا ؟ قَالَ : حُجِّي عَنْهَا ﴾

''ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے اپنی والدہ پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی لیکن وہ (میری والدہ) فوت ہوگئی۔ راوی نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے اجر ضرور ملے گا اور اس نے وہ لونڈی تجھ پر میراث کی صورت میں لوٹا دی ہے۔ پھر اس نے کہا' اے اللہ کے رسول! میری والدہ کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ پھر اس نے کہا کہ اس نے کبھی حج نہیں کیا' کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تو اس کی طرف سے حج کرلے۔''(۲)

(جمہور، شافعیؒ) میت کی طرف سے حج جائز ہے' خواہ فرض ہو یا نفل' خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔(۳)

(ابن تیمیہؒ) میت کی طرف سے حج بالاتفاق جائز ہے۔(٤)

(شیخ عبداللہ بسام) میت کی طرف سے فرض حج کفایت کر جاتا ہے خواہ وارث کی اجازت کے بغیر ہی کیا جائے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسے قرض کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔(٥)

(ابن بازؒ) اگر آپ خود ان (فوت شدہ والدین) کی طرف سے حج کریں اور مناسک حج ادا کرنے میں

---

(۱) [بخاری (٦٦٩٩) كتاب الأيمان والنذور : باب من مات وعليه نذر' احمد (٣٤٥/١) دارقطنی (٢٦٠/٢) كتاب الحج : باب المواقيت' ابن الجارود (٥٠١) بيهقی (٣٣٥/٤) كتاب الحج : باب الحج عن الميت' ابن خزيمة (٣٤٦/٤) طبرانی كبير (١٢٣٣٢) شرح السنة للبغوی (١٧/٤ـ١٨)]

(۲) [مسلم (١١٤٩) كتاب الصيام : باب قضاء الصيام عن الميت' ابو داود (٢٨٧٧) كتاب الوصايا : باب فی الرجل يهب الهبة ثم يوصی له بها أو يرثها' ترمذی (٦٦٧) كتاب الزكاة : باب ما جاء فی المتصدق يرث صدقته' نسائی فی السنن الكبری (٦٧/٤) ابن ماجة (١٧٥٩) كتاب الصيام : باب من مات وعليه صيام من نذر' حاكم (٣٤٧/٤) احمد (٣٥١/٥ـ٣٦١)]

(٣) [تحفة الأحوذی (٨٠٧/٣)]

(٤) [مجموع الفتاوی (٩/٢٦)]

(٥) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٢٢/٤)]

شرعی احکام کا پوری طرح خیال رکھیں تو یہ بہت بہتر بات ہے اور اگر کسی دیندار اور امانت دار آدمی کو بھیج دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ آپ ان کی طرف سے حج وعمرہ کریں اور اگر اس معاملہ میں کسی کو نائب بنائیں تو اسے بھی کہیں کہ وہ ان کی طرف سے حج وعمرہ کرے اور یہ کام آپ کی طرف سے ان کے لیے نیکی اور احسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ کی طرف سے قبول فرمائے۔(۱)

مرد' عورت کی طرف سے حج کرسکتا ہے اور عورت' مرد کی طرف سے

جیسا کہ گزشتہ احادیث میں واضح طور پر اس کا ثبوت موجود ہے۔

(ابن تیمیہؒ) یہی موقف رکھتے ہیں۔(۲)

(ابن قدامہؒ) ہمیں اس مسئلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔(۳)

(شیخ ابن بازؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٤)

(شیخ عبداللہ بسام) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ بھی کیا جاسکتا ہے

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ أَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَ لَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعَنَ ' قَالَ : حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ وَ اعْتَمِرْ ﴾

''وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں' نہ وہ حج کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ عمرہ کی۔ وہ سوار نہیں ہو سکتے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''(٦)

---

(١) [فتاوى ابن باز' مترجم (١/١٣٠)]

(٢) [الأخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص / ١٧٢)]

(٣) [المغنى لابن قدامة (٢٧/٥)]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن باز (٤٢٢/١٦)]

(٥) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٢٤/٤)]

(٦) [صحيح : هداية الرواة (٢٤٦١)' (٤٥/٣) ابو داود (١٨١٠) كتاب المناسك : باب الرجل يحج عن غيره' ترمذى (٩٣٠) كتاب الحج : باب منه' نسائى (١١١/٥) صحيح ابن حبان (٩٦١) حاكم (٤٨١/١) امام ابن حبانؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط

کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس نے پہلے اپنی طرف سے حج ادا کیا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ : لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ ' قَالَ : مَنْ شُبْرُمَةَ ؟ قَالَ : أَخٌ لِيْ أَوْ قَرِيبٌ لِيْ ' قَالَ : أَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ ؟ قَالَ : لَا ' قَالَ : **حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ** ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا وہ شبرمہ کی طرف سے لبیک پڑ ھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' یہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا' میرا بھائی ہے یا (کہا) میرا قریبی ہے۔ پ ﷺ نے دریافت کیا' کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟ اس نے کہا' نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے کر۔'' (۱)

(جمہور) دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا پہلے اپنا حج کرے۔

(ابوحنیفہؒ) دوسرے کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے خواہ اس نے اپنا حج نہ بھی کیا ہو۔ (۲)

(راجح) جمہور کا موقف حدیث کے مطابق ہے۔

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) ظاہر وراجح جمہور کا موقف ہے۔ (۳)

تارک نماز کی طرف سے حج کرنے کا حکم

(شیخ ابن بازؒ) تارک نماز کی طرف سے نہ تو حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی صدقہ۔ کیونکہ علماء کے اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ کافر ہے۔ (٤)

(سعودی مجلس افتاء) وجوبِ نماز کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑنے والا بالاتفاق کافر ہے اور جو سستی و غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے' راجح قول کے مطابق وہ بھی کافر ہے۔ لہٰذا ایسے فوت ہونے والے شخص کی

---

(۱) [صحیح : هداية الرواة (۲٤٦۲)' (٤٦/۳) صحيح ابو داود (۱٥۸۹) كتاب المناسك : باب الرجل يحج عن غيره ' إرواء الغليل (۱۰۰۲) ابو داود (۱۸۱۱)]

(۲) [فتح البارى (٥٤٦/٤)]

(۳) [تحفة الأحوذى (۸۰۹/۳)]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن باز (٤۲٤/۱٦)]

طرف سے نہ تو حج کرنا جائز ہے اور نہ ہی صدقہ دینا درست ہے' جو نماز یں نہیں پڑھتا تھا۔ جیسا کہ تمام کافروں کی طرف سے نہ حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی صدقہ دیا جا سکتا ہے۔(۱)

زکوٰۃ کی رقم سے بھی کسی کو حج کرایا جا سکتا ہے

کیونکہ مصارفِ زکوٰۃ میں سے ایک مصرف ''فی سبیل اللہ'' بھی ہے اور جہاد کے علاوہ حج کو بھی مختلف احادیث میں فی سبیل اللہ میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ لَمَّا حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوِدَاعِ وَ كَانَ لَنَا جَمَلٌ فَجَعَلَهُ أَبُوْ مَعْقِلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ أَصَابَنَا مَرَضٌ وَ هَلَكَ أَبُوْ مَعْقِلٍ وَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حَجِّهِ جِئْتُهُ فَقَالَ : يَا أُمَّ مَعْقِلٍ ! مَا مَنَعَكِ أَنْ تَخْرُجِيْ مَعَنَا ؟ قَالَتْ : لَقَدْ تَهَيَّأْنَا فَهَلَكَ أَبُوْ مَعْقِلٍ وَ كَانَ لَنَا جَمَلٌ هُوَ الَّذِيْ نَحُجُّ عَلَيْهِ فَأَوْصَى بِهِ أَبُوْ مَعْقِلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' قَالَ : فَهَلَّا خَرَجْتِ عَلَيْهِ " **فَإِنَّ الْحَجَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** "...............﴾

''جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا' ہمارے پاس ایک اُونٹ تھا جسے ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا' ہم (اس کے بعد) بیمار ہو گئے اور ابو معقل رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ حج کے لیے روانہ ہو گئے' پھر جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو (کر واپس پلٹ) آئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے اُم معقل! تجھے ہمارے ساتھ (حج کے لیے) نکلنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا' بلاشبہ ہم نے تیاری کی تھی (لیکن میں نہ نکل سکی اور ابو معقل آپ کے ساتھ نکل گیا) اور پھر (حج سے واپسی پر) ابو معقل فوت ہو گیا۔ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا' اسی پر ہم حج کیا کرتے تھے لیکن ابو معقل نے اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تو اُس پر کیوں (حج کے لیے) نہ نکلی' بے شک حج اللہ کے راستے میں ہی ہے۔''(۲)

(2) حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ الْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۱/۱۳)]

(۲) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱۷۵۲) كتاب المناسك : باب العمرة' ابو داود (۱۹۸۹) ابن خزيمة (۲۳۷٦)]



''حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔''(۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ أَوْصَتْ بِثَلَاثِيْنَ دِرْهَمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' فَقِيْلَ لَهُ : أَتَجْعَلُ فِي الْحَجِّ ؟ فَقَالَ : أَمَا إِنَّهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

''اُن سے ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے 30 درہم اللہ کی راہ میں وقف کر دیئے ہیں' دریافت یہ کیا گیا کہ کیا وہ انہیں حج میں صرف کر سکتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کیوں نہیں' بلاشبہ حج فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔''(۲)

(4) حضرت ابن عباس کے متعلق مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ فِي الْحَجِّ وَ أَنْ يُعْتِقَ مِنْهُ الرَّقَبَةَ ﴾

''وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ حج کے لیے دے یا اس سے غلام آزاد کر دے۔''(۳)

اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''زکوٰۃ کی کتاب'' کا مطالعہ کیجئے۔

مالی فراوانی ہو تو نفلی حج کرنا افضل ہے یا مجاہدین کو چندہ دینا

(شیخ ابن بازؒ) جو شخص فریضۂ حج ادا کر چکا ہو اس کے لیے افضل یہی ہے کہ دوسرے حج کی رقم فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے چندہ میں دے دے۔ جیسا کہ افغان مجاہدین اور وہ مہاجرین جو پاکستان میں پناہ گزین ہیں۔ کیونکہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سائل نے پوچھا' پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد۔ سائل نے پھر دریافت کیا' پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا' حج مبرور۔

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے۔ گویا آپ ﷺ نے حج کو جہاد کے بعد قرار دیا۔ جس سے مراد نفلی

---

(۱) [صحیح : إرواء الغلیل (۸٦۹) احمد (۲۲۱/٤) ' (٤۰٥/٦) حاکم (٤۸۲/۱) طیالسی (۲۰۲/۱) شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت عمرہ کے لفظ کے ساتھ شاذ ہے' اس کے بغیر صحیح ہے۔ امام حاکمؒ نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(۲) [أبو عبید فی الأموال (۱۹۷٦) حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ [فتح الباری (۲٥۸/۳)]]

(۳) [جید : إرواء الغلیل (۳۷۷/۳) ابن أبی شیبة (٤۱/٤) أبو عبید فی الأموال (۱۷۸٤) شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے اور اسے امام بخاریؒ نے تعلیقاً بھی ذکر فرمایا ہے۔]

حج ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ استطاعت کی صورت میں تو فرضی حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور صحیحین میں نبی کریم ﷺ سے مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا ' وَمَنْ خَلَّفَهُ فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا﴾

''جس نے کسی غازی کو سامان مہیا کیا تو اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر والوں کی ٹھیک طرح دیکھ بھال کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ افغان مجاہدین اور ان جیسے دوسرے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو اپنے بھائیوں سے مالی تعاون کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دو مذکور حدیثوں اور ان کے علاوہ دیگر احادیث کی بنا پر نفلی حج کی نسبت اتنی رقم جہاد میں خرچ کر دینا افضل ہے۔(۱)

کیا بیٹا اپنے والد کے مال سے حج کر سکتا ہے؟

(سعودی مجلس افتاء) اگر بیٹا اپنے والد کے مال سے اپنا فرض حج ادا کر لیتا ہے تو اس کا حج صحیح ہے۔(۲)

خود حج کرنے سے پہلے والدین کو حج پر بھیجنا

(سعودی مجلس افتاء) حج ہر مسلمان' عاقل' بالغ' صاحبِ استطاعت شخص پر عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور والدین کے ساتھ کسی بھی واجب کام میں حسبِ توفیق نیکی و اعانت کرنا مشروع ہے۔ مگر آپ پر لازم ہے کہ پہلے خود اپنا حج کریں پھر اپنے والدین کی اعانت کریں' اگر اکٹھے حج کرنا ممکن نہ ہو۔ اور اگر آپ خود حج کرنے سے پہلے اپنے والدین کو حج پر بھیج دیں تو ان کا حج صحیح ہوگا۔(۳)

مقروض کے حج کا حکم

(شیخ ابن بازؒ) اگر آپ حج کے اخراجات اور قرض کی ادائیگی دونوں کی طاقت رکھتے ہیں تو آپ پر حج واجب ہے اور اگر آپ قرض کی ادائیگی سمیت حج کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ پر حج واجب نہیں۔(٤)

(شیخ ابن عثیمینؒ) اگر انسان پر اتنا قرض ہو جو اس کے پاس موجود سارے مال سے زائد ہو تو اس پر حج واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف صاحبِ استطاعت شخص پر ہی حج فرض کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اللہ تعالیٰ

---

(۱) [فتاوی ابن باز' مترجم (۱/۱۳۵)]

(۲) [فتاوی اسلامیة (۲/۱۸۸)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۱/۷۱)]

(٤) [فتاوی اسلامیة (۲/۱۹۱)]



کے لیے ایسے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔''اور جس شخص پر اتنا قرض ہو جو اس کے سارے مال کو محیط ہو تو وہ صاحب استطاعت نہیں۔اس بنا پر وہ پہلے اپنا قرض ادا کرے پھر اس کے بعد اگر میسر ہو تو حج بھی کرے۔البتہ اگر قرض اس کے پاس موجود مال سے کم ہو اور اس کے پاس (قرض کی رقم کے علاوہ) مزید اتنا مال بھی ہو جو حج کے لیے کافی ہو' تو وہ اپنا قرض ادا کرے اور پھر حج کرے خواہ حج فرض ہو یا نفل۔لیکن اگر حج فرض ہو تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا واجب ہے اور اگر فرض نہ ہو تو اسے اختیار ہے' اگر چاہے تو نفلی حج کر آئے اور اگر چاہے تو نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔(۱)

اگر کوئی قرض کی ادائیگی سے قبل حج کر آئے

(شیخ ابن جبرین) قرض کی ادائیگی سے قبل آپ کے لیے حج جائز ہے اور آپ کا حج صحیح ہے' جبکہ قرض کی ادائیگی کے لیے کوئی وقت متعین نہ کیا گیا ہو بلکہ آپ کے لیے جب بھی میسر ہو آپ قرض ادا کر سکتے ہوں۔(۲)

قرض لے کر حج کرنے کا حکم

(ابن بازؒ) اگر آپ قرض لے کر حج کریں تو آپ کا حج مقبول ہے لیکن افضل یہ ہے آپ ایسا نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حج صرف اسی پر فرض کیا ہے جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور آپ ابھی اس کی طاقت نہیں رکھتے۔(۳)



(۱) [فتاوی اسلامیة (۲/۱۹۰)]

(۲) [فتاوی اسلامیة (۲/۱۹۰)]

(۳) [فتاوی اسلامیة (۲/۱۹۱)]



باب انواع الحج و افضلها — حج کی اقسام اور افضل حج کا بیان

اقسام حج

حج کی تین اقسام ہیں:

① حَجِّ تَمَتُّعْ ② حَجِّ قِرَانْ ③ حَجِّ اِفْرَادْ

حَجِّ تَمَتُّعْ

* تمتع کا مطلب ہے ''فائدہ اٹھانا۔'' حِج تمتع کرنے والا حج کے مہینوں میں میقات سے عمرے کا احرام باندھتا ہے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیتا ہے۔ پھر غیر محرم ہونے کا فائدہ اٹھاتا ہے حتیٰ کہ پھر مکہ سے 8 ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسکِ حج ادا کرتا ہے۔
* اس حج میں پہلی مرتبہ احرام باندھ کر تلبیہ یوں کہا جائے گا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔''
* وہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر طوافِ قدوم کے ساتھ اپنا عمرہ شروع کرے گا۔ جس کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل (کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے قدموں کے ساتھ تیز تیز چلنا) بھی کرے گا۔
* طوافِ قدوم کے بعد صفا و مروہ کی سعی (صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر، اس طرح سات چکر پورے کرنے کو سعی کہتے ہیں) کرے گا۔
* صفا و مروہ کی سعی کے بعد حاجی سر کے بال کتروا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے گا اور احرام کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائے گا۔
* 8 ذوالحجہ کو دوبارہ مکہ سے ہی احرام باندھے گا۔
* اب وہ ان الفاظ میں تلبیہ کہے گا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔''
* مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے حاجی 10 ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا۔
* پھر قربانی کرے گا۔
* پھر بال کتروا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے گا۔
* اب حاجی پر احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو چکی ہیں۔ صرف بیوی سے ہم بستری کی پابندی باقی ہے جو طوافِ

زیارت کے بعد ختم ہوگی۔

❊ حجِ تمتع کرنے والے پر طوافِ زیارت کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی واجب ہے۔

حَجِّ قِرَانْ

❊ قران کا معنی ہے ''ملانا''۔ چونکہ حجِ قران کرنے والا جب میقات سے احرام باندھتا ہے تو حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہے اور اپنے احرام میں دونوں کو ملاتا ہے اس لیے اسے ''حجِ قران'' کہتے ہیں۔

❊ حجِ قران کرنے والا احرام باندھ کر ان الفاظ میں تلبیہ پکارے گا: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں عمرہ اور حج (دونوں) کے لیے حاضر ہوں۔''

❊ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر طوافِ قدوم کرے گا۔

❊ پھر صفا و مروہ کی سعی کرے گا لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں۔ کیونکہ حجِ قران کرنے والے پر صرف ایک ہی سعی واجب ہے لہٰذا اگر وہ یہ نیت کر لے کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ والی سعی کی جگہ کر رہا ہے تو اس پر 10 ذوالحجہ کو سعی کرنا واجب نہیں۔

❊ سعی کے بعد بال کترائے یا منڈوائے گا لیکن احرام نہیں کھولے گا بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج بھی ادا کرے گا۔

❊ 8 ذوالحجہ کو دیگر حجاجِ کرام کے ساتھ مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔

❊ 10 ذوالحجہ کے روز جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار کر قربانی کرے گا۔

❊ پھر حجامت بنوائے گا۔

❊ پھر طوافِ زیارت کرے گا۔

❊ اگر وہ عمرہ کے دوران صفا و مروہ کی سعی کر چکا ہے تو اس پر دوبارہ سعی کرنا ضروری نہیں۔

حَجِّ اِفْرَادْ

❊ افراد کا مطلب ہے ''اکیلا کرنا''۔ حجِ افراد کرنے والا میقات سے احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرتا ہے اس لیے اسے ''حجِ افراد'' کہتے ہیں۔

❊ حجِ افراد کرنے والا یوں تلبیہ کہے گا: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔''

❊ اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ پہلے مکہ جائے اور طواف و سعی کرے بلکہ یہ سیدھا منیٰ یا عرفات بھی جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مکہ چلا جائے تو طوافِ قدوم کر لے۔ یاد رہے کہ یہ طواف اس کے لیے نفلی ہوگا۔

❊ اسی طرح اگر سعی کرنا چاہے تو سعی بھی کر لے۔ لیکن اگر وہ سعی کے وقت یہ نیت کر لے کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ

والی سعی کے عوض کر رہا ہے تو اسے 10 ذوالحجہ کو سعی نہیں کرنی پڑے گی۔

* حجِ افراد کرنے والے نے اگر طوافِ قدوم اور سعی کر لی ہے تو حجامت نہ بنوائے کیونکہ اس کا حج ابھی باقی ہے۔
* حاجی 8 ذوالحجہ کو مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔
* پھر 10 ذوالحجہ کے روز جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرے گا لیکن یہ قربانی اس پر واجب نہیں۔
* پھر حجامت بنوائے گا۔
* اگر اس نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو طوافِ زیارت کے بعد سعی بھی کرے گا۔

ضروری وضاحت

* اگر کسی نے میقات سے حجِ افراد یا حجِ قران کی نیت کی ہو اور ابھی قربانی کا جانور نہ خریدا ہو تو وہ حج سے پہلے اپنا ارادہ بدل کر حجِ تمتع کی نیت کر سکتا ہے۔ لیکن حجِ قران کرنے والا اگر قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو تو پھر وہ حجِ تمتع کی نیت نہیں کر سکتا۔
* حجِ قران اور حجِ تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔
* قربانی منیٰ اور مکہ میں کسی بھی جگہ کی جا سکتی ہے۔
* ایک سے زیادہ قربانیاں کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن زائد قربانیاں نفلی ہوں گی۔

تینوں اقسام کا جواز

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے:

﴿ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ' وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ ' وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ ' وَ أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ ' فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ﴾

''ہم میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے عمرے کے لیے تلبیہ کہا' کچھ وہ تھے جنہوں نے حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے تلبیہ کہا اور بعض وہ تھے جنہوں نے حج کے لیے تلبیہ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے (پہلے) صرف حج کا تلبیہ کہا۔ پھر جنہوں نے حج کے لیے یا حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے لبیک کہا تھا وہ حلال نہ ہوئے حتی کہ قربانی کا دن آ گیا۔''(۱)

---

(۱) [بخاری (۱۵٦۲) کتاب الحج : باب التمتع و الإقران و الإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم یکن معه هدی ' مسلم (۱۲۱۱) ابو داود (۱۷۷۹) نسائی (۱٤٥/٥) موطا (۳۳٥/۱) ابن ماجة (۳۰۰۰) أحمد (۱۹۱/٦) ابن خزیمة (۱٦٦/٤)]

(نوویؒ) ان تینوں اقسام کے جواز پر اجماع ہے۔(۱)

(سید سابقؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

کون سا حج افضل ہے؟

اس مسئلے میں علما نے بہت اختلاف کیا ہے:

(ابو حنیفہؒ، اسحاقؒ) حج قران افضل ہے۔ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت، امام نوویؒ، امام ابن منذرؒ، امام مزنیؒ، اور امام مروزیؒ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اس قسم کو پسند فرمایا اس میں مشقت زیادہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ﴿ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾ ''روزِ قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔''(۳)

(امیر صنعانیؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(٤)

(مالکؒ، احمدؒ) حجِ تمتع افضل ہے۔ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت اس کی بھی قائل ہے۔(٥)

ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

﴿ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً ﴾

''اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا کہ جس کا مجھے بعد میں علم ہوا تو میں قربانی لے کر نہ چلتا بلکہ اسے عمرہ بنا لیتا۔''(٦)

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف افضل عمل کی ہی تمنا کر سکتے تھے نیز اس میں سہولت بھی ہے۔

(شوکانیؒ، صدیق حسن خانؒ) حجِ تمتع افضل ہے۔(۷)

---

(۱) [شرح مسلم (٤٢٧/٤)]

(۲) [فقه السنة (٤٤٦/١)]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٢٤١١) أحمد (١٧٥/٤) ابن ماجة (٢٩٧٧) كتاب المناسك : باب التمتع بالعمرة إلى الحج]

(٤) [سبل السلام (٩٤١/٢)]

(٥) [فتح البارى (٢١٦/٤) المغنى (٨٢/٥) الأم (٣١٢/٢) الحاوى (٤٣/٤) بدائع الصنائع (١٦٨/٢) المبسوط (٢٥/٤) الكافى (ص/١٣٨)]

(٦) [أحمد (١٤٨/٣) طبرانى أوسط (١٨٥٠ـ مجمع البحرين)]

(۷) [نيل الأوطار (٣١٧/٣) الروضة الندية (٥٩٤/١)]

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

(البانیؒ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۲)

بعض علماء کے نزدیک حجِ افراد' تمتع اور قران دونوں سے افضل ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین نے حجِ افراد کیا اور پھر اسی پر مداومت اختیار کی۔لیکن یاد رہے کہ جس روایت میں یہ ذکر ہے وہ قابل حجت نہیں۔(۳)

بعض دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ

* اگر کوئی شخص گھر یا میقات سے قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو اس کے لیے حجِ تمتع افضل ہے۔
* اگر کوئی گھر یا میقات سے قربانی ساتھ لایا ہو تو اس کے لیے حجِ قران افضل ہے۔
* اور اگر کوئی قربانی نہ کر سکتا ہو تو اس کے لیے حجِ افراد افضل ہے۔

حجِ بدل

* حجِ بدل سے مراد ایسا حج ہے جو کسی دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے۔
* یہ حج جائز تو ہے مگر یہ شرط ہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے سے پہلے انسان نے اپنا حج کیا ہو۔
* اس حج کا طریقہ تو وہی ہوگا جو آئندہ ابواب کے تحت ذکر کیا جائے گا۔
* البتہ احرام سے قبل نیت کرتے ہوئے اس شخص کا نام لیا جائے گا جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے۔
* تلبیہ پکارتے ہوئے آخر میں لفظِ " عَنْ " کا اضافہ کر کے اس شخص کا نام یوں لیا جائے گا۔مثلاً: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا عَنْ فُلَانٍ)) ''اے اللہ! میں حج کے لیے فلاں (یہاں مطلوبہ شخص کا نام ذکر کیا جائے) کی طرف سے حاضر ہوں۔''
* یاد رہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) [كما في تحفة الأحوذي (٦٤٦/٣)]

(۲) [التعليقات الرضية على الروضة الندية (٦٤/٢)]

(۳) [ضعيف : ضعيف ترمذي (٨٢٦) كتاب الحج : باب ما جاء في إفراد الحج ' ترمذي (٨٢٠)]



باب حج النبی ﷺ — نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان

امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں کہ

* حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری حج تھا۔
* اس حج کو حجۃ الاسلام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے یہی ایک حج ادا فرمایا اگرچہ ہجرت سے پہلے آپ ﷺ نے کئی حج کیے' بعض بعثت سے پہلے اور بعض بعثت کے بعد۔
* اسے حجۃ البلاغ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے جملہ مسائلِ حج' قول اور فعل کے آئینے میں دکھا دیئے اور اسلام کے سب اصول وفروع بتا دیئے' تو عرفات میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

[المائدۃ : ۳]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ہی بطورِ دین پسند کیا۔'' (۱)

حجۃ النبی ﷺ کے سلسلہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت مع ضروری اضافہ جات

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

﴿ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَنَزَعَ زِرِّي الْأَعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَ أَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ أَعْمَى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَ رِدَاءُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلَّى بِنَا ' فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا ' .... ﴾

''ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو انہوں نے سب لوگوں کا حال دریافت کیا حتی کہ جب میری باری آئی

---

(۱) [البدایۃ والنہایۃ (۱۲۳/۵) مزید دیکھئے: فتح الباری (۲۳۵/۱۶) السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الأصلیۃ (ص / ۶۸۰)]

تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا پوتا' تو انہوں نے میری طرف نہایت شفقت سے ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرا اوپر کا بٹن کھولا' پھر نیچے کا بٹن کھولا اور پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان میں رکھی' میں ان دنوں ابھی نوجوان لڑکا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ شاباش' خوش آمدید! اے میرے بھتیجے! مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہوئے کہ جب اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے نیچے گر جاتے تھے اور ان کی بڑی چادر ایک طرف تپائی پر رکھی ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج (یعنی حجۃ الوداع) کے بارے میں خبر دیجیے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے 9 کا اشارہ کیا اور فرمایا:

ہجرت کے دسویں سال حج کا اعلان

✱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو برس تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور حج نہیں کیا پھر دسویں سال اعلان کیا کہ "میں اس سال حج کے لیے جانے والا ہوں۔"

✱ یہ اعلان سن کر مدینہ منورہ میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی جو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فریضۂ حج ادا کرنا چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ وہ دورانِ حج ہر کام اسی طرح کریں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھیں۔

✱ [اس سال مدینہ میں چیچک یا خسرہ کی وبا پھوٹنے کی وجہ سے لوگوں کی ایک معقول تعداد حج سے محروم رہ گئی۔]

✱ [اس بیماری کے باعث جو حضرات سعادتِ حج سے محروم رہے' اُن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' ماہِ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے' لہٰذا جو شخص اب حج پر جانا چاہے تو یہ بھی بہتر ہے اور جو صرف رمضان میں عمرہ ہی کر لے تو وہ بھی ٹھیک ہے۔]

سفرِ حج کا آغاز

✱ [آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے بروز ہفتہ جبکہ ذوالقعدہ گزرنے میں پانچ دن باقی تھے یعنی 26 ذوالقعدہ کو حج کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔](۱)

---

(۱) [امام ابن کثیرؒ نے " البداية والنهاية (١٢٥/٥) " اور سیرت نگاری میں عالمی ایوارڈ یافتہ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے " تجلیاتِ نبوت (ص / ٣٥٤) " میں اسی مؤقف کو ترجیح دی ہے۔ جبکہ امام ابن کثیرؒ نے امام ابن حزمؒ کا مؤقف "کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروز جمعرات حج کے لیے روانہ ہوئے" نقل فرما کر اس کا مدلل رد کیا ہے۔]

✽ [آپ ﷺ نے بالوں میں تیل لگایا، کنگھی کی، تہبند پہنا اور چادر اوڑھی۔ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں ادا کیں اور حج کے لیے روانہ ہو گئے۔]

✽ [مدینہ سے مکہ کی جانب سفر کے لیے آپ ﷺ نے شجرہ والی راہ اختیار فرمائی۔]

✽ [آپ ﷺ نے اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے لیا۔]

میقات پر قیام

✽ [ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز عصر قصر کر کے ادا فرمائی اور اس رات وہیں قیام کیا۔ اس مقام کو "آبارِ علی" کہا جاتا ہے۔]

✽ [اگلے روز صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ : صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ ﴾

"آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) آیا اور اس نے کہا، اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ (داخل) ہے۔"(۱)

درحقیقت یہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا جواز تھا جسے اہل جاہلیت بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے۔](۲)

✽ [پھر آپ ﷺ نے نماز ظہر سے قبل غسل کیا، سر اور بدن پر خوشبو لگائی، پھر تہبند پہنا اور چادر اوڑھی۔]

✽ [رسول اللہ ﷺ نے کسی چپکنے والی چیز کے ساتھ سر کے بالوں کو چپکا لیا تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں اور خوشبو بھی برقرار رہے (یہ کام ایسے شخص کے لیے ہے جس کے بال لمبے ہوں)۔ اس عمل کو "تلبید" کہتے ہیں۔]

✽ [آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے جانور کو "قلادہ" پہنایا اور "اشعار" کیا۔](۳)

---

(۱) [بخاری (۱۵۳٤) کتاب الحج : باب قول النبی : العقیق واد مبارک]

(۲) [بخاری (۱۵٦٤) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج]

(۳) ["قلادہ" سے مراد جوتیوں کا ہار ہے جو قربانی کے جانور کے گلے میں اس غرض سے لٹکایا جاتا تھا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے اور اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو جسے ملے وہ اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔ "اشعار" یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیرا لگانا اور جو خون رس آئے اسے کوہان پر مل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔

نیز یاد رہے کہ آپ ﷺ نے اس حج میں 100 اونٹ قربان کیے جن میں سے 63 اونٹ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قربان کیے۔ ان میں سے کچھ تو آپ ﷺ ساتھ لے کر گئے تھے اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے جیسا کہ حدیثِ جابر کے تحت آئندہ ذکر آ رہا ہے۔]

* [رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفرِ حج میں بچے اور خواتین بھی تھیں۔]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دورانِ نفاس غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم

* مقامِ ذوالحلیفہ میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔
* انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں (حالتِ نفاس میں) اب کیا کروں؟
* آپ ﷺ نے فرمایا' غسل کرو اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔

نبی کریم ﷺ کا احرام

* پھر آپ ﷺ نے مسجد (ذوالحلیفہ) میں دو رکعت نماز پڑھی۔
* [اور مصلیٰ پر ہی حج وعمرہ کا اکٹھا تلبیہ پکارا یعنی کہا: ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ عُمْرَةً وَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں عمرہ اور حج (دونوں) کے لیے حاضر ہوں۔'']
* پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے' یہاں تک کہ جب وہ آپ ﷺ کو لے کر مقامِ بیداء پہنچی [تو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا تلبیہ پکارا' ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پکارا لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ پکارا یعنی آپ ﷺ ''قارن'' تھے۔]
* حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے کی طرف دیکھا' جہاں تک میری نگاہ گئی سوار اور پیدل لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے اور اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف اور پیچھے بھی لوگوں کی ایسی ہی بھیڑ تھی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔ آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور آپ ﷺ ہی اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ ﷺ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا۔

تلبیۂ توحید

* پھر آپ ﷺ نے تلبیۂ توحید پکارا:

﴿ لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ ' لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ' لَا شَرِيْکَ لَکَ ﴾

''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں' تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں' تمام حمد و تعریف تیرے لیے

ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہی ہیں۔ بادشاہی تیری ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔''(۱)

✱ **لوگوں نے بھی وہی تلبیہ پکارا جواب لوگ پکارے ہیں۔ (مگر کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی لبیک میں کچھ الفاظ بڑھا دیئے اور کہا "لَبَّیْکَ ذَا الْمَعَارِجِ ، لَبَّیْکَ ذَا الْفَوَاضِلِ" لیکن آپ ﷺ نے انہیں کچھ نہ کہا)۔**

اونچی آواز سے تلبیہ پکارنے کا حکم

✱ [حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر تشریف لائے کہ ''(اے نبی ﷺ!) اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دو۔'']''(۲)

✱ پھر مسلسل رسول اللہ ﷺ تلبیہ پکارتے ہی رہے۔

✱ [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ جب وہ مقام ''سَرِف'' پر پہنچیں تو ان کے ایام شروع ہو گئے۔]

✱ [آپ ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ غسل کریں' اپنے سر کے بال کھولیں اور کنگھی کریں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ حج کا ارادہ کر لیں اور دیگر حجاج کے ساتھ تمام مناسکِ حج ادا کریں سوائے طوافِ بیت اللہ کے۔ ہاں جب پاک ہو جائیں تب طواف کر لیں۔]

✱ **حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے تھے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے بلکہ ایامِ حج میں عمرہ بجالانا ایامِ جاہلیت سے برا جانتے تھے (مراد یہ ہے کہ ہم نے صرف حج کا ہی تلبیہ پکارا' عمرہ کا نہیں)۔**

حج کو عمرہ میں تبدیل کرنے کا حکم

✱ **[وادئ سرف میں ہی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہوا ہے حج پورا ہونے تک**

---

(۱) [بظاہر تلبیہ پکارنے کے وقت کے متعلق احادیث میں تعارض ہے یعنی بعض صحابہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد سے ہی تلبیہ پکارا اور بعض دوسرے صحابہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے مقام بیداء پر پہنچ کر تلبیہ پکارنا شروع کیا۔ لیکن فی الحقیقت ان روایات میں کوئی تناقض نہیں اور وجہ اختلاف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ہی حج کیا اور اس حج میں آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں کی ناقابل شمار تعداد موجود تھی۔ یقیناً اس صورت میں ہر شخص ہر مقام پر آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ اس لیے جس نے جہاں تلبیہ سنا اس نے وہیں کے متعلق بیان کر دیا۔ یعنی جب آپ ﷺ نے مسجدِ ذوالحلیفہ سے تلبیہ پکارنا شروع کیا تو جس نے وہاں تلبیہ سنا اس نے کہا نبی ﷺ نے مسجد سے تلبیہ پکارا۔ پھر جب آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ پکارا تو جنہوں نے وہاں سنا انہوں نے اسی مقام کو یاد رکھ لیا۔ اسی طرح جب آپ ﷺ مقامِ بیداء پر پہنچے اور تلبیہ پکارا تو جن لوگوں نے یہاں تلبیہ پکارتے ہوئے دیکھا انہوں نے اسی مقام کے متعلق بیان کر دیا۔]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲۳٦٤) كتاب المناسك' ابن ماجة (۲۹۲۲)]

احرام کی پابندیوں سے آزادی نہیں مل سکتی لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ اگر اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کرنا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔(وہ بیت اللہ کا طواف کرلیں اور صفاومروہ کی سعی کر کے بال ترشوا لیں اور حلال ہو جائیں اور پھر 8 ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھیں)۔]

* [چنانچہ کچھ لوگوں نے تو اپنے حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کر لیا لیکن کچھ نے ایسا نہ کیا۔ تاہم وہ لوگ جو اپنے ساتھ قربانی لائے تھے وہ عمرہ اور حج دونوں کی نیت پر قائم رہے۔]

وادیٔ ذی طویٰ میں قیام

* [پھر آپ ﷺ نے اپنے سفر کو جاری کیا اور وادیٔ ذی طویٰ میں پہنچے۔]
* [رات بھر وہیں قیام فرمایا۔]
* [صبح کی نماز بھی وہیں ادا فرمائی۔]
* [یہ اتوار 4 ذوالحجہ کی صبح تھی۔]

بیت اللہ میں تشریف آوری

* [نماز فجر کے بعد آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور بیت اللہ کی جانب روانگی کی تیاری کی۔]
* [آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں "ثَنِیَّہ عُلْیَا" یعنی مقامِ "کَدَاء" کی طرف سے داخل ہوئے۔]
* [بروز اتوار خوب دن چڑھ چکا تھا جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔]
* نبی ﷺ مسجدِ حرام کے دروازے پر آئے' اپنی اونٹنی کو وہیں بٹھایا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

طوافِ قدوم

* مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ نے [وضوء کیا' پھر] حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر دائیں جانب سے چلتے ہوئے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔] پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی کندھے ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کیے۔
* [ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دیتے اور رُکنِ یمانی کو ہاتھ سے چھوتے لیکن شمال کی جانب کے دونوں کونوں کو نہیں چھوتے تھے۔]
* [ہر چکر میں آپ ﷺ حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھتے:

﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنات سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔'']

* پھر آپ ﷺ مقامِ ابراہیم پر آئے اور [با آوازِ بلند لوگوں کو سناتے ہوئے] یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى ﴾ [البقرة : ۱۲۵]

''مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو۔''

* پھر آپ ﷺ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان میں کیا اور دو رکعتیں ادا کیں۔
* ان رکعتوں میں سورۂ ''اخلاص'' اور سورۂ ''کافرون'' کی تلاوت فرمائی۔
* [پھر زمزم کے کنویں کی طرف آئے اور اس کا پانی پیا اور کچھ پانی سر پر بھی بہایا۔]
* پھر دوبارہ حجرِ اسود کی طرف لوٹے اور اسے بوسہ دیا۔

صفا و مروہ کی سعی

* پھر آپ ﷺ اس دروازے سے نکلے جو صفا کی طرف ہے اور جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴾ [البقرة : ۱۵۸]

''بے شک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔''

* اور آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ ﴾

''میں وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے شروع کیا۔''

* پھر آپ ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھا۔
* پھر قبلہ رخ ہو کر [تین مرتبہ] اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر [اور تحمید] بیان کی اور کہا:

﴿ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ [يُحْيِیْ وَ يُمِيْتُ] ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ [لَا شَرِيْكَ لَهٗ] ' اَنْجَزَ وَعْدَهٗ ' وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ' وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ﴾

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے' اسی کی تعریف ہے' [وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے] اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے۔ [اس کا کوئی شریک نہیں] اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔''

* پھر اس کے بعد دعا کی، پھر ایسا ہی کہا، پھر دعا کی۔ غرض تین بار ایسا ہی کیا۔

* پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے حتی کہ جب آپ بطنِ وادی میں پہنچے تو تیزی سے گزرے [اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔] حتی کہ مروہ پر پہنچے۔

* مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔

حجامت اور عمرہ کا اتمام

* جب مروہ پر آخری (یعنی ساتواں) چکر پورا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ [يَاأَيُّهَا النَّاسُ !] لَوْ أَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ ، وَ لَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ ؛ فَلْيُحِلَّ وَ لْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً [وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَقَالَ : أَحِلُّوْا مِنْ إِحْرَامِكُمْ ، فَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ " وَ قَصِّرُوْا " وَ أَقِيْمُوْا حَلَالًا ، حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوْا بِالْحَجِّ ، وَ اجْعَلُوا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً ﴾

''[اے لوگو!] اگر مجھے پہلے سے اپنا کام معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا (بلکہ مکہ سے ہی خرید لیتا) اور اپنے اس احرامِ حج کو عمرہ بنا ڈالتا۔ پس تم میں سے جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف وسعی ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے ہو گئے) اور اسے عمرہ بنا لے۔ [ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے احرام کھول دو، بیت اللہ کا طواف کرو، صفا و مروہ کی سعی کرو، اپنے بال ترشواؤ اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاؤ اور 8 ذوالحجہ تک حلال رہو، پھر حج کا احرام باندھو اور جس احرام کے ساتھ تم آئے ہو اسے تمتع بنا ڈالو۔]

* [یہ فرمان سنا تو] حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا ہمارے اسی سال کے ساتھ خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں اور دو مرتبہ فرمایا ''ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے۔''

* حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے اونٹ لے کر آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے احرام کھول رکھا ہے اور رنگین کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی لگائے ہوئے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر

ناراض ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو میں نے ہی اس کی اجازت دی ہے۔

* پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ کرتے ہوئے کیا نیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴾

''اے اللہ! میں بھی اسی کا احرام باندھتا ہوں جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔''

* آپ ﷺ نے فرمایا' میرے ساتھ قربانی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔

* پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترو الیے [خوشبو لگائی' اپنا عام لباس پہن لیا اور اپنی عورتوں سے ہم بستری بھی کی۔]

* مگر نبی کریم ﷺ اور جن کے ساتھ قربانی تھی محرم ہی رہے۔

8 ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانگی

* پھر جب ترویہ کا دن [جمعرات] یعنی ذوالحجہ کی 8 تاریخ ہوئی تو سب لوگ منیٰ کی طرف چلے [اور جو لوگ احرام کھول کر حلال ہو چکے تھے انہوں نے منیٰ کے قریب ''وادیٔ ابطح'' سے نیا احرام باندھا] اور حج کی لبیک پکاری۔

* منیٰ میں آپ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر [پانچ نمازیں' اپنے اپنے اوقات میں جبکہ چار رکعت والی نمازیں قصر کر کے] ادا کیں۔

9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف کوچ

* پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے حتی کہ [9 ذوالحجہ بروز جمعہ کا] سورج طلوع ہو گیا تو آپ ﷺ [نے میدانِ عرفات کی طرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ] میرے لیے مقامِ نمرہ میں بالوں کا بنا خیمہ لگاؤ۔

* پس رسول اللہ ﷺ چلے اور قریش یقین رکھتے تھے کہ آپ ﷺ مشعر حرام میں وقوف کریں گے جیسا کہ سب قریش کے لوگوں کی ایامِ جاہلیت میں عادت تھی۔

* لیکن آپ ﷺ وہاں سے آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفات پہنچے اور نمرہ میں لگائے گئے اپنے خیمے میں اترے۔

خطبۂ حج

* جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔
* آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادی [عرنہ] کے نشیب میں آئے اور لوگوں کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا ، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَ إِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَ أَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ، وَ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ : كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ أَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ ؟ قَالُوا : نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ أَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ ، فَقَالَ : بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾

''تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے رکھ دی گئی ہے (مراد یہ ہے کہ اب ان کا کوئی اعتبار نہیں) اور جاہلیت کے تمام قتل معاف اور کالعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف اور ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا اور اسے ہذیل قبیلے نے قتل کر ڈالا۔ اسی طرح زمانۂ جاہلیت کے تمام سود ختم اور ناقابلِ گرفت ہیں۔ سب سے پہلا سود میں اپنے خاندان میں سے چچا عباس کا ختم کرتا ہوں، وہ بالکل معاف ہے۔

عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ (نکاح) سے حلال کیا ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو، پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا

مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی جس سے ہڈی نہ ٹوٹے) اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کی روٹی اور ان کا کپڑا دستور کے مطابق تمہارے ذمہ ہے اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔

اور تم سے (روزِ قیامت) میرے متعلق پوچھا جائے گا تو پھر تم کیا جواب دو گے؟ سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا' اپنا فرض سرانجام دے دیا اور خیر خواہی کی۔ پھر آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر تین مرتبہ کہا' اے اللہ! گواہ رہنا۔''

❋ [اس خطبے میں آپ ﷺ نے کچھ اور بھی احکام بیان فرمائے اور جب فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

[المائدة : ۳]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ہی بطورِ دین پسند کیا۔''

❋ [درایں اثنا حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا تو آپ ﷺ نے سب کے سامنے اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے اسے پی لیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ یوم عرفہ کا روزہ حاجیوں کے لیے نہیں ہے۔]

❋ پھر [حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے] اذان کہی۔

❋ پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی اور عصر پڑھائی (یعنی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نمازیں جمع فرمائیں) اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ (نفل وغیرہ) نہ پڑھا [یہ دونوں نمازیں آپ ﷺ نے قصر ادا فرمائیں]۔

میدانِ عرفات میں وقوف

❋ پھر آپ ﷺ سوار ہو کر موقف (جائے وقوف) میں آئے۔ اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا اور پگڈنڈی کو اپنے سامنے کر لیا۔ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے [اور دعا و مناجات میں مصروف ہو گئے۔]

❋ [وہیں ایک مسلمان شخص حالتِ احرام میں اپنی سواری سے گرا اور فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق

فرمایا کہ اسے انہی (دو) کپڑوں میں کفن دو جن میں یہ فوت ہوا ہے' اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر اور چہرہ مت ڈھانپو۔ اسے (روزِ قیامت) اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ پکار رہا ہوگا۔]

✻ [اہل نجد کے کچھ لوگ میدانِ عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے کچھ سوال کیے' آپ ﷺ نے انہیں وقوفِ عرفہ کے متعلق فرمایا کہ عرفہ کا وقوف ہی حج ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دن یا رات کی کسی گھڑی میں بھی طلوعِ فجر سے پہلے پہلے جو یہاں وقوف کر لے اس کا حج مکمل ہوگا۔]

✻ [آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ پیغام بھی بھجوایا کہ وہ اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی وقوف کریں اور فرمایا کہ میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن یاد رکھو کہ عرفہ سارے کا سارا ہی جائے وقوف ہے۔]

✻ [بروز جمعہ] آپ ﷺ نے اس مقام پر غروبِ آفتاب تک مسلسل وقوف فرمایا۔

غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف کوچ

✻ پھر جب زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا بھی غروب ہوگئی تو (سوار ہوئے اور) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا اور مزدلفہ کی طرف لوٹے۔ آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کی مہار اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے سے لگ گیا تھا۔

✻ آپ ﷺ لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کی تلقین فرما رہے تھے۔

✻ جب کسی ریت کے ٹیلے پر آتے تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے حتی کہ اونٹنی چڑھ جاتی۔

✻ بالآخر مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں [وضوء کیا اور] ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز یا سنتیں نہ پڑھیں۔

✻ [ازواجِ مطہرات میں سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا' حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ رات میں ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں تا کہ لوگوں کے ازدہام سے بچ سکیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اور دیگر کمزور لوگوں کو یہ اجازت دی کہ وہ چاند غروب ہونے تک مزدلفہ میں ہی قیام کریں اور پھر رات میں ہی منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کمزور و ناتواں لوگ اگر طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی جمرۂ عقبہ کی رمی کر لیں تو انہیں اجازت ہے۔](۱)

✻ پھر رسول اللہ ﷺ استراحت کی غرض سے لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہوگئی۔

✻ جب فجر ظاہر ہوگئی تو اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ [یہ ہفتہ 10 ذوالحجہ کا دن تھا اور یہی یوم

---

(۱) [بخاری (۱٦٧٩) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل]

النحر اور عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔]

✱ [حضرت عروہ طائی رضی اللہ عنہ کے ایک سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہاں (مزدلفہ میں) ہمارے ساتھ نماز فجر پالی اس کا حج مکمل ہو گیا۔]

مشعر حرام پر وقوف اور دعائیں

✱ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتی کہ مشعر حرام میں آئے [اور اس پہاڑی پر چڑھ گئے۔]

✱ وہاں قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا و التجا اور تکبیر و تہلیل میں مصروف ہو گئے اور اور وہیں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اچھی طرح صبح کی روشنی اور سفیدی نمودار ہو گئی۔

✱ [پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن (یاد رکھو کہ) مزدلفہ سارے کا سارا جائے وقوف ہے۔]

منیٰ کی طرف واپسی

✱ طلوع آفتاب سے قبل ہی آپ [مزدلفہ سے] روانہ ہوئے [جبکہ آپ پُرسکون تھے]۔

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جو ایک اچھے بالوں والے' خوبصورت نوجوان تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو عورتوں کا ایک گروہ چلا جاتا تھا جس میں ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ دوسری طرف کر دیا اور دیکھنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے۔

✱ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ محسر کے نشیب میں پہنچے تو اونٹنی کو ذرا تیز چلایا (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں پر عذاب نازل فرمایا ہوتا وہاں سے تیزی سے گزر جانے کی کوشش کرتے اور اس وادی میں ''اصحابِ فیل'' یعنی ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا) اور آپ نے درمیانی راہ اختیار کی جو جمرۂ عقبہ پر جا نکلتی ہے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی

✱ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (یعنی جمرۂ عقبہ)۔

✱ پھر دن چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار' وادی کے نشیب سے' جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

* ہر کنکری کے ساتھ آپ ﷺ " اَللّٰهُ أَكْبَرُ " کہتے۔ کنکریاں حجم میں اتنی تھیں جتنی چٹکی سے ماری جاسکتی ہیں۔
* [یہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں آپ ﷺ کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چنی تھیں۔]
* [اس وقت آپ ﷺ نے تلبیہ کہنا چھوڑ دیا۔]
* [اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کا شرف بھی نصیب ہوا اور وہ اس طرح کہ ایک نے آپ کی اونٹنی کی مہار تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے گرمی سے بچاؤ کے لیے آپ پر کپڑے سے سایہ کیا ہوا تھا حتی کہ آپ ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو گئے۔]
* [رمی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أُحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ ﴾

''حج کے طریقے سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں کوئی حج نہ کرسکوں۔''](۱)

* اسی مقام پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ میرے والد انتہائی بوڑھے ہونے کی وجہ سے فریضۂ حج ادا کرنے سے عاجز ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں تم ان کی طرف سے حج کرسکتی ہو۔

یوم النحر کا خطبہ

* [یوم النحر یعنی 10 ذوالحجۃ بروز ہفتہ' چاشت کے وقت' رمی کے بعد' منیٰ میں ہی' آپ ﷺ نے ایک خطبہ بھی ارشاد فرمایا' آپ ﷺ نے اس خطبے میں فرمایا:

﴿ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ : **السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ** ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ : ذُوالْقَعْدَةِ ، وَ ذُو الْحَجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَ شَعْبَانَ ، ثُمَّ قَالَ : أَيُّ شَهْرٍ هَذَا ؟ فَقُلْنَا : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ ، فَقَالَ : أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ ؟ فَقُلْنَا : بَلَى ، قَالَ : أَيُّ بَلَدٍ هَذَا ؟ قُلْنَا : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ ، قَالَ : أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ ، قُلْنَا : بَلَى ، قَالَ : فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا ؟ قُلْنَا : اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ ، قَالَ : أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ ؟ قُلْنَا : بَلَى ، قَالَ : **فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا ، فِي**

---

(۱) [مسلم (۱۲۹۷) كتاب الحج : باب استحباب رمى جمرة العقبة]

شَهْرِكُمْ هَذَا ، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ ، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟ قَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ﴾

''بلاشبہ زمانہ گھوم کر اپنی اسی دن کی ہیئت پر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے' جن میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔ تین تو پے در پے ہیں یعنی ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور ایک رجب مُضر' جو جمادی الآخرہ اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا' کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا' کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا' یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے سوچا شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا' کیا یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا' بے شک۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا' یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام بتائیں گے۔ آپ ﷺ نے پھر خود فرمایا' کیا یہ نحر کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا' بالکل ٹھیک۔ آپ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن' تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے پروردگار سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں دریافت کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنوں پر تلواریں چلاؤ۔ خبردار! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا' جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر فرمایا' جو لوگ حاضر ہیں وہ یہاں غیر حاضر لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں اس لیے کہ کبھی وہ لوگ جنہیں کچھ پہنچایا جاتا ہے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔''](۱)

---

(۱) [بخاری (۴۴۰۶) کتاب المغازی : باب حجة الوداع ' مسلم (۱۶۷۹) کتاب القسامة والمحاربين: باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال ' هداية الرواة (۲۵۹۲) نسائی فی السنن الکبری (۴۰۹۳)]

قربان گاہ میں قربانی

* پھر آپ ﷺ قربان گاہ آئے اور [100 اونٹ قربان کیے جن میں سے]63 اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے' جبکہ باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیے تا کہ وہ انہیں نحر کریں۔
* آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی قربانی میں شریک کیا۔
* [آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے بھی گائیوں کی قربانی دی۔]
* [مزید آپ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے بھی ذبح کیے۔]
* پھر آپ ﷺ کے حکم سے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا گیا اور اسے ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا۔ آپ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔
* [آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان قربانیوں کا گوشت' جھول اور چمڑے سب تقسیم کر دیں۔ ان میں سے کچھ بھی قصاب کو بطور اجرت نہ دیں بلکہ اسے الگ سے مزدوری دے دیں۔]
* [حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے' پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور زادِ راہ کے طور پر ساتھ بھی لے لو۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔]
* [نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہاں قربانی کی ہے لیکن منیٰ سارا قربان گاہ ہے۔ نیز مکہ کے تمام راستے اور گلیاں بھی قربان گاہ ہیں۔ پس تم اپنے پڑاؤ کے مقام پر ہی قربانی کر لو۔]

قربانی کے بعد سر منڈوایا

* [قربانی سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے حجام کو بلایا اور سر منڈوایا۔]
* [پہلے آپ ﷺ نے سر کا داہنا حصہ دیا۔ اس نے مونڈ کر ایک ایک' دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ پھر بایاں حصہ مونڈ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔]
* [حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جنھوں نے اپنے بال منڈوائے تھے آپ ﷺ نے ان کے لیے تین مرتبہ مغفرت و رحم کی دعا فرمائی اور جنھوں نے بال کتروائے تھے ان کے لیے صرف ایک مرتبہ دعا کی۔]
* [طوافِ افاضہ کے لیے مکہ جانے سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی جس میں کستوری

بھی شامل تھی۔ یہ خوشبو آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لگائی۔]

طوافِ افاضہ

* پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طوافِ افاضہ کیا۔
* پھر مکہ میں ہی نماز ظہر ادا فرمائی۔
* پھر بنوعبد المطلب کے پاس آئے۔ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' بنوعبد المطلب ! تم لوگ پانی کھینچو' اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو کر پانی بھرتا۔
* پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ ﷺ کو دیا اور آپ نے اس میں سے پیا۔
* [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی روز حیض سے پاک ہوئیں اور انہوں نے طوافِ افاضہ اور سعی کی۔]
* [حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی روز طوافِ افاضہ کیا اور اس کے بعد اسی رات حائضہ ہو گئیں جس بنا پر طوافِ وداع نہ کر سکیں۔ آپ ﷺ نے انہیں طوافِ وداع کیے بغیر ہی مدینہ لوٹنے کی اجازت دے دی۔]
* [حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اس لیے آپ ﷺ نے انہیں سوار ہو کر طوافِ افاضہ کرنے کی اجازت دے دی۔]

منیٰ کی طرف واپسی

* [پھر یوم النحر کو ہی آپ ﷺ طوافِ افاضہ کر کے واپس منیٰ لوٹ گئے اور اس روز سعی نہ کی (کیونکہ آپ ﷺ حجِ قران کرنے والے تھے اور قارن کے لیے ایک سعی ہی کافی ہوتی ہے جو آپ طوافِ قدوم کے بعد کر چکے تھے)۔]

رفعِ حرج

* [جب منیٰ پہنچے تو لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے بیٹھ گئے اور اس روز جس کام میں بھی تقدیم وتاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے صرف یہی فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے قربانی سے پہلے ہی سر منڈوا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']
* [ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے جمرۂ عقبہ کی رمی سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']

* [ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا' اب ذبح کر لو' کوئی حرج نہیں۔'']

* [ایک نے کہا میں نے رمی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں۔'']

ایام تشریق کی مصروفیت

* [ایام تشریق سے مراد 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے ایام ہیں۔ آپ ﷺ ان تین دنوں میں شب و روز منیٰ میں ہی مقیم رہے۔]

* [آپ ﷺ ان ایام میں ہر روز تینوں جمروں کو کنکریاں مارتے۔ جمرۂ دنیا سے ابتدا کرتے' پھر جمرۂ وسطیٰ کو اور پھر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارتے۔ پہلے دونوں جمروں میں سے ہر جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا ہٹ جاتے' قبلہ رخ ہو کر لمبا عرصہ کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و مناجات کرتے رہتے۔ لیکن جب آخری جمرہ یعنی جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارتے تو اس کے قریب کھڑے نہ ہوتے۔ ہر کنکری کے ساتھ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے۔]

* [یاد رہے کہ آپ ﷺ نے اپنے حج میں دعا و مناجات کے لیے چھ مقامات پر وقوف فرمایا:

① صفا پر ② مروہ پر ③ میدانِ عرفات میں ④ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس

⑤ جمرۂ صغریٰ کے پاس ⑥ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس۔]

* [ایام تشریق کے دوران 11 ذوالحجہ اور بعض روایات کے مطابق 12 ذوالحجہ کو بھی آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں خطبۂ عرفہ کی باتوں کی ہی تاکید فرمائی اور مزید نصیحتیں بھی کیں۔]

* [حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں ہی گزارنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔]

* [اسی طرح آپ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو بھی منیٰ سے باہر راتیں گزارنے کی اجازت دے دی۔ نیز انہیں اس چیز کی بھی رخصت دی کہ وہ یوم النحر سے اگلے روز دو دنوں کی رمی اکٹھی کر لیں۔]

وادیٔ محصّب میں قیام

* [13 ذوالحجہ یعنی بروز منگل آپ ﷺ رمی جمرات کے بعد منیٰ سے روانہ ہو گئے اور وادیٔ محصب (جسے وادیٔ ''اَبْطَحْ'' بھی کہا جاتا ہے) میں پڑاؤ کیا۔]

* [وادیٔ محصّب میں آپ ﷺ کے لیے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے خیمے کا انتظام کر دیا۔]

✱ [آپ ﷺ نے یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں اور 14 ذوالحجہ یعنی بدھ کی رات بھی یہیں بسر فرمائی۔]

✱ [یاد رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ محصب میں صرف اس لیے قیام فرمایا تھا کہ وہاں سے سفر آسان تھا، یہ قیام مسنون امر نہیں۔ جس کا دل چاہے یہاں قیام کرے اور جس کا دل نہ چاہے یہاں قیام نہ کرے۔]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ

✱ [چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایام سے پاک ہو چکی تھیں اس لیے انہوں نے عمرہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ وہ انہیں مقامِ "تَنْعِیم" سے عمرہ کرالائیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہاں سے احرام باندھا اور عمرہ کیا۔]

✱ [عمرے سے فارغ ہو کر سحر کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا وادیٔ محصب میں آ گئیں، جہاں رسول اللہ ﷺ ان کے پہلے سے ہی منتظر تھے۔]

✱ [جب عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا اور سوار ہو کر بیت اللہ تشریف چلے گئے۔]

طوافِ وداع

✱ [آپ ﷺ نمازِ فجر سے پہلے ہی بیت اللہ پہنچ گئے اور سحری کے وقت ہی طوافِ وداع کیا۔]

✱ [اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔]

✱ [پھر نمازِ فجر ادا کی۔]

✱ [پہلے لوگ اس طواف کے بغیر منیٰ سے ہی واپس لوٹ جایا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس طواف کے کرنے کا حکم دیا۔ البتہ حائضہ کو اس کی رخصت دے دی۔]

واپس مدینہ کی جانب کوچ

✱ [طوافِ وداع سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے مدینہ کا رخ کیا۔]

✱ [مدینہ جانے کے لیے آپ ﷺ نے مکہ کی زیریں جانب (یعنی ثَنِیَّہ سُفْلٰی) والی راہ اختیار کی۔]

✱ [جب مقامِ رَوحاء پہنچے تو ایک قافلے سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس قافلے کی ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا کر آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں لیکن اس کا اجر تمہیں ملے گا۔]

✵ [ذوالحلیفہ پنج کررات گزاری اور صبح پھر روانہ ہوگئے۔]

✵ [جب مدینہ کے آثار دکھائی دینے لگے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا۔]

✵ [پھر آپ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات پڑھے:

﴿لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، آئِبُوْنَ ، تَآئِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ ، سَاجِدُوْنَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ ، وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے'اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔''

✵ [پھر چاشت کے وقت کے قریب آپ ﷺ مدینہ میں داخل ہوگئے۔]

✵ [حج کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے 10 روز مکہ میں قیام فرمایا۔]

یہ تھا نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان۔(۱)

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی ' احمد (۱٤٤٤٧) نسائی فی السنن الکبری (۳۷٤۲)]
جن سطور اور جملوں کے گرد یہ "[ ]" بریکٹیں لگائی گئی ہیں وہ حدیث جابر میں اضافے ہیں۔اضافہ جات کے لیے جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

- "صحیح بخاری : کتاب الحج" از امام بخاریؒ۔
- "صحیح مسلم : کتاب الحج" از امام مسلمؒ ۔
- "حجة النبی" اور "مناسك الحج و العمرة" از محدث العصر علامہ ناصر الدین البانیؒ ۔
- "زاد المعاد فی هدی خیر العباد" از امام ابن قیمؒ۔
- "البداية و النهاية" از امام ابن کثیرؒ۔
- "سیرة ابن هشام" از امام ابن ہشامؒ۔
- "تجلیاتِ نبوت" اور "الرحیق المختوم" از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ۔]

باب طریقة اداء العمرة — عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان

میقات سے احرام باندھنا

* احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا اور جسم کو خوشبو لگانا مسنون ہے۔
* جو عورتیں حالتِ حیض یا نفاس میں ہوں وہ بھی غسل کر کے احرام باندھیں۔
* مردوں کا احرام دو اَن سلی سفید چادریں ہے؛ ایک تہبند کے لیے اور ایک اوپر اوڑھنے کے لیے۔
* جبکہ عورتوں کے احرام کے لیے کوئی خاص لباس نہیں۔ وہ جو بھی کپڑے میسر ہوں بطورِ احرام پہن سکتی ہیں۔
* عمرہ (اور حجِ تمتع) کا احرام باندھنے والا ان الفاظ میں نیت کرے: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔'' (اور جو حجِ قِران کرنا چاہتا ہے وہ ان الفاظ میں نیت کرے: ((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَةً وَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں عمرہ اور حج دونوں کے لیے حاضر ہوں۔'')
* اگر کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ کا ارادہ ہو تو نیت کے ان الفاظ کے آگے لفظِ ''عَنْ'' کا اضافہ کرے اور اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے عمرہ کر رہا ہے۔ مثلاً: '' اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَةً عَنْ ...... ''

بلند آواز سے تلبیہ پکارتے ہوئے مسجد حرام پہنچنا

* پھر تلبیۂ توحید پکارنا شروع کر دے۔ تلبیۂ توحید سے مراد یہ کلمات ہیں:

﴿ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ ﴾

''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں' تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں' تمام حمد و تعریف تیرے لیے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہی ہیں۔ بادشاہی تیری ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

* مکہ پہنچنے تک یہ تلبیہ بآوازِ بلند پکارتا رہے۔

مسجد حرام میں داخلہ

* مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔
* پھر وضوء کر کے مسجدِ حرام کے دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے مسجد میں داخل ہو جائے۔

* عام مساجد کی طرح مسجدِ حرام میں بھی داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے اور پھر یہ دعا پڑھے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ﴾

''(میں) اللہ کے نام کے ساتھ (مسجد میں داخل ہوتا ہوں)۔[1] اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔[2] اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''[1]

* مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر تو کسی فرض نماز کا وقت ہو تو باجماعت نماز ادا کرے اور اگر کسی فرض نماز کا وقت نہ ہو تو طوافِ قدوم سے عمرہ کی ابتدا کر دے۔ '' تَحِيَّةُ الْمَسْجِد'' کے نوافل ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

طواف سے پہلے اضطباع

* طواف شروع کرنے سے پہلے اپنی احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھے پر ڈال دے اور دائیں کندھے کو ننگا رکھے۔ اس حالت کو '' اِضْطِبَاع '' کہتے ہیں۔

* یاد رہے کہ یہ حالت اختیار کرنا صرف مردوں کے لیے مسنون ہے۔

* نیز یہ کیفیت صرف طوافِ قدوم میں ہی مسنون ہے۔

طوافِ قدوم

* طوافِ قدوم سے مراد یہی پہلا طواف ہے جو حاجی یا معتمر مکہ پہنچتے ہی کرتا ہے۔

* عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دے۔

* باوضوء ہو کر طواف کرنا بہتر ہے۔

* طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے کرنی چاہیے اور استلام میں حجر اسود کو بوسہ دینا' اسے کسی چھڑی وغیرہ سے چھو کر اسے بوسہ دینا' ہاتھ سے چھونا یا صرف دور سے اشارہ ہی کر دینا' سب شامل ہے۔

* حجر اسود کے استلام کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ﴾

''اللہ کے نام کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

* طواف کرنے والا اپنی دائیں جانب چلتا ہوا' حطیم سے باہر' بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے۔

---

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجه (٦٢٥) كتاب المساجد : باب الدعاء عند دخول المسجد ' ابن ماجه (٧٧١)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی ترمذی (٣١٤) كتاب الصلاة : باب ما جاء ما يقول عند دخول المسجد]

(۳) [مسلم (٧١٣) كتاب صلاة المسافرين ' باب ما يقول إذا دخل المسجد]

* پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار چکر عام رفتار سے پورے کرے۔
* یاد رہے کہ رمل کا حکم عورتوں کے لیے نہیں لہٰذا وہ رمل نہ کریں۔
* طواف کرنے والا ہر چکر میں ''رُکنِ یمانی'' کو چھونے کی کوشش کرے اور اگر ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔
* تاہم ہر چکر میں حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ ہی کر دینا حتمی طور پر مسنون ہے۔
* طواف کرنے والا رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنات سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

* علاوہ ازیں دورانِ طواف اس دعا کے علاوہ دیگر مسنون اذکار و دعائیں، تلاوتِ قرآن اور درود شریف وغیرہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ نیز اگر کوئی اپنی زبان میں دعا کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
* یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ ہر چکر کی الگ الگ دعا سنت سے ثابت نہیں۔
* طواف کا ہر چکر حجرِ اسود سے شروع ہو کر حجرِ اسود پر ہی ختم ہو گا۔

طواف سے متعلقہ مسائل

* اگر ضرورت پیش آ جائے تو دورانِ طواف بقدرِ ضرورت گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔
* اگر دورانِ طواف وضوء ٹوٹ جائے تو دورانِ طواف وضوء کرنا بہتر ہے، واجب نہیں۔
* اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کرے یعنی اگر کسی کو 2 یا 3 چکروں کا شک ہے تو وہ 2 کا یقین کر لے اور باقی 5 چکر پورے کرے۔
* اگر کوئی شخص کمزور و لاغر، بیمار یا معذور ہو تو وہ کسی سواری پر سوار ہو کر بھی طواف کر سکتا ہے۔
* طواف کرتے ہوئے اگر کوئی شرعی عذر پیش آ جائے مثلاً کسی فرض نماز وغیرہ کا وقت ہو جائے تو طواف کرنے والا طواف چھوڑ دے اور نماز ادا کرے۔ پھر جہاں چکر چھوڑے تھے وہیں سے شروع کر کے تعداد پوری کر لے۔
* عورتیں بھی مردوں کے ساتھ ہی یہ طواف کریں گی لیکن اگر کوئی عورت حائضہ ہو یا اسے دورانِ طواف

حیض شروع ہو جائے تو وہ طواف چھوڑ کر مسجد سے باہر نکل جائے اور وہ اس وقت تک طواف نہیں کر سکتی جب تک پاک نہ ہو جائے۔

✵ آج کل مانع حیض ادویات بھی میسر ہیں۔ بعض اہل علم' جن میں شیخ ابن عثیمینؒ بھی شامل ہیں' کے فتوے کے مطابق اگر یہ ادویات ضرر رساں نہ ہوں تو ان کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ عورت اپنے شوہر سے اجازت لے کر ایسا کرے۔(۱)

طواف کی دو رکعتیں

✵ طواف کے سات چکر پورے کرنے کے بعد یہ آیت ﴿ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ﴾ پڑھتا ہوا مقامِ ابراہیم کے پاس آئے اور دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔

✵ پہلی رکعت میں سورۂ ''کافرون'' اور دوسری رکعت میں سورۂ ''اخلاص'' پڑھے۔

✵ یہ رکعتیں باوضوء ہو کر ادا کرے۔

✵ اگر مقامِ ابراہیم کے نزدیک جگہ نہ ملے تو جہاں بھی میسر ہو یہ رکعتیں ادا کر لے۔

آبِ زمزم

✵ ان رکعتوں کے بعد خوب سیر ہو کر آبِ زمزم پیئے اور اگر چاہے تو کچھ پانی سر پر بھی ڈال لے۔

✵ آبِ زمزم کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

''جس (نیک) مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''

✵ اگر ممکن ہو تو ''ملتزم'' یعنی بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیانی حصے کو چمٹ کر دعا و فریاد کرے۔

✵ آبِ زمزم پینے کے بعد اگر ممکن ہو تو دوبارہ حجر اسود کا استلام کرے۔

صفا و مروہ کی سعی

✵ صفا و مروہ کی سعی حج اور عمرے کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج اور عمرہ نہیں ہوتا۔

✵ دراصل ''صفا اور مروہ'' دو پہاڑیوں کے نام ہیں جن کے درمیان دوڑ کر سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ اسی کا نام ''سعی'' ہے۔

---

(۱) [مزید دیکھئے: مجموع الفتاوی لابن عثیمین (۲۸۳/۴) فتاوی المرأة المسلمة (۲۶۹/۱)]

* عمرہ کرنے والا سعی کے لیے " بَابُ الصَّفَا " سے صفا پہاڑی کی طرف جائے۔
* صفا پہاڑی کے قریب پہنچ کر ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ' أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ ﴾

"یعنی صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں (اور) میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔"

* صفا پہاڑی پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کرے اور تین مرتبہ " اَللّٰهُ اَكْبَرُ " کہے۔
* پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيتُ ' وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ' أَنْجَزَ وَعْدَهُ ' وَنَصَرَ عَبْدَهُ ' وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے' اسی کی تعریف ہے' وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔"

* اس کے علاوہ مزید دعائیں بھی کی جاسکتی ہیں۔
* صفا پر دعائیں اور اذکار کرنے کے بعد سعی کے لیے مروہ کی طرف روانہ ہو۔
* صفا اور مروہ کے دونوں کناروں پر لگے دو سبز نشانات کے درمیان ہلکی ہلکی دوڑ لگائے۔
* یاد رہے کہ ان نشانات کے درمیان دوڑ لگانا صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔
* نیز بوڑھے' کمزور و لاغر اور بیمار حضرات بھی اگر یہ دوڑ نہ لگائیں اور صرف پیدل چل کر ہی چکر پورے کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔
* دورانِ سعی خاص دعا صرف ایک ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ ﴾

"اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی عزت و تکریم والا ہے۔"

* اس دعا کے علاوہ دیگر مسنون اذکار و دعائیں' تلاوتِ قرآن اور درود وغیرہ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

* مروہ پر پہنچ کر بھی اُسی طرح کرے جیسے صفا پر کیا تھا۔
* صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر' اس طرح سات چکر پورے کر لے۔

سعی سے متعلقہ مسائل

* باوضوء ہو کر سعی کرنا افضل ہے' واجب نہیں۔ اگر دورانِ سعی وضوء ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں۔
* طواف کے بعد اگر کسی وجہ سے سعی میں تاخیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
* سعی کے دوران اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو طواف کی طرح کم پر یقین رکھ کر باقی پورے کر لے۔
* اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر سعی کرنے سے قاصر ہو تو کسی سواری وغیرہ پر سوار ہو کر بھی سعی کر سکتا ہے۔
* دورانِ سعی اگر کوئی ایسی ضروری حاجت پیش آ جائے جس کی وجہ سے سعی منقطع کرنی پڑے تو فارغ ہونے کے بعد دوبارہ وہیں سے سعی شروع کر لے جہاں سے منقطع کی تھی اور سات چکروں کی گنتی پوری کر لے۔

❑ یاد رہے کہ اب مسجد حرام کی توسیع کر کے صفا و مروہ کو بھی مسجد کا حصہ بنا لیا گیا ہے جس بنا پر اب حائضہ اور نفاس والی خواتین کے لیے طواف کے ساتھ ساتھ سعی بھی جائز نہیں۔

حجامت

* عمرہ (یا حج تمتع) کرنے والا صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر اپنے مکمل سر کے بال منڈوالے کیونکہ بال منڈوانا ہی افضل ہے۔ تاہم اگر کوئی بال کتروانے پر ہی اکتفا کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔
* عورتوں کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں۔ وہ صرف آخر سے کچھ بال کتر والیں۔
* [حج افراد یا حج قران کرنے والا اگر 8 ذوالحجہ سے پہلے سعی کر لے تو اپنے بال نہ منڈوائے کیونکہ وہ 10 ذوالحجہ کے روز قربانی کے بعد بال منڈوائے یا کتروائے گا اور اس وقت تک مسلسل حالتِ احرام میں ہی رہے گا۔]

احرام کھولنا

* عمرہ (یا حج تمتع) کرنے والا حجامت بنوانے کے بعد اپنا احرام کھول دے اور عام لباس پہن لے۔ اس کا عمرہ مکمل ہو چکا ہے۔

عمرہ کے بعد اور حج سے پہلے

* جو حضرات صرف عمرہ کی نیت سے ہی بیت اللہ تشریف لائے تھے اب وہ واپس جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں لیکن اگر وہ دیگر زیارات کا رُخ کریں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔
* اگر کسی کا دوبارہ عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو اسے دوبارہ میقات سے احرام باندھ کر آنا پڑے گا۔
* حج تمتع کرنے والے اپنی حجامت بنوا کر احرام کھول دیں اور کوشش کریں کہ 8 ذوالحجہ تک زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی میں ہی مشغول رہیں تا کہ وہ اس بابرکت اور پر رحمت جگہ سے زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کر کے واپس لوٹیں۔
* حجِ قران کرنے والے نہ تو بال کٹوائیں اور نہ ہی احرام کھولیں۔
* اگر کسی کا حجِ افراد کا ارادہ ہے تو وہ بھی نہ بال کٹوائے اور نہ ہی احرام کھولے اور اگر اس نے طوافِ قدوم کر لیا ہے تو وہ طواف اس کے لیے نفلی ہوگا اور اگر سعی بھی کر لی ہے اور اس میں اس کی نیت یہ تھی کہ وہ یہ سعی 10 ذوالحجہ والی سعی کے بدلے کر رہا ہے تو اسے 10 ذوالحجہ کے روز سعی کرنے کی ضرورت نہیں۔



باب طریقة اداء الحج — حج کے طریقۂ ادائیگی کا بیان

یَوْمُ التَّرْوِیَه یعنی 8 ذوالحجہ سے حج کی ابتدا

- 8 ذوالحجہ کے روز حجاج کرام حج کی ابتدا کریں اور تلبیہ پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔
- حج تمتع کا ارادہ رکھنے والے اس روز نماز فجر کے بعد اپنی رہائش گاہ سے ہی حج کا نیا احرام باندھیں۔
- جبکہ حج قران اور حج افراد کرنے والے میقات سے باندھے ہوئے اپنے پہلے احرام میں ہی منیٰ روانہ ہوں۔
- منیٰ روانگی کا کوئی وقت متعین نہیں تاہم اتنا ضرور ہے کہ حجاجِ کرام کو ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہیے۔

منیٰ کی مصروفیت

- منیٰ پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کریں۔
- نیز مسنون یہ ہے کہ سب حجاج خواہ وہ مکہ کے رہائشی ہوں یا باہر سے آنے والے ہوں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز قصر کر کے ادا کریں۔

یَوْمِ عَرَفَه یعنی 9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف روانگی

- اس روز تمام حجاجِ کرام کو چاہیے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں۔
- راستے میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اور تلبیہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جائیں۔
- عرفات پہنچ کر میدانِ عرفات کے قریب ''مسجد نمرہ'' میں ٹھہریں اور اگر مسجد میں جگہ نہ مل سکے تو اس کے قریب ہی کہیں ٹھہر جائیں۔
- وہیں خطبۂ حج سنیں۔
- پھر ظہر و عصر کی نمازیں با جماعت جمع اور قصر کر کے ادا کریں۔
- اس کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کریں۔

وقوفِ عرفہ سے متعلقہ مسائل

- وقوفِ عرفہ حج کا اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا خواہ باقی تمام مناسک ادا کر لیے جائیں۔
- اگر کوئی شخص تاخیر سے پہنچے اور 10 ذوالحجہ کی صبح کو نماز فجر سے پہلے پہلے میدانِ عرفات میں کسی بھی وقت

وقوف کرلے تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

* نبی کریم ﷺ نے جبلِ رحمت کے قریب وقوف کیا تھا لیکن وقوف کے لیے کوئی جگہ متعین نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "میں نے یہاں وقوف کیا ہے جبکہ سارا عرفہ ہی جائے وقوف ہے۔"
* دورانِ وقوف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھانا اور دعا و مناجات میں مصروف رہنا مسنون ہے۔ البتہ اس دن کی سب سے بہترین دعا یہ ہے:

﴿ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔"

* یاد رہے کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ بکثرت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔
* اذکار و دعاؤں کا عمل غروبِ آفتاب تک جاری رکھیں۔

مزدلفہ کی طرف روانگی

* جب سورج غروب ہو جائے تو حجاجِ کرام مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔
* راستے میں تلبیہ کہتے ہوئے جائیں۔
* اطمینان اور متانت کا مظاہرہ کریں۔
* مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے باجماعت ادا کریں۔
* عشاء کی نماز قصر کر کے ادا کریں۔
* ان دونوں نمازوں کے درمیان یا بعد میں کوئی سنتیں یا نوافل پڑھنا ثابت نہیں۔ نیز آپ ﷺ نے اس رات تہجد بھی نہیں پڑھی بلکہ صبح تک سوئے ہی رہے۔
* پھر آپ ﷺ نے نماز فجر معمول سے کچھ جلدی ادا فرمائی۔

❑ واضح رہے کہ جو شخص مزدلفہ میں فجر کی نماز پالے اس نے وقوفِ مزدلفہ پالیا۔

مَشْعَرُ الْحَرَام کے قریب وقوف

* نمازِ فجر کے بعد اگر ممکن ہو تو مشعر الحرام' جو مزدلفہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے' کے قریب وقوف کریں۔

- تاہم یہ یاد رہے کہ اگر اس پہاڑی کے قریب وقوف ممکن نہ ہو تو مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے۔
- دورانِ وقوف خوب روشنی ہونے تک دعائیں کی جائیں۔

منیٰ کی طرف روانگی

- جب خوب سفیدی ظاہر ہو جائے تو حجاجِ کرام طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ روانہ ہو جائیں۔
- راستے میں تلبیہ پکارتے رہیں۔
- چلتے ہوئے سکونت اور وقار کو ملحوظ رکھیں۔
- وادیٔ مُحَسِّرْ (جہاں ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا) کو تیزی سے عبور کریں۔
- معذور، بیمار، بچے اور بھاری جسم والی خواتین وغیرہ مزدلفہ میں کچھ دیر قیام کر کے رات کو چاند غروب ہونے کے بعد بھی منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں اور طلوعِ آفتاب سے پہلے بھی جمرۂ عقبہ کی رمی کر سکتے ہیں۔

یَوْمُ النَّحْرِ یعنی 10 ذوالحجہ کے اہم اعمال

10 ذوالحجہ کے روز 4 اہم کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

① جمرۂ عقبہ کی رمی　② قربانی　③ بال منڈوانا یا کتروانا　④ طوافِ زیارت

❶ جمرۂ عقبہ کی رمی

- حجاجِ کرام کو چاہیے کہ کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ کہنا چھوڑ دیں۔
- طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ (جسے جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں) کو ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں۔
- ہر کنکری مارتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہیں۔
- کنکریاں چنے کے دانے کے برابر ہوں۔
- کنکریوں کی جگہ بڑے بڑے پتھر مارنا یا جوتیاں مارنا یا کنکریوں کو دھونا خلافِ سنت ہے۔
- اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر خود کنکریاں مارنے سے قاصر ہو تو کوئی دوسرا بھی اس کی طرف سے کنکریاں مار سکتا ہے۔
- نیز اگر کسی وجہ سے کنکریاں مارنے میں شام تک تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن 10 ذوالحجہ کے روز انہیں مار لینا بہر حال ضروری ہے۔
- رمی کے بعد دعا کے لیے اس جمرہ کے قریب نہیں رکنا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہی سنت ہے۔

❷ قربانی

* جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر حجاجِ کرام قربانی کریں۔
* یاد رہے کہ قارن اور متمتع کے لیے قربانی واجب ہے جبکہ مفرد کے لیے مستحب ہے۔
* اگر حجِ قران یا حجِ تمتع کرنے والا قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ 10 روزے رکھے۔ تین ایامِ حج کے دوران اور سات واپس گھر آ کر۔
* حج کی قربانی کے لیے بھی وہی شرائط ملحوظ رکھنی چاہیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔
* منیٰ یا مکہ میں حدودِ حرم کے اندر اندر کہیں بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔
* بطورِ قربانی ایک سے زیادہ جانور بھی ذبح کیے جا سکتے ہیں۔
* بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنا جانور ذبح کرے لیکن اگر کوئی کسی دوسرے سے ذبح کراتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔
* جانور ذبح کرنے والا " بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ " کہہ کر ذبح کرے۔
* اپنی قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے۔
* قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا' اس سے اقرباء کی دعوت کرنا یا اسے صدقہ کر دینا سب جائز ہے لیکن اتنا یاد رہے کہ گوشت یا کھال وغیرہ میں سے کچھ بھی قصاب کو بطورِ اجرت نہیں دینا چاہیے بلکہ اسے الگ مزدوری دینی چاہیے۔
* اگر کوئی شخص 10 ذوالحجہ کے روز کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو ایامِ تشریق یعنی 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں میں بھی قربانی کر سکتا ہے۔

❸ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

* قربانی کے بعد حجاجِ کرام سر کے بال منڈوائیں یا کتروائیں گے لیکن منڈوانا افضل ہے۔
* علاوہ ازیں حجامت کے مزید احکام وہی ہیں جو گزشتہ باب ''عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان'' کے تحت گزر چکے ہیں۔

تَحَلُّلِ اَوَّلُ

* ''تحللِ اوّل'' سے مراد احرام کی پابندیوں سے پہلا آزاد ہونا ہے یعنی جب حاجی قربانی کے بعد حجامت بنوا لیں گے تو وہ احرام کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔ اب وہ احرام کھول کر خوشبو لگا سکتے ہیں' عام لباس پہن سکتے ہیں اور وہ تمام کام کر سکتے ہیں جو احرام کے دوران ممنوع تھے۔ البتہ ایک پابندی ان پر بدستور ابھی بھی

باقی ہے اور وہ ہے اپنی بیوی سے ہم بستری۔

طوافِ زیارت

* اس طواف کا نام طوافِ افاضہ بھی ہے۔
* یہ طواف حج کا رکن ہے' اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔
* لہٰذا تمام حجاجِ کرام حجامت کے بعد مکہ آئیں اور بیت اللہ کا طواف کریں۔
* نیز یاد رہے کہ اس طواف میں احرام' اضطباع اور رمل نہیں کیا جاتا۔
* تاہم طواف کے لیے وضو کرنا' حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا طواف کے دوران اذکار وغیرہ کا طریقہ وہی ہے جو پیچھے ''عمرہ کے طریقۂ ادائیگی کا بیان'' کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔
* اگر کوئی شخص کسی وجہ سے 10 ذوالحجہ کے روز یہ طواف نہ کر سکے تو ایامِ تشریق کے دوران کر لے۔

تَحَلُّلِ ثَانِی

* ''تحلّلِ ثانی'' سے مراد احرام کی پابندیوں سے دوسرا (اور آخری) آزاد ہونا ہے یعنی طوافِ زیارت کے بعد اب حجاجِ کرام مکمل طور پر ممنوعاتِ احرام سے آزاد ہیں۔ اب وہ چاہیں تو اپنی بیویوں سے ہم بستر بھی ہو سکتے ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی

* حجِ تمتع کرنے والوں کے لیے طوافِ زیارت کے بعد حج کی سعی بھی ضروری ہے۔
* البتہ حجِ قران یا حجِ افراد کرنے والے اگر پہلے سعی کر چکے ہوں تو دوبارہ سعی کرنے میں انہیں اختیار ہے لیکن اگر انہوں نے ابھی تک سعی نہیں کی تو ان پر بھی یہ سعی ضروری ہے۔
* سعی کے مسائل وہی ہیں جو گزشتہ باب کے تحت گزر چکے ہیں۔

ضروری وضاحت

* مذکورہ بالا چاروں کام بالترتیب انجام دینا بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کام اسی ترتیب سے انجام دیئے تھے۔ لیکن اگر ان چاروں میں تقدیم و تاخیر ہو جائے مثلاً اگر کوئی رمی سے پہلے قربانی کر لے یا قربانی سے پہلے حجامت بنوا لے یا حجامت سے پہلے طوافِ زیارت کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نیز ایسے شخص پر کوئی دم یا فدیہ بھی نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کوئی حکم ارشاد نہیں فرمایا۔ لہٰذا جن حضرات کے نزدیک ان کاموں میں

تقدیم وتاخیر کی بنا پر دم لازم آتا ہے ان کا موقف درست نہیں۔

منیٰ کی طرف واپسی

* طواف زیارت اور سعی کرنے کے بعد تمام حجاجِ کرام منیٰ واپس جائیں اور رات منیٰ میں گزاریں۔

ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزاریں

* ایامِ تشریق سے مراد 11 ‘12 اور 13 ذوالحجہ کے دن ہیں۔
* ان تین دنوں کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔
* البتہ اونٹوں کے چرواہوں اور دیگر خدامِ حجاج وغیرہ کے لیے یہ رخصت ہے کہ وہ یہ تین راتیں منیٰ سے باہر بھی گزار سکتے ہیں۔

ایام تشریق کی مصروفیت

* ایامِ تشریق کے دوران حجاجِ کرام ہر روز زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمروں (جمرۂ اولیٰ‘ جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں ماریں۔
* کنکریاں مارنے کی ابتدا پہلے جمرہ (جسے جمرۂ دنیا یا جمرۂ صغریٰ بھی کہتے ہیں) سے کی جائے‘ پھر درمیانے جمرہ کو اور آخر میں بڑے جمرہ (یعنی جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں ماری جائیں۔
* ہر جمرے کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت ’’ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ‘‘ کہیں۔
* پہلے دونوں جمروں کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا ہٹ جائیں اور دعا ومناجات میں مصروف ہو جائیں۔ لیکن تیسرے جمرے (یعنی جمرۂ عقبہ) کو کنکریاں مارنے کے بعد نہ وہاں ٹھہریں اور نہ ہی دعا کریں۔
* ان ایام کی نمازیں باجماعت قصر کر کے ادا کریں۔
* اگر کوئی ان ایام میں بیت اللہ کا نفلی طواف کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔
* نیز ان ایام میں بکثرت اذکار کرنے چاہییں کیونکہ انہیں ذکرِ الٰہی کے ایام قرار دیا گیا ہے۔

يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلُ

* ’’یوم النفر الاوّل‘‘ سے مراد ہے کوچ کا پہلا دن یعنی 12 ذوالحجہ۔
* منیٰ میں 13 ذوالحجہ تک رہنا مسنون ہے لیکن اگر کوئی 12 ذوالحجہ کو ہی منیٰ سے رخصت ہونا چاہے تو اس

کی بھی اجازت ہے۔

* 12 ذوالحجہ کے روز منیٰ سے کوچ کرنے والے کو چاہیے کہ جمرات کی رمی کے بعد غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے حدودِ منیٰ سے نکل جائے۔
* اگر منیٰ میں ہی سورج غروب ہوگیا تو 13 ذوالحجہ کی رات منیٰ میں ہی گزارنا ہوگی اور اگلے روز رمی بھی ضروری ہوگی۔

یَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي

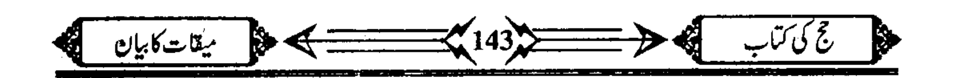
* ''یوم النفر الثانی'' سے مراد کوچ کا دوسرا دن ہے یعنی 13 ذوالحجہ۔
* جو حاجی 12 ذوالحجہ کو منیٰ سے روانہ نہیں ہوئے تھے وہ 13 ذوالحجہ کو رمیٔ جمار سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہوں گے۔

طوافِ وداع

* منیٰ سے رخصت ہو کر تمام حجاجِ کرام مکہ آئیں گے اور بیت اللہ کا الوداعی طواف کریں گے۔ خواہ وہ منیٰ سے 12 ذوالحجہ کو رخصت ہوئے ہوں یا 13 ذوالحجہ کو کیونکہ یہ طواف واجب ہے۔
* البتہ حیض و نفاس والی عورتیں اگر 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارت کر چکی ہوں تو ان کے لیے طوافِ وداع کی رخصت ہے۔

❑ حج و عمرہ کی مزید تفصیل اور مدلل احکامات آئندہ ابواب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔





باب المواقيت میقات کا بیان

میقات کی دو قسمیں ہیں۔ایک' میقات زمانی یعنی وہ وقت جس کے اندر اندر حج کا احرام باندھا جاسکتا ہے اور دوسرا' میقات مکانی یعنی وہ جگہیں جہاں سے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھا جاتا ہے۔ان دونوں اقسام کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

❶ میقات زمانی

حج کے لیے احرام باندھنے کا وقت عید الفطر سے لے کر عید الاضحیٰ تک کا درمیانی عرصہ ہے یعنی شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ' قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ﴾ [البقرة : ١٨٩]

''لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں' آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے۔''

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ﴾ [البقرة : ١٩٧]

''حج کے مہینے معلوم (یعنی مقرر) ہیں۔''

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

﴿ أَشْهُرُ الْحَجِّ : شَوَّالٌ وَ ذُو الْقَعْدَةِ وَ عَشْرٌ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ ﴾

''حج کے مہینے شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے (ابتدائی) دس دن ہیں۔''(١)

اس مسئلے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ کیا ذوالحجہ کا صرف ایک عشرہ حج کے مہینوں میں شامل ہے یا مکمل ماہِ ذوالحجہ:

(ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ) حج کے مہینوں میں صرف ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہی شامل ہے۔
(احمدؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ) اسی کے قائل ہیں۔

---

(١) [بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / ١٥٦٠) کتاب الحج : باب قول الله تعالى : الحج أشهر معلومات ' ۱۰ (٢٦٨/٢)' (٣٥٣٦) دارقطني (٢٢٦/٢)]

(مالکؒ) مکمل ماہِ ذوالحجہ حج کے مہینوں میں شامل ہے۔
(ابن حزمؒ) انہوں نے امام مالکؒ کے مؤقف کو ترجیح دی ہے۔(۱)
(راجح) پہلا مؤقف راجح ہے۔
(شیخ حسین بن عودہ) انہوں نے اسی کو ترجیح دی ہے۔(۲)
(شیخ ابن جبرین) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۳)

حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
﴿ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ ﴾
''سنت یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں ہی باندھیں۔''(٤)
اس مسئلے میں فقہا نے اختلاف کیا ہے:
(شافعیؒ، اوزاعیؒ) جس نے حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھا تو وہ حج کے لیے کافی نہیں ہوگا بلکہ اسے حج کے مہینوں میں دوبارہ حج کا احرام باندھنا ہوگا جیسے کوئی شخص وقت شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوتی بلکہ وقت شروع ہونے کے بعد اس پر دوبارہ اس نماز کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ امام عطاؒ، امام ابو ثورؒ، امام مجاہدؒ اور امام طاؤسؒ کا بھی یہی مؤقف ہے۔
(احمدؒ) حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھ لینا مکروہ ہے۔
(ابو حنیفہؒ، مالکؒ) سال کے کسی مہینے میں بھی حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے اور وہ احرام اس وقت تک کھولنا جائز نہیں جب تک حج مکمل نہ ہو جائے۔ امام اسحاقؒ، امام نخعیؒ، امام ثوریؒ اور امام لیث بن سعدؒ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ (انہوں نے اس آیت ﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ...... ﴾ سے استدلال کیا ہے کہ جب چاند کے متعلق سوال کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''یہ حج کے موسم کے لیے ہے'' اور چاند سارے سال کے مہینوں کی

---

(۱) [نيل الأوطار (٣٠٥/٣) فقه السنة (٤٤٣/١) المحلى لابن حزم (٦٢/٧)]
(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٢٧٣/٤)]
(۳) [فتاوى اسلامية (١٩٩/٢)]
(٤) [بخاری تعليقا (قبل الحديث / ١٥٦٠) كتاب الحج : باب قول الله تعالى : الحج أشهر معلومات ' صحيح ابن خزيمة ' موصولا (٢٥٩٦) مستدرك حاكم (٤٤٨/١) بيهقى فى السنن الكبرى (٣٤٣/٤) و فى معرفة السنن و الآثار (٤٩٥/٣) ' (٢٦٩٤) اس روایت کو امام حاکمؒ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

خبر دیتا ہے اس لیے سارا سال ہی حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ مؤقف درست نہیں کیونکہ یہ آیت عام ہے اور دوسری آیت ﴿ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ﴾ خاص' اور عام کو خاص پر محمول کرنا واجب ہے۔)(۱)

(راجح) امام شافعیؒ وغیرہ کا مؤقف راجح ہے۔

(قرطبیؒ) انہوں نے اسی کو ترجیح دی ہے۔(۲)

(شوکانیؒ) حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھنا ممنوع ہے' اس مؤقف کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمالِ حج کے لیے کچھ مہینے مقرر فرما دیئے ہیں اور احرام اعمالِ حج میں سے ایک عمل ہے لہٰذا جس کا یہ دعویٰ ہے کہ ان مہینوں سے پہلے بھی احرام باندھنا درست ہے اس پر لازم ہے کہ دلیل پیش کرے۔(۳)

عمرہ دورانِ سال کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے

(1) کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ مشروع قرار دیا ہے اور اس کا کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔

(2) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

﴿ فِي كُلِّ شَهْرٍ عُمْرَةٌ ﴾ ''ہر مہینے میں عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے۔''(٤)

تاہم ماہِ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی بلحاظِ ثواب حج کے برابر ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ﴾

''رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔''(٥)

---

(۱) [الأم للشافعي (۲۲۹/۲) الحاوی (۲۸/٤) المبسوط (۲/٤) الهداية (۱۵۹/۱) المغنى لابن قدامة (۷٤/٥) الكافي لابن عبد البر (ص / ۱۳٤) نيل الأوطار (۳۰٤/۳) تفسير قرطبي (٤۰۲/۲) تفسير ابن كثير (٤۷۸/۱)]

(۲) [تفسير قرطبي (٤۰۲/۲)]

(۳) [نيل الأوطار (۳۰٥/۳)]

(٤) [مسند شافعي (۹۷٦/۱) بيهقي في السنن الكبرى (۳٤٤/٤) وفي معرفة السنن والآثار (٤۹٦/۳) ابن ابي شيبة (۱۲۷۲٥)]

(٥) [بخاری (۱۷۸۲) كتاب العمرة : باب عمرة رمضان ' مسلم (۱۲٥٦) كتاب الحج : باب فضل العمرة في رمضان ' نسائي (۱۳۰/٤) ابن ماجة (۲۹۹٤) كتاب المناسك : باب العمرة في رمضان ' ابو داود (۱۹۹۰) كتاب المناسك : باب العمرة ' أحمد (۲۲۹/۱) طبراني كبير (۱۱۲۹۹) ابن حبان (۳٦۹۹) دارمي (٥۱/۲) بيهقي (۳٤٦/٤) ابن خزيمة (۳۰۷۷)]

(شوکانیؒ) عمرہ پورے سال میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی کراہت کا پہلو نہیں۔(۱)

(ڈاکٹر عائض القرنی) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں

(1) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے ماہ ذی القعدہ میں دو عمرے کیے۔''(۳)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا:

﴿ أَرْبَعٌ : إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ ﴾

''چار ان میں سے ایک رجب میں کیا۔''(٤)

(3) حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید میں یوں کہا کہ

﴿ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجَبٍ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔''(٥)

جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے چار عمرے ذکر کیے ہیں انہوں نے حدیبیہ کے دن روکے جانے کو بھی عمرے میں شامل کر لیا ہے کیونکہ اس دن آپ ﷺ نے احرام کھول کر سر منڈا لیا تھا اور جنہوں نے تین عمرے بیان کیے ہیں انہوں نے اسے شامل نہیں کیا اور جس نے دو عمرے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیے ہیں اس نے عمرہ حدیبیہ اور حج کے ساتھ کیے جانے والے عمرے کو شمار نہیں کیا۔

راجح و برحق بات یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں ہی کیے اور اس کا ایک خاص سبب بھی تھا کہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کیا کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کا رد کرنے کے لیے ایسا کیا۔(٦)

(ابن قیمؒ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول

---

(۱) [الدرر البهية : كتاب الحج : باب العمرة المفردة ' السيل الجرار (۲/۲۱۰)]

(۲) [فقه الدليل (ص / ۲۷۱)]

(۳) [بخاری (۱۷۸۱) كتاب العمرة : باب كم اعتمر النبي]

(٤) [بخاری (۱۷۷۵) كتاب العمرة : باب كم اعتمر النبي]

(٥) [بخاری (۱۷۷۷) كتاب العمرة : باب كم اعتمر النبي]

(٦) [نيل الأوطار (۳۰٦/۳)]

اللہ ﷺ نے تمام عمرے ماہِ ذی القعدہ میں ادا کیے اور یہی قول درست ہے۔(۱)

(جمہور علماء) حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔

تاہم بعض نے اسے مکروہ بھی کہا ہے مثلاً ہادویہ وغیرہ (لیکن ان کی یہ بات درست نہیں)۔(۲)

❷ میقات مکانی

رسول اللہ ﷺ نے باہر سے آنے والوں کے لیے ان مقامات کو میقات مقرر فرمایا ہے:

* اہل مدینہ کے لیے " ذُوالْحُلَيْفَه "۔اس مقام کا نیا نام" آبارِ عَلِی " ہے۔
* اہل شام کے لیے " جُحْفَه "۔
* اہل نجد کے لیے " قَرْنُ الْمَنَازِل" (یا " سَيْلِ كَبِير")۔
* اہل یمن کے لیے " يَلَمْلَم " اس کا نیا نام" سَعْدِيَه " ہے۔
* اہل عراق کے لیے " ذَاتِ عِرْق "۔
* جو حضرات بیت اللہ اور ان مقامات کے درمیان کسی علاقے کے رہائشی ہوں وہ اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں' انہیں اپنے کسی قریبی میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔
* یاد رہے کہ مقامِ " تَنْعِيم" اور مقامِ" جِعِرَّانَه " مستقل میقات نہیں ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَ لِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ ، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے''ذوالحلیفہ''اہل شام کے لیے''جحفہ''اہل نجد کے لیے''قرن المنازل''اور اہل یمن کے لیے''یلملم''میقات مقرر فرمائے ہیں۔ یہ میقات ان ملکوں میں مقیم لوگوں کے لیے بھی

---

(۱) [زاد المعاد (۱۱۹/۲)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: المغنی (۱٦/٥) الحاوی (۳۰/٤) الأم للشافعی (۱٦۳/۲) المبسوط (۱۷۸/٤) الهداية (۱۸۲/۱) الكافى لابن عبدالبر (ص/۱۷۲) نيل الأوطار (۳۰٦/۳)]

ہیں اور اُن کے لیے بھی جو حج اور عمرے کے ارادے سے ان اطراف سے آئیں۔''(۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ، وَ الطَّرِيقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ ، وَ مُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ، وَ مُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ ، وَ مُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ﴾

''مدینہ منورہ کے رہائشیوں کا میقات ''ذوالحلیفہ'' ہے اور (اگر لوگ براستہ مقامِ جحفہ آئیں تو) میقات ''جحفہ'' ہے اور اہل عراق کے لیے میقات ''ذاتِ عرق'' ہے اور نجد والوں کا میقات ''قرن المنازل'' ہے اور اہل یمن کے لیے میقات ''یلملم'' ہے۔''(۲)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے ''ذَاتِ عِرْق'' کو میقات مقرر فرمایا۔''(۳)

(4) صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ لَمَّا فُتِحَ هَذَانِ الْمِصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ ، فَقَالُوا : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيقِنَا ، وَ إِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا ، قَالَ : فَانْظُرُوا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيقِكُمْ ، فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ ﴾

---

(۱) [بخاری (۱۵۲٦) كتاب الحج : باب مهل أهل الشام ' مسلم (۱۱۸۱) كتاب الحج : باب مواقيت الحج والعمرة ' ابو داود (۱۷۳۸) كتاب المناسك : باب المواقيت ' نسائی (۱۲۳/۵) دارمی (۳٦۱/۱) أحمد (۲۳۸/۱) ابن خزيمة (۱۵۸/٤) دارقطنی (۲۳۷/۲) طيالسی (۲٦۰٦) بيهقی (۲۹/۵) شرح السنة للبغوی (۲۲/٤) شرح معانی الآثار (۱۱۷/۲)]

(۲) [مسلم (۱۱۸۳) كتاب الحج : باب مواقيت الحج والعمرة ' احمد (۳۳۳/۳) شرح معانی الآثار (۱۱۸/۲-۱۱۹) كتاب الحج : باب المواقيت ' دارقطنی (۲۳۷/۲) كتاب الحج : باب المواقيت ' بيهقی (۲۷/۵) كتاب الحج : باب ميقات أهل العراق ' ابن خزيمة (۱۵۹/٤) شرح السنة للبغوی (۲۳/٤) مسند شافعی (۲۹۰/۱)]

(۳) [صحيح : إرواء الغليل (۹۹۹) صحيح ابو داود (۱۵۳۱) ابو داود (۱۷۳۹) كتاب المناسك : باب فی المواقيت ' نسائی (۱۲۵/۵) كتاب الحج : باب ميقات أهل العراق ' شرح معانی الآثار (۱۱۸/۲) كتاب الحج : باب المواقيت ' دارقطنی (۲۳٦/۲) كتاب الحج : باب المواقيت ' بيهقی (۲۸/۵) كتاب الحج : باب ميقات أهل العراق]

''جب یہ دو شہر (یعنی بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ نے نجد کے لوگوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن المنازل قرار دی ہے اور ہمارا راستہ ادھر سے نہیں ہے' اگر ہم قرن المنازل کی طرف جائیں تو ہمارے لیے بڑی دشواری ہوگی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ اپنے راستے میں اس کے برابر کوئی جگہ تجویز کرلو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے مقام ''ذاتِ عرق'' کو مقرر کر دیا۔'' (۱)

بظاہر اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''ذاتِ عرق'' کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میقات مقرر کیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ عرق کو رسول اللہ ﷺ نے ہی میقات مقرر فرمایا تھا جیسا کہ گزشتہ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ نیز شاید اس بات کے قائل حضرات کے پاس گزشتہ مرفوع حدیث نہیں پہنچی یا اگر پہنچی ہے تو انہوں نے اسے ضعیف سمجھا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ گزشتہ حدیث صحیح ہے۔

(عبدالرحمن مبارکپوری) ان روایات کو جمع کیا جائے گا' وہ اس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر نہیں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے اس مسئلے میں اجتہاد کیا' درستگی کو پہنچے اور سنت کی موافقت حاصل کر لی۔ (۲)

❑ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَ قَّتَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيْقَ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقامِ ''عَقِيق'' کو میقات مقرر فرمایا۔''

وہ ضعیف ہے۔ (۳)

❑ واضح رہے کہ جو شخص ان مقررہ میقاتوں میں سے کسی ایک سے بھی نہ گزرے تو اسے چاہیے کہ وہ جس میقات کے برابر سے گزرے وہیں سے احرام باندھ لے۔ تمام علماء اس اصول وقانون پر متفق ہیں۔

جو ان مقامات کے اندر ہوں وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں

حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھ لیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

---

(۱) [بخاری (۱۵۳۱) کتاب الحج : باب ذات عرق لأهل العراق]

(۲) [تحفة الأحوذی (۶۶۶/۳)]

(۳) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۳۸۱) ضعیف ترمذی (۱۴۰) المشکاۃ (۲۵۳۰) أحمد (۳۲۰۵) ابو داود (۱۷۴۰) کتاب المناسك : باب فی المواقیت ' ترمذی (۸۳۲) کتاب الحج : باب ما جاء فی مواقیت الإحرام لأهل الآفاق ' بیهقی (۲۸/۵) کتاب الحج : باب میقات أهل العراق]



ﷺ نے میقات مقرر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا ﴾

''جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں وہ اپنی رہائش گاہ سے ہی احرام باندھیں حتی کہ اہل مکہ مکہ مکرمہ سے ہی احرام باندھیں۔'' (۱)

حدودِ حرم میں عارضی طور پر مقیم حضرات کیا کریں

ایسے لوگ اگر عمرہ کرنا چاہیں تو انہیں چاہیے کہ حدودِ حرم سے باہر نکل کر احرام باندھیں۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ وَ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لے جائیں اور مقامِ تنعیم سے (احرام باندھ کر) انہیں عمرہ کرالائیں۔'' (۲)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

﴿ لَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ اعْتَمَرَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ ﴾

''جب نبی کریم ﷺ جنگ حنین سے واپس لوٹے تو مقامِ جعِرّانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا۔'' (۳)

(شیخ ابن بازؒ) مکہ میں مقیم حضرات میں سے جو عمرہ کا ارادہ کرے، خواہ وہ وہاں کا مستقل رہائشی ہو یا باہر سے آیا ہو، اس کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل کر (عمرے کا) احرام باندھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر مقامِ تنعیم کی طرف نکلنے کا حکم دیا تھا۔ (٤)

☐ واضح رہے کہ یہ مقامات مستقل میقات نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے 10ھ میں حجۃ الوداع کے موقع

---

(۱) [بخاری (۱۵۲٦) کتاب الحج : باب مهل أهل الشام، مسلم (۱۱۸۱) ابو داود (۱۷۳۸)]

(۲) [بخاری (۱۷۸٤) کتاب العمرة : باب عمرة التنعيم، مسلم (۱۲۱۲) کتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران، ابو داود (۱۹۹۵) کتاب المناسك : باب المهلة بالعمرة تحيض فيدركها الحج، ترمذی (۹۳٤) کتاب الحج : باب ما جاء فی العمرة من التنعيم، ابن ماجة (۲۹۹۹) کتاب المناسك : باب العمرة من التنعيم، احمد (۱۹۷/۱) دارمی (۵۲/۲) بیهقی (۳۵۷/٤)]

(۳) [صحیح ابن خزیمة (۳۰۷۸) کتاب المناسك : باب إباحة العمرة من الجعرانة، ابن حبان (۳۷۰۷) مصنف عبد الرزاق (۹۷٤۱)]

(٤) [فتاوی اسلامیة (۲۹۹/۲)]

پر میقات مقرر فرماتے ہوئے ان کا ذکر نہیں فرمایا۔

- مقامِ تَنعِیم یا جِعِرّانَہ سے ہی بار بار احرام باندھ کر عمرے کرتے جانا سنت سے ثابت نہیں۔

میقات سے پہلے احرام باندھنے کا حکم

(شیخ حسین بن عودہ) اگر کوئی شخص میقات پر پہنچنے سے پہلے ہی احرام باندھ لے تو اسے کفایت کر جائے گا لیکن یہ عمل سنت کے خلاف ہوگا۔

مزید نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ''البانی'' نے فرمایا ہے کہ امام بیہقی نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت نقل کی ہے اور یہی قول مواقیت مقرر کرنے کی حکمت کے موافق ہے۔(۱)

(عبد العظیم بدوی) میقات سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے۔(۲)

(1) نافع بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَهَلَّ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ﴾

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت المقدس سے احرام باندھا۔''(۳)

(2) سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ

''میں نے مالک بن انس سے سنا' ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا' اے ابو عبداللہ! میں کہاں سے احرام باندھوں؟ انہوں نے کہا' ذوالحلیفہ سے کہ جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ اس نے کہا' میں چاہتا ہوں کہ مسجد میں موجود قبر (یعنی روضۂ رسول) کے قریب سے احرام باندھوں۔ امام مالک نے کہا کہ ایسا نہ کرنا' یقیناً مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کسی فتنہ میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔ اس نے کہا' اس میں کون سا فتنہ ہے؟ میں تو صرف چند میل کا فاصلہ ہی زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے جواب دیا کہ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فضیلت کی طرف سبقت لے گئے ہو کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا (یعنی جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے افضل نہیں سمجھا تم اسے بھی افضل تصور کر رہے ہو) اور میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

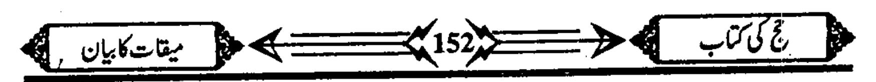
''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۲۷٦/٤)]

(۲) [الوجيز في فقه السنة (ص / ۲۳۹)]

(۳) [مسند شافعي (۳٦٤/۱)]



نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔'' (۱)

(ابن قدامہؒ) پسندیدہ عمل یہ ہے کہ کوئی بھی میقات سے پہلے احرام نہ باندھے اور اگر کوئی ایسا کر لے تو وہ محرم ہی ہے۔

(ابن منذرؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ جو شخص میقات سے پہلے احرام باندھ لے وہ محرم ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھا جائے اور اس سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے۔ (۲)

(شیخ ابن جبرین) میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے۔ (۳)

❑ واضح رہے کہ جن حضرات نے میقات سے پہلے احرام باندھ لیا ہو انہیں چاہیے کہ میقات پر پہنچ کر ہی احرام کی نیت کریں اور وہیں سے تلبیہ شروع کریں۔ آج کل چونکہ حج وعمرہ کے لیے بالعموم فضائی سفر اختیار کیا جاتا ہے اس لیے اگر جہاز پر سوار ہوتے وقت ہی احرام باندھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ نیز حدودِ میقات پر پہنچتے ہی جہاز میں اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جونہی اعلان ہو تلبیہ شروع کر دیں اور احرام کی نیت بھی کر لیں۔

حج وعمرہ کی نیت کے بغیر بلا احرام مکہ میں داخلہ

اگر حج یا عمرے کی نیت نہ ہو تو احرام باندھے بغیر بھی میقات سے گزر کر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(1) جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ﴾

''رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن (مکہ شہر میں) داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور آپ ﷺ بغیر احرام کے تھے۔'' (٤)

(2) امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے کہ

((بَابُ دُخُوْلِ الْحَرَمِ وَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ﴾

''حرم اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان۔''

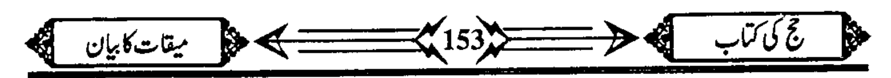
---

(۱) [السلسلة الصحيحة (تحت الحديث / ۲۱۰) الاعتصام للشاطبي (۱۶۷/۱) ذم الكلام للهروى (۵٤/۳)]

(۲) [المغنى لابن قدامة (٦٥/٥)]

(۳) [فتاوى اسلامية (۲۱۹/۲)]

(٤) [مسلم (۱۳۵۸) كتاب الحج : باب جواز دخول مكه بغير إحرام ' نسائى (۲۰۱/۵) ابو داود (٤٠٧٦) كتاب اللباس : باب فى العمائم ' ترمذى (۱٦۷۹) كتاب الجهاد : باب ما جاء فى الألوية ' ابن ماجة (۲۸۲۲) كتاب الجهاد : باب لبس العمائم فى الحرب ' أحمد (۳٦۳/۳) دارمى (۷٤/۲) بيهقى (۱۷۷/۳)]



اس عنوان کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ

((وَ دَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما احرام کے بغیر (مکہ میں) داخل ہوئے۔''(۱)

اس کے بعد امام بخاریؒ نے درج ذیل حدیث بیان فرمائی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَ عَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ' فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ ' فَقَالَ : إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ' فَقَالَ : اقْتُلُوْهُ ﴾

''فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔''(۲)

اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یوں استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھا' جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر احرام باندھے بھی مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ محرم شخص کے لیے سر ڈھانپنا جائز نہیں۔(۳)

(3) اسی طرح حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ جب انہوں نے حدودِ میقات کے اندر

---

(۱) [یہ روایت قدرے تفصیل سے امام مالکؒ نے [موطا (۲۴۸)] میں نقل فرمائی ہے۔ جس کی سند کو شیخ البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ [مختصر صحیح بخاری (۴۳۲/۱)] مزید دیکھئے: ابن أبی شیبة (۱۳۵۲٦)]

(۲) [بخاری (۱۸٤٦) کتاب العمرة : باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام ' مسلم (۱۳۵۷) کتاب الحج : باب جواز دخول مكة بغير إحرام ' ابو داود (۲٦۸۵) کتاب الجهاد : باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام ' کتاب الجهاد : باب ما جاء فی المغفر ' نسائی فی السنن الکبری (۳۸۵۰/۲) دارمی (۱۹۳۸) ابن حبان (۳۷۱۹) حمیدی (۱۲۱۲) ابن أبی شیبة (٤۹۲/۱٤) شرح السنة للبغوی (۲۰۰٦) بیهقی (۵۹/۷) احمد (۱۲۰٦۸)]

(۳) [یاد رہے کہ گزشتہ دونوں احادیث میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ ﷺ نے سر پر خود پہن رکھا تھا۔ تو فی الحقیقت ان میں کوئی تناقض نہیں اور ان میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ابتدائی طور پر مکہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھا' پھر آپ ﷺ نے خود اتار دیا اور سیاہ پگڑی پہن کر لوگوں کو خطبہ دیا۔ مزید دیکھئے: شرح مسلم للنووی (۲۵۸/۵)]

ایک جنگلی گدھے کا شکار کیا تھا اور اس وقت وہ محرم نہیں تھے۔(۱)

فقہاء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے:

(شافعیؒ) احرام باندھنا صرف اس شخص کے لیے ضروری ہے جو حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہو جبکہ کسی اور کام کے لیے بغیر احرام کے بھی مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(جمہور، حنفیہ) مکہ میں داخل ہونے والے ہر شخص پر احرام باندھنا ضروری ہے خواہ وہ حج و عمرہ کے لیے داخل ہونا چاہتا ہو یا کسی اور مقصد کے لیے۔(۲)

(راجح) یقیناً پہلا مؤقف ہی راجح و برحق ہے۔

(شوکانیؒ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۳)

(ابن حزمؒ) بغیر احرام باندھے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(سید سابقؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

مسجدِ اقصیٰ سے احرام باندھنے کے متعلق ایک ضعیف روایت

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ' غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ ۔ أَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ﴾

''جو شخص حج یا عمرے کا احرام مسجدِ اقصیٰ سے باندھ کر مسجدِ حرام کی جانب گیا تو اس کے پچھلے اور آئندہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''(٥)

---

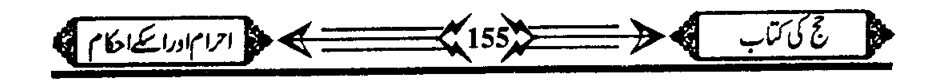
(۱) [تفصیل کے لیے دیکھئے: بخاری (۱۸۲۱) کتاب الحج : باب جزاء الصید ونحوہ ' مسلم (۱۱۹٦) کتاب الحج : باب تحریم الصید للمحرم ' ابو داود (۱۸٥۲) ترمذی (۸٤۷)]

(۲) [الهداية (۱۳٦/۱) المبسوط (٦۱/٤) المغنی لابن قدامة (۹٥/٥) المجموع للنووی (۲۳۹/۷) الحاوی (۸۳/٤) الكافی لابن عبد البر (ص / ۱۳٤)]

(۳) [نیل الأوطار (۳۰۳/۳)]

(٤) [فقه السنة (٤۷۲/۱)]

(٥) [ضعیف : هداية الرواة (۲٤٦٥) ' (٤۷/۳) ضعیف ابو داود (۳۸۲) ابو داود (۱۷٤۱) كتاب المناسك : باب فی المواقیت ' ابن ماجه (۳۰۰۱) كتاب الحج : باب من أهل بعمرة ' احمد (۲۹۹/٦) ابن حبان فی صحیحه (۳۷۰۱۔الإحسان) دارقطنی (۲۸٤/۲) كتاب الحج ' بیهقی (۳۰/٥) كتاب الحج ' امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔[المجموع (۲۰٤/۷)]



باب الإحرام و احکامه — احرام اور اس کے احکام کا بیان

احرام کا معنی و مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظِ إحْرَام باب أَحْرَمَ يُحْرِمُ (إِفْعَال) کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے ''کسی چیز کو حرام کر لینا' رُکنا اور باز آنا وغیرہ۔'' چونکہ احرام باندھنے والا احرام کے ذریعے اپنے اوپر کچھ ایسے کام حرام کر لیتا ہے جو درحقیقت مباح تھے اس لیے اسے ''احرام'' کہتے ہیں۔

احرام اُس مخصوص لباس کو کہتے ہیں جو حج و عمرہ کی ادائیگی کے لیے میقات سے پہنا جاتا ہے۔ نیز احرام سے وہ خاص نیت بھی مراد لی جاتی ہے جو حج یا عمرہ کا قصد کرنے والا احرام باندھتے وقت کرتا ہے یعنی اکیلے عمرہ کی نیت' اکیلے حج کی نیت یا اکٹھے دونوں کاموں کی نیت وغیرہ۔

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے پہلے کپڑے اتار کر احرام کا لباس (یعنی دو سفید چادریں) پہنی جائیں۔ پھر یہ کہتے ہوئے نیت کی جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ میں تیری بارگاہ میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔'' یا اگر حج کا ارادہ ہو تو یوں کہا جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا)) ''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حج کے لیے حاضر ہوں۔'' اور اگر حج و عمرہ دونوں کا ارادہ ہو تو اس طرح کہا جائے کہ ((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا وَ عُمْرَةً)) ''اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کے لیے حاضر ہوں۔''

مردوں کا احرام

* مردوں کے لیے احرام کا لباس دو اَن سلی چادریں ہیں۔
* ایک بطور تہبند باندھ لی جائے اور دوسری اوپر اوڑھ لی جائے۔
* یاد رہے کہ سر اور چہرہ ننگا ہو۔
* جوتا کوئی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں۔
* اگر جوتا میسر نہ ہو تو موزے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لینا چاہیے۔
* اسی طرح اگر تہبند کے لیے چادر میسر نہ ہو تو شلوار بھی پہنی جا سکتی ہے۔

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ وَ لْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ وَ رِدَاءٍ وَ نَعْلَيْنِ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ، وَ لْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ﴾

''تمہیں چاہیے کہ تہبند' چادر اور جوتوں میں احرام باندھو۔ اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لو لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لو۔'' (١)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا:

﴿ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ ، وَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ ﴾

''جس کے پاس احرام میں جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔'' (٢)

❑ فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ جوتے نہ ہونے کی صورت میں موزے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹنا ضروری ہے یا نہیں:

(احمدؒ) جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لینے چاہییں' انہیں ٹخنوں تک کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے۔ ان کا گمان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی جس روایت میں موزے کاٹنے کا ذکر ہے وہ دوسری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہو چکی ہے۔ نیز موزے کاٹنے میں مال کا ضیاع بھی ہے جو کہ ممنوع ہے۔

(جمہور، مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ) جوتے نہ ہونے کی صورت میں موزوں کو ٹخنوں تک کاٹنا ضروری ہے۔ ان کا مستدل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مطلق ہے جبکہ گزشتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مقید اور یہ بات اصول میں معروف ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور ثقہ کی زیادتی بھی مقبول ہوتی ہے۔ مال کے ضیاع والی بات کا انہوں نے یوں جواب دیا ہے کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ ضیاع تو صرف اسی صورت میں ہوگا جس سے منع کیا گیا ہے اور جس کام کے متعلق شریعت کا حکم موجود ہے اس میں ضیاع نہیں بلکہ اس پر عمل لازم ہے۔

---

(١) [صحیح : تلخیص الحبیر (٥١٧/٢) احمد (٣٤/٢) ابن خزیمة (٢٦٠١) ابن المنذر فی الأوسط كما فی التلخیص (٤٥٤/٢) حافظ ابن حجرؒ نے ''تلخیص'' میں فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے۔]

(٢) [بخاری (١٨٤١) كتاب العمرة : باب لبس الخفین للمحرم إذا لم يجد النعلین ' مسلم (١١٧٨) كتاب الحج : باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح وبيان تحريم الطيب عليه ' ترمذی (٨٣٤) كتاب الحج : باب ما جاء فی لبس السراويل والخفين للمحرم ' ابن ماجه (٢٩٣١) كتاب المناسك : باب السراويل والخفين للمحرم ' نسائی فی السنن الكبرى (٣٦٥١) ابن حبان (٣٧٨٥) ابن خزيمة (٢٦٨١) طيالسی (٢٦١٠) طبرانی كبير (١٢٨٠٩) ابن أبی شيبة (١٠٠/٤) دارقطنی (٢٢٨/٢)]

(راجح) جمہور کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(ابن قدامہؒ) بہتر یہ ہے کہ صحیح حدیث پر عمل اور اختلاف سے بچنے کے لیے موزوں کو کاٹ لیا جائے۔(۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) انہوں نے جمہور علماء کے موقف کو برحق قرار دیا ہے۔(۲)

❑ اسی طرح فقہا نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ آیا تہبند نہ ہونے کی صورت میں مطلقاً شلوار پہن لینی چاہیے یا شلوار کو پھاڑ کر چادر نما بنالینا چاہیے:

(احمدؒ، اکثر شافعیہ) تہبند کی چادر نہ ہونے کی صورت میں شلوار پہن لینی چاہیے' اسے کاٹنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث میں مطلق طور پر یہی فرمانِ نبوی موجود ہے۔

(محمد بن حسنؒ، امام الحرمینؒ) اگر چادر میسر نہ ہو تو شلوار کو پھاڑ کر چادر نما بنا کر پہننا چاہیے۔

(ابوحنیفہؒ، مالکؒ) محرم شخص کسی صورت میں بھی شلوار نہیں پہن سکتا۔

(شوکانیؒ) فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں احادیث ان دونوں (مالکؒ وابوحنیفہؒ) کا رد کرتی ہیں۔(۳)

(راجح) اس مسئلے میں امام احمدؒ وغیرہ کا موقف حدیث کے قریب ہونے کی بنا پر راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

❑ اہل علم نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ جوتیاں نہ ہونے کی صورت میں موزے پہننے والے شخص کے ذمہ کوئی فدیہ ہے یا نہیں:

(مالکؒ، شافعیؒ) اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر اس پر فدیہ واجب ہوتا تو نبی کریم ﷺ بیان کر دیتے۔

(ابوحنیفہؒ) اس پر فدیہ واجب ہے۔(٤)

(راجح) امام مالکؒ وغیرہ کا موقف راجح ہے۔

(شوکانیؒ) حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ ایسے شخص پر کوئی فدیہ نہیں جو جوتیاں نہ ہونے کی صورت میں موزے پہن لے۔(٥)

---

(۱) [المغنى لابن قدامة (١٢٢/٥)]

(٢) [تحفة الأحوذى (٦٧١/٣)]

(٣) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: شرح مسلم للنووى (١٣/٥) فتح البارى (٥٣٥/٤) نيل الأوطار (٣٤٦/٣) الأم للشافعى (٢١٥/٢) الحاوى (٩٦/٤) المبسوط (١٢٦/٤) الأصل (٢٩٦/٢) الكافى لابن عبد البر (ص / ١٥٣) كشاف القناع (٤٢٦/٢)]

(٤) [شرح مسلم للنووى (١٣/٥) تحفة الأحوذى (٦٧١/٣)]

(٥) [نيل الأوطار (٣٤٥/٣)]

عورتوں کا احرام

* عورتوں کو بھی میقات سے احرام باندھ لینا چاہیے خواہ وہ حیض یا نفاس میں ہی مبتلا ہوں۔
* دورانِ حیض و نفاس ممکن ہو تو غسل کر کے احرام باندھیں۔
* عورتوں کے احرام کے لیے کوئی خاص لباس متعین نہیں بلکہ ان کا احرام وہی عام لباس ہے جو وہ گھر میں پہنتی ہیں۔
* تاہم اتنا ضرور ہے کہ انہیں نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔
* یاد رہے کہ نقاب نہ پہننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احرام والی عورت غیر محرموں سے چہرہ بھی نہیں چھپائے گی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا مخصوص سلا ہوا کپڑا جو پردہ کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے وہ نقاب نہ پہنے علاوہ ازیں اپنی چادر کے ساتھ غیر محرموں سے اپنا چہرہ چھپائے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں اور قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تھے:

﴿ فَإِذَا حَاذُوا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابُهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَا ﴾

''جب وہ سامنے آتے تو ہم اپنی چادریں منہ پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتیں۔''(۱)

(البانی ؒ) عورت کا اپنے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ ڈال لینا جائز ہے۔ یہ نقاب ڈالنا نہیں ہے اور ان دونوں کو برابر قرار دینا خطا ہے۔(۲)

(ابن قیم ؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(ابن قدامہ ؒ) اگر عورت ضرورت محسوس کرے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لے۔(٤)

(شیخ ابن باز ؒ) عورت جن کپڑوں میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے' اس کے احرام کے لیے کوئی لباس مخصوص نہیں جیسا کہ بعض عام لوگ یہ گمان رکھتے ہیں۔(٥)

---

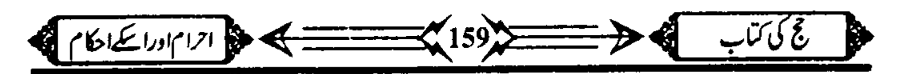
(۱) [ابو داود (۱۸۳۳) كتاب المناسك : باب في المحرمة تغطي وجهها ' ابن ماجة (۲۹۳۵) ابن الجارود (٤١٨) دارقطني (۲۹۵/۲) بيهقي (٤٨/٥) ابن خزيمة (۲٦٩١)]

(۲) [التعليقات الرضية على الروضة الندية (۷۱/۲)]

(۳) [أعلام الموقعين (۲٦٩/۱)]

(٤) [المغني لابن قدامة (١٥٤/٥)]

(٥) [فتاوى اسلامية (۲۲٥/۲)]



بہتر یہ ہے کہ احرام کا لباس سفید ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُم وَ كَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ ﴾

''سفید لباس زیب تن کیا کرو یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اس میں کفن دیا کرو۔''(۱)

❑ واضح رہے کہ سفید چادروں کے علاوہ کسی اور رنگ کی چادروں کے ساتھ بھی احرام باندھا جا سکتا ہے کیونکہ احرام کی چادروں کے لیے رنگ کا سفید ہونا مستحب ہے' واجب یا شرط نہیں۔

جس چادر پر خوشبو لگی ہوا سے بطور احرام نہ باندھا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے والے کو ورس (ایک بوٹی) اور زعفران (کی خوشبو) میں رنگی ہوئی چادریں پہننے سے منع فرمایا ہے۔''(۲)

احرام باندھتے وقت غسل کرنا مسنون ہے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَ اغْتَسَلَ ﴾

''انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے کے لیے علیحدہ ہوئے اور غسل کیا۔''(۳)

---

(۱) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۲۸٤) کتاب الطب : باب فی الأمر بالکحل ' أبو داود (۳۸۷۸) ترمذی (۹۹٤) کتاب الجنائز : باب ما یستحب من الأکفان ' کتاب الجنائز : باب ما جاء فیما یستحب من الکفن ' ابن ماجة (۱٤۷۲) أحمد (۲٤۷/۱) عبدالرزاق (٦۲۰۰) حاکم (۳٥٤/۱) ابن حبان (٥٤۲۳) طبرانی کبیر (۱۲٤۸٥) بیهقی (۲٤٥/۳)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجه (۲۳۷۰) کتاب المناسك : باب ما یلبس المحرم من الثیاب ' إرواء الغلیل (۱۹۳/٤) ابن ماجه (۲۹۳۰) بخاری (٥۸٥۲) کتاب اللباس : باب النعال السبتیة وغیرها ' مسلم (۱۱۷۷) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرة وما لا یباح وبیان تحریم الطیب علیه ' نسائی (۲٦٦٥) کتاب المناسك : باب النهی عن الثیاب المصبوغة بالورس والزعفران فی الإحرام ' ابن حبان (۳۹٥٦) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم وما لا یباح]

(۳) [صحیح : صحیح ترمذی (٦٦٤) کتاب الحج : باب ما جاء فی الاغتسال عند الإحرام ' ترمذی (۸۳۰) دارمی (۳۱/۲) ابن خزیمة (۲٥۹٥)]

(جمہور) احرام کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔(۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے اور اکثر اہل علم کا یہی مؤقف ہے۔(۲)

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(شیخ ابن بازؒ) افضل یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے غسل کیا جائے۔(٤)

حیض یا نفاس والی عورت بھی غسل کر کے احرام باندھ لے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

﴿ نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، بِالشَّجَرَةِ ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ ، يَأْمُرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَ تُهِلَّ ﴾

’’حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے (مقامِ ذوالحلیفہ میں) ایک درخت کے قریب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں غسل کر کے احرام باندھ لینے کا حکم دیں۔‘‘(٥)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا أَتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ وَ تَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ، ...... قَالَ أَبُو مَعْمَرٍ فِي حَدِيثِهِ " حَتَّى تَطْهُرَا " ﴾

’’حیض اور نفاس والی عورتیں جب میقات پر آئیں تو غسل کریں، احرام باندھیں اور تمام اعمالِ حج انجام دیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے ...... ابو معمرؒ نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ ’’حتی کہ پاک ہو جائیں (تو طواف کریں)۔‘‘(٦)

---

(۱) [المغنی (۳/۲۳۲) بدایة المجتهد (۱/۲٤٦)]

(۲) [تحفة الأحوذی (۳/٦٦۳)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (٥/٧٤)]

(٤) [فتاوی اسلامیة (۲/۲۱٤)]

(٥) [مسلم (۱۲۰۹) كتاب الحج : باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام ، ابو داود (۱٧٤۳) كتاب المناسك : باب الحائض تهل بالحج ، ابن ماجه (۲۹۱۱) كتاب المناسك : باب النفساء والحائض تهل بالحج ، تحفة الأشراف (۱٧٥۰۲)]

(٦) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱٥۳٤) كتاب المناسك : باب الحائض تهل بالحج ، ابو داود (۱٧٤٤) احمد (۱/۳٦۳)]



احرام باندھنے سے پہلے مردوں کا خوشبو لگانا مستحب ہے

(1) نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَ لِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ ﴾

''جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ ﷺ کے احرام کے لیے اور اسی طرح بیت اللہ کے طواف زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لیے خوشبو لگایا کرتی تھی۔'' (۱)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ ﴾

''میں نبی کریم ﷺ کو احرام باندھتے وقت اپنے پاس موجود سب سے عمدہ خوشبو (یعنی کستوری) لگایا کرتی تھی۔'' (۲)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

﴿ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مُحْرِمٌ ﴾

''رسول اللہ ﷺ محرم ہیں اور گویا میں آپ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔'' (۳)

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو خوشبو لگانا مستحب ہے اگرچہ اس کا رنگ یا اثر احرام باندھنے کے بعد تک رہے۔ البتہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا حرام ہے۔

---

(۱) [بخاری (۱۵۳۹) کتاب الحج : باب الطیب عند الإحرام ' مسلم (۱۱۹۱) کتاب الحج : باب الطیب للمحرم عند الإحرام ' ترمذی (۹۱۷) کتاب الحج : باب ما جاء فی الطیب عند الإحلال قبل الزیارة ' ابو داود (۱۷٤٥) کتاب المناسك : باب الطیب عند الإحرام ' نسائی (۱۳٦/٥) کتاب الحج : باب الطیب عند الإحرام ' ابن ماجه (۲۹۲٦) کتاب المناسك : باب الطیب عند الإحرام ' مؤطا (۳۲۸/۱) مسند شافعی (ص / ۱۲۰) حمیدی (۱۰٤/۱) دارمی (۳۳/۲) شرح معانی الآثار (۱۳۰/۲) دارقطنی (۲۷٤/۲) ابن خزیمة (۱٥٥/٤)]

(۲) [بخاری (٥۹۲۸) کتاب اللباس : باب ما یستحب من الطیب ' مسلم (۱۱۸۹) کتاب الحج : باب الطیب للمحرم عند الإحرام ' نسائی (۱۳۷/٥) کتاب المناسك : باب الطیب عند الإحرام ' احمد (۱۳۰/٦) حمیدی (۱۰٦/۱) شرح معانی الآثار (۱۳۰/۲) بیهقی (۳٤/٥)]

(۳) [بخاری (۱٥۳۸) کتاب الحج : باب الطیب عند الأحرام ' مسلم (۱۱۹۰) کتاب الحج : باب الطیب للمحرم عند الإحرام ' ابو داود (۱۷٤٦) کتاب المناسك : باب الطیب عند الإحرام ' ابن ماجه (۲۹۲۸) کتاب المناسك : باب الطیب عند الإحرام ' نسائی (۱٤۰/٥) احمد (۳۸/٦) ابن الجارود (٤۱٥) ابن خزیمة (۱٥۷/٤) طیالسی (۱۳۷۸) حمیدی (۱۰٦/۱) بیهقی (۳٤/٥) شرح معانی الآثار (۱۲۹/۲)]

(جمہور، شافعیؒ، ابو حنیفہؒ، احمدؒ، ثوریؒ، ابو یوسفؒ) اسی کے قائل ہیں۔علاوہ ازیں صحابہ، تابعین اور جمہور فقہا ومحدثین کی ایک بڑی جماعت یہی مؤقف رکھتی ہے۔

(مالکؒ، محمد بن حسنؒ، زہریؒ) احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز نہیں۔(۱)

(راجح) بلاشبہ پہلا مؤقف راجح وبرحق ہے۔

(شوکانیؒ) برحق بات یہ ہے کہ محرم شخص پر دورانِ احرام ابتدائی طور پر خوشبو لگانا حرام ہے جبکہ ایسے شخص کے لیے کوئی حرمت وممانعت نہیں ہے جو احرام باندھنے کے ارادے کے وقت خوشبو لگائے اور پھر اس کا اثر رنگ یا خوشبو کی صورت میں باقی ہو۔لباس کے باقی رہنے کے عدمِ جواز پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ خوشبو کا باقی رہنا جائز نہیں کیونکہ (بحالتِ احرام) لباس کا باقی رہنا ''پہننا'' شمار ہوگا جبکہ خوشبو کا باقی رہنا ''خوشبو لگانا'' شمار نہیں ہوگا۔بالفرض اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ دونوں کام برابر ہیں تب بھی یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے فاسد الاعتبار ہے۔(۲)

(نوویؒ) ارادۂ احرام کے وقت خوشبو لگانا مستحب ہے اور پھر اگر احرام باندھنے کے بعد بھی خوشبو باقی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، حرمت صرف اس میں ہے کہ کوئی دورانِ احرام خوشبو لگانے کی ابتدا کرے۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(شیخ سلیم ہلالی) احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز ہے۔(٥)

(شیخ عبداللہ بسام) احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگانا مستحب ہے۔(٦)

احرام باندھتے وقت شرط لگانا مباح ہے

اگر کسی شخص کو خدشہ ہو کہ اسے احرام باندھنے کے بعد راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ سکتی ہے یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے تو وہ احرام باندھتے وقت شرط لگا لے یعنی یہ الفاظ کہے:

﴿ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي ﴾

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (٣٢/٥ـ٣٣) نیل الأوطار (٣٠٨/٣) فتح الباری (١٧٨/٤)]

(۲) [نیل الأوطار (٣٠٩/٣)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (٣٢/٥)]

(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣١٦/٤)]

(٥) [موسوعة المناهي الشرعية (١١٢/٢)]

(٦) [توضیح الأحكام شرح بلوغ المرام (٧٣/٤)]

''اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تو نے مجھے روک دیا۔'' (۱)

مشروط احرام باندھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر اسے راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ گئی اور احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔لیکن اگر اس نے شرط نہ لگائی اور کسی رکاوٹ کی وجہ سے احرام کھول دیا تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کا جانور خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کرے اور جب قربانی کے ذبح ہونے کا وقت ہو جائے تو احرام کھول دے۔اگر قربانی بھیجنا ممکن نہ ہو تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کر دے اور حجامت بنوا کر احرام کھول دے (صحیح بخاری [قبل الحدیث / ۱۸۱۳] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ موجود ہے جبکہ امام مالک کا یہ قول بھی موجود ہے کہ مطلقا رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کی جا سکتی ہے) اور اگر قربانی کی طاقت ہی نہ ہو تو 10 روزے رکھ لے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ ...... فَيُهْدِیْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا ﴾

''......پھر قربانی کرے'اگر قربانی نہ ملے تو روزے رکھے۔'' (۲)

(ابن تیمیہ) محرم اگر (راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جانے سے) خائف ہو تو اس کے لیے (احرام باندھتے وقت) شرط لگا لینا مستحب ہے۔(۳)

کسی بزرگ کے احرام کے مطابق احرام باندھنا

یعنی یوں کہنا کہ جو احرام فلاں شخص نے باندھا ہے وہی میں نے باندھ لیا۔ایسا کرنا جائز و درست ہے۔

(شوکانی، جمہور علماء) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ قَدِمَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ ' فَقَالَ : بِمَا أَهْلَلْتَ ؟ قَالَ : **بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ** ﷺ ' فَقَالَ : لَوْلَا أَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَأَحْلَلْتُ ﴾

''حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے (واپس آنے کے بعد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس طرح کا نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے۔اس

---

(۱) [بخاری (۵۰۸۹) کتاب النکاح : باب الأکفاء فی الدین ' مسلم (۱۲۰۷)]

(۲) [بخاری (۱۸۱۰) کتاب العمرة : باب الإحصار فی الحج]

(۳) [الأخبار العلمیة من الاختیارات الفقهیة (ص / ۱۷۳)]

(٤) [نیل الأوطار (۳۲۸/۳)]

پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا ہو جاتا۔''(۱)

(2) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمٍ بِالْيَمَنِ ، فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ ، فَقَالَ : بِمَا أَهْلَلْتَ ؟ قُلْتُ : أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ …… ﴾

''مجھے نبی کریم ﷺ نے میری قوم کے پاس یمن بھیجا تھا۔ جب (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں آیا تو آپ ﷺ سے وادیٔ بطحاء میں ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسی طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح کا نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے……۔''(۲)

کیا فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مسنون ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ، ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَ قَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ ، أَهَلَّ بِالْحَجِّ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مقامِ ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی۔ پھر اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کی دائیں جانب زخم لگایا' خون صاف کر دیا اور اسے دو جوتیوں کا ہار پہنا دیا۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ مقامِ بیداء پر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا۔''(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) احرام باندھنے کے لیے کسی نماز کی تخصیص نہیں ہے۔ البتہ اگر احرام باندھنے سے پہلے کسی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھے' پھر احرام باندھے۔ یوں اسے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حاصل ہو جائے گا کیونکہ

---

(۱) [بخاری (۱۵۵۸) کتاب الحج : باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ ' مسلم (۱۲۵۰) كتاب الحج : باب إهلال النبي وهديه ' ترمذی (۹۵٦) كتاب الحج : باب ما جاء في الرخصة للرعاء أن يرموا يوما ويدعوا يوما ' احمد (۱۸۵/۳) ابن حبان (۳۷۷٦) بيهقی (۱۵/۵)]

(۲) [بخاری (۱۵۵۹) کتاب الحج : باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ ' مسلم (۱۲۲۱) كتاب الحج : باب في نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام ' نسائی (۱۵٤/۵) دارمی (۳٦/۲) احمد (۳۹/۱) ' (۳۹۳/٤) طيالسی (۵۱٦) ابن الجارود (٤۳۲) بيهقی (۲۰/۵)]

(۳) [مسلم (۱۲٤۳) كتاب الحج : باب تقليد الهدى وإشعاره عند الإحرام ' ابو داود (۱۷۵۲) كتاب المناسك : باب في الإشعار ' ترمذی (۹۰٦) كتاب الحج : باب ما جاء في إشعار البدن ' ابن ماجه (۳۰۹۷) نسائی (۲۷۷۲) دارمی (۱۹۱۲) ابن حبان (٤۰۰۲) ابن الجارود (٤۲٤) ابن خزيمة (۲٦۰۹) طيالسی (۲٦۹٦) طبرانی کبیر (۱۲۹۰۱) شرح السنة للبغوی (۱۸۹۳) بيهقی (۲۳۲/۵)]

آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا فرما کے احرام باندھا تھا۔(۱)

ذوالحلیفہ میں دو رکعتوں کی ادائیگی

(شیخ حسین بن عودہ) جس شخص کا میقات مقامِ ذوالحلیفہ ہو اس کے لیے وہاں نماز ادا کرنا مستحب ہے' احرام کے ساتھ خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس مقام کی خصوصیت اور برکت کی وجہ سے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وادیٔ عقیق میں سنا' آپ ﷺ فرما رہے تھے:

﴿ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَّبِّي فَقَالَ : صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ ﴾

''آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) آیا اور اس نے کہا' اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ (داخل) ہے۔''(۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے متعلق فرمایا کہ

﴿ أَنَّهُ رُئِيَ وَ هُوَ مُعَرِّسٌ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ : إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ﴾

''آپ ﷺ کو ذوالحلیفہ کی بطنِ وادی (یعنی وادیٔ عقیق) میں خواب دکھایا گیا۔ (اس خواب میں) آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اس وقت ''بطحاء مبارکہ'' میں ہیں۔''(۳)

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ﴾

''رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔''(۴)

(نوویؒ) اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ اس میں ارادۂ احرام کے وقت دو رکعت نماز کی ادائیگی کا استحباب ہے۔ یہ دو رکعتیں احرام باندھنے سے پہلے ادا کی جائیں گی اور یہ نفل ہوں گی...... ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے کہا ہے کہ یہ نماز سنت ہے' اگر کوئی شخص اسے چھوڑ دے تو اسے فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اس پر نہ کوئی گناہ ہوگا اور نہ کوئی دم۔(۵)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳٤۱/٤)]

(۲) [بخاری (۱۵۳٤) كتاب الحج : باب قول النبی : العقيق واد مبارك]

(۳) [بخاری (۱۵۳۵) كتاب الحج : باب قول النبی ﷺ : العقيق واد مبارك]

(٤) [مسلم (۱۱۸٤) كتاب الحج : باب التلبية وصفتها ووقتها]

(۵) [شرح مسلم للنووی (۲۵/۵)]

احرام باندھنے کے بعد میقات سے تلبیہ شروع کر دینا چاہیے

جیسا کہ حجۃ النبی ﷺ کے سلسلہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور ﴿ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ ...... وَ لَزِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ ﴾ "پھر تلبیہ توحید پکارنا شروع کر دیا...... پھر آپ ﷺ مسلسل تلبیہ پکارتے ہی رہے۔" (۱)

- یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جو شخص میقات سے پہلے ہی احرام باندھ چکا ہو وہ میقات پر پہنچ کر ہی احرام کی نیت اور تلبیہ شروع کرے۔

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ شروع کرنا

نافع" بیان کرتے ہیں کہ

﴿ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى بِالْغَدَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ ، ثُمَّ رَكِبَ ، فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ " اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّي "حَتَّى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ، ثُمَّ يُمْسِكُ ، حَتَّى إِذَا جَاءَهُ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتَّى يُصْبِحَ ، فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ ﴾

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے' چنانچہ سواری لائی جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو جاتے۔ جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور تلبیہ پکارنا شروع کر دیتے حتی کہ حرم میں داخل ہو جاتے۔ وہاں پہنچ کر تلبیہ ختم کر دیتے۔ پھر ذی طویٰ میں تشریف لاتے' رات وہیں قیام فرماتے۔ صبح ہوتی تو نماز پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے)۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔" (۲)

احرام کے بعد ہمیشہ حالتِ اضطباع میں رہنا درست نہیں

"حالتِ اضطباع" سے مراد اوپر والی چادر کو دائیں بغل سے گزارتے ہوئے دائیں کندھے کو ننگا رکھنا ہے۔ بعض حضرات احرام باندھنے کے بعد عمرہ یا حج سے فراغت تک یہی حالت اختیار کیے رہتے ہیں حتی کہ نمازیں بھی اسی حالت میں ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ حالت صرف "طوافِ قدوم" کے لیے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کندھوں کو ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے کیونکہ نماز میں کندھے کھلے رکھنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ﷺ]

(۲) [بخاری (۱۵۵۳) كتاب الحج : باب الإهلال مستقبل القبلة]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يُصَلِّيْ أَحَدُكُمْ فِيْ الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ ﴾

''تم میں کوئی بھی ایک کپڑے میں اس طرح نماز ادا نہ کرے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔'' (۱)

- واضح رہے کہ احرام باندھنے کے بعد دو نفل ادا کرنا سنت سے ثابت نہیں۔

حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کرنا

- اگر کسی شخص نے میقات سے ''حج افراد'' یا ''حج قران'' کا احرام باندھا ہو اور پھر مکہ پہنچنے سے پہلے یا مکہ پہنچ کر اس کا ارادہ بدل جائے تو وہ حج افراد یا حج قران کی نیت کو ''حج تمتع'' میں تبدیل کر سکتا ہے۔
- ایسا کرنے سے نہ تو اس پر کوئی فدیہ ہوگا اور نہ ہی کوئی دم۔
- اگر حج قران کا احرام باندھنے والا اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہو تو پھر اسے حج تمتع میں تبدیل نہیں کر سکتا۔
- علاوہ ازیں اگر کسی نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور پھر وہ عمرہ کے احرام کو حج کے احرام میں بدلنا چاہے تو یہ سنت سے ثابت نہیں۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حج میں تمتع کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿ أَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَ الْأَنْصَارُ وَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَ أَهْلَلْنَا ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : " **اجْعَلُوْا إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ** " طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَ أَتَيْنَا النِّسَاءَ وَ لَبِسْنَا الثِّيَابَ ، وَقَالَ : " **مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ** " ثُمَّ أَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ أَنْ نُهِلَّ بِالْحَجِّ ...... ﴾

''حجۃ الوداع کے موقع پر مہاجرین وانصار' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور ہم سب نے احرام باندھا تھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر لو لیکن جو لوگ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے ہیں (وہ عمرہ کے بعد حلال نہیں ہوں گے)۔'' چنانچہ ہم نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ

(۱) [بخاری (۳۵۹) کتاب الصلاۃ : باب إذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیه ' مسلم (۵۱۶) کتاب الصلاۃ : باب الصلاۃ فی ثوب واحد وصفة لبسه ' ابو داود (۶۲۶) کتاب الصلاۃ : باب جماع أثواب ما یصلی فیه ' نسائی (۷۶۸) احمد (۷۳۱۱)]

کی سعی کی تو اپنا احرام کھول ڈالا اور ہم اپنی بیویوں کے پاس گئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے ہمیں 8ویں تاریخ کی شام کو حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں......۔''(۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ وَ قَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ : " **أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَ قَصِّرُوا ثُمَّ أَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَ اجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ مُتْعَةً** " فَقَالُوا : كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ ؟ فَقَالَ : " **افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ ، فَلَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ** " ﴾

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا تھا جس میں آپ ﷺ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے تھے (مراد حجۃ الوداع ہے)۔ صحابہ کرام نے صرف حجِ افراد کا احرام باندھا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ (حجِ افراد کے احرام کو عمرہ میں بدل لو اور) بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد اپنے احرام کھول دو اور بال ترشوا لو۔ 8 ذوالحجہ تک برابر اسی حالت میں رہو' پھر 8 ذوالحجہ کے روز مکہ ہی سے حج کا احرام باندھو اور اس طرح اپنے حجِ افراد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی' تمتع بنا لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم اسے تمتع کیسے بنا سکتے ہیں؟ ہم تو حج کا احرام باندھ چکے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں خود بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن اب میرے لیے کوئی چیز اس وقت حلال نہیں ہو سکتی جب تک میرے قربانی کے جانوروں کی قربانی نہ ہو جائے۔''(۲)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ

﴿ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ نَقُولُ : لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً ﴾

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ پکارتے ہوئے (مکہ) آئے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ

---

(۱) [بخاری (۱۵۷۲) کتاب الحج : باب قول الله عزوجل : ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام]

(۲) [بخاری (۱۵٦۸) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى ' مسلم (۱۲۱٦) کتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام ' ابو داود (۱۷۸۸) کتاب المناسك : باب في إفراد الحج ' نسائی (۲۸۷۲) وفی السنن الكبرى (۳۷۸۷/۲) حمیدی (۱۲۹۳) ابن حبان (۳۷۹۱) طیالسی (۱٦۷٦) شرح السنة للبغوی (۱۸۷۲) بیهقی (٤۱/٥)]

ہم اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر لیں۔'' (۱)

(احمدؒ، داؤدؒ) حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرنا تا قیامت جائز و مباح ہے۔

(جمہور) یہ عمل صرف صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا۔ (۲)

جمہور علماء نے اپنے مؤقف کے اثبات کے لیے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَوْ لِمَنْ بَعْدَنَا ؟ قَالَ : بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً ﴾

''میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا حج کی نیت کو (عمرہ میں) بدلنا ہمارے لیے خاص ہے یا ہمارے بعد والوں کے لیے بھی مباح ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ صرف تمہارے لیے خاص ہے۔''

لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (۳)

علاوہ ازیں صحیح مسلم [۱۲۲٤] میں موجود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ''حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا'' بھی دیگر صحیح مرفوع روایات' کبار صحابہ کرام کے فتاویٰ اور تا قیامت اس عمل کے جواز پر مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔

(شوکانیؒ) جان لو کہ یہ احادیث نیت تبدیل کرنے کے جواز کو ثابت کرتی ہیں اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول حجت پکڑنے کے لیے درست نہیں۔ (٤)

لہٰذا ثابت ہوا کہ جمہور کا مؤقف درست نہیں جبکہ اس کے برخلاف امام احمدؒ وغیرہ کا مؤقف برحق ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حج کی نیت عمرہ میں بدلنے کا حکم دیا تو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ﴿ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ ؟ فَقَالَ : لِلْأَبَدِ ﴾ ''کیا یہ رخصت ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہمیشہ

---

(۱) [مسلم (۱۲۱٦) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام]

(۲) [بداية المجتهد (۱/٦۲۲) نيل الأوطار (۳/۳٤۳) شرح مسلم للنووى (٤/٤٨٦)]

(۳) [**ضعيف** : ضعيف ابو داود (۳۹٦) كتاب المناسك : باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرة ' ضعيف ابن ماجه (٦٤٤) ضعيف نسائى (۱۷۷) أبو داود (۱۸۰۸) ابن ماجه (۲۹۸٤) كتاب المناسك : باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة ' نسائى (٥/۱۷۹) دارمى (۲/٥۰) شرح معانى الآثار (۲/۱۹٤) مستدرك حاكم (۳/٥۱۷) بيهقى (٥/٤۱) طبرانى كبير (۱۱۳۸)]

(٤) [مزید دیکھئے: نیل الأوطار (۳/۳٤۱)]

کے لیے۔''(۱)

نیز صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔(۲)

حالتِ احرام میں فوت ہونے والے کا حکم

* دورانِ احرام اگر کوئی فوت ہو جائے تو اسے غسل دیا جائے۔
* اسے احرام کی دو چادروں میں ہی کفن دیا جائے۔
* اسے نہ تو خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی اس کا چہرہ ڈھانپا جائے۔

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ اغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِي ثَوْبَيْهِ الَّذَيْنِ أَحْرَمَ فِيهِمَا وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا ﴾

''محرم کو اس کے ان دو کپڑوں میں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا اور اسے اس کے احرام کے دو کپڑوں میں ہی کفن دو۔ اسے خوشبو مت لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانپو کیونکہ اسے روزِ قیامت احرام کی حالت میں ہی اٹھایا جائے گا۔''(۳)

دو حجوں یا دو عمروں کا اکٹھا احرام باندھنا

(شیخ ابن جبرین) ایک سال میں دو حجوں کا احرام باندھنا درست نہیں بلکہ ایک سال میں صرف ایک ہی حج جائز ہے۔ اسی طرح ایک وقت میں دو عمروں کا احرام باندھنا بھی جائز نہیں۔(٤)

---

(۱) [مسلم (١٢١٦) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام ' بخاري (١٧٨٥) كتاب الحج : باب عمرة التنعيم ' ابو داود (١٧٨٨) احمد (١٤٢٨٣) شرح السنة للبغوى (١٨٧٢)]

(۲) [بخاري (١٧٢٤) كتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق ' مسلم (١٢٢١)]

(۳) [صحيح : صحيح نسائي (١٧٩٦) كتاب الجنائز : باب كيف يكفن المحرم إذا مات ' نسائي (١٩٠٥) طبراني كبير (١٦٥/٢)]

(٤) [فتاوى اسلامية (٢١٧/٢)]



باب ممنوعات الإحرام و مباحاته والفدية
احرام کے ممنوع ومباح افعال اور فدیہ کا بیان



ممنوع لباس

* محرم شخص سلا ہوا کپڑا مثلاً قمیص اور شلوار وغیرہ نہیں پہن سکتا۔
* پگڑی، ٹوپی اور ایسا کپڑا جسے زرد یا زعفرانی رنگ سے رنگا گیا ہو، بھی نہیں پہن سکتا۔
* موزے بھی نہیں پہن سکتا ہے الا کہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔
* عورت نقاب اور دستانے نہیں پہن سکتی اور نہ ہی ایسا کپڑا جسے زرد یا زعفرانی رنگ دیا گیا ہو۔

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَاتَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَ لَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَايَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَ لْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ ﴾

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ احرام باندھنے والا کیا لباس پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، قمیص، پگڑی، شلوار و پاجامہ، ٹوپی اور موزے نہ پہنو۔ لیکن اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہیں ہیں تو وہ موزے پہن لے اور اسے چاہیے کہ دونوں موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے اور ایسا کپڑے نہ پہنو جسے زعفران اور ورس (ایک زرد رنگ کی بوٹی) سے رنگا گیا ہو۔''(۱)

---

(۱) [مسلم (۱۱۷۷) كتاب الحج : باب ما يباح للمحرم بحج أو عمره وما لا يباح ' بخاری (۱۵۴۲) کتاب الحج : باب ما لا يلبس المحرم من الثياب ' ابو داود (۱۸۲٤) كتاب المناسك : باب ما يلبس المحرم ' ترمذی (۸۳۳) كتاب الحج : باب ما جاء فيما لا يجوز للمحرم لبسه ' نسائی (۱۳۱/۵) ابن ماجة (۲۹۲۹) كتاب المناسك : باب ما يلبس المحرم من الثياب ' موطا (۳۲٤/۱) دارقطنی (۲۳۰/۲) حمیدی (٦۲٦) ابن الجارود (٤۱٦) شرح معانی الآثار (۱۳٤/۲) بیهقی (٤٦/۵) أبو يعلى (۵٤۲۵) ابن حبان (۳۷۸۹)]

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ ﴾

''جس کے پاس دو جوتیاں نہ ہوں وہ دو موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔''(۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ ﴾

''احرام والی عورت نقاب اور دستانے استعمال نہ کرے۔''(۲)

جسم یا لباس کو خوشبو لگانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ ﴾

''اور ایسے کپڑے مت پہنو جنہیں زعفران (خوشبو) یا ورس (بوٹی) سے رنگا گیا ہو۔''(۳)

(ابن قدامہؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ محرم کے لیے خوشبو لگانا ممنوع ہے۔(٤)

محرم کو وفات کے بعد بھی خوشبو نہیں لگائی جائے گی

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم آدمی کی وفات پر حکم دیا تھا کہ

﴿ وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ ﴾ ''اسے خوشبو نہ لگاؤ۔''(٥)

اگر کوئی قمیص میں احرام باندھ لے یا بھول کر خوشبو لگا لے

اگر کوئی شخص جہالت سے یا بھول کر سلا ہوا لباس پہن لے یا خوشبو لگا بیٹھے تو اسے چاہیے کہ جب

---

(۱) [مسلم (۱۱۷۹) كتاب الحج : باب ما يباح للمحرم بحج أو عمره وما لا يباح ' أحمد (۳۲۳/۳) بيهقي (۵۱/۵) طبراني أوسط كما في المجمع (۲۲۲/۳)]

(۲) [بخاري (۱۸۳۸) كتاب جزاء الصيد : باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة ' ابو داود (۱۸۲۵) كتاب المناسك : باب ما يلبس المحرم ' أحمد (۲۲/۲) نسائي (۱۳۳/۵) بيهقي (٤٦/۵)]

(۳) [بخاري (۱۵٤۲) كتاب الحج : باب ما لا يلبس المحرم من الثياب ' مسلم (۱۱۷۷)]

(٤) [المغني لابن قدامة (۱٤۰/۵)]

(۵) [صحيح : صحيح نسائي (۲٦۷۱) كتاب الحج : باب غسل المحرم بالسدر ' نسائي (۲۸۵٦)]



ممانعت کا علم ہو جائے تو فوراً اس لباس کو اتار دے اور خوشبو وغیرہ کو دھو ڈالے۔ نیز ایسے شخص پر نہ تو کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی دم۔

(1) امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

﴿قَالَ عَطَاءٌ : إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ﴾

''عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا کہ لاعلمی میں یا بھول کر اگر کوئی محرم شخص خوشبو لگا لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔''(۱)

(2) یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

﴿جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَ عَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَثَرُ صُفْرَةٍ ، فَقَالَ : كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي ؟ قَالَ : وَ أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ ، فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَ كَانَ يَعْلَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : وَدِدْتُ أَنِّي أَرَى النَّبِيَّ ﷺ وَ قَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ ، فَقَالَ : أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ ؟ قَالَ : فَرَفَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ ، قَالَ : وَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ ، قَالَ : فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ ، قَالَ : أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ ؟ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوقِ وَ اخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ﴾

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے۔ وہ شخص ایک جبہ پہنے ہوئے تھا جس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا یہ کہا کہ زردی کا کچھ اثر تھا۔ اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے عمرے کے (طریقے کے) متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ اتنے میں آپ ﷺ پر وحی اترنے لگی تو آپ ﷺ کو ایک کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری خواہش تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھوں جب آپ ﷺ پر وحی اترتی ہو؟ پھر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھو جبکہ آپ ﷺ پر وحی اترتی ہو؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کا کونا اٹھا دیا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس طرح ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے' راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا' جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو۔ پھر جب آپ ﷺ سے وحی تمام ہو چکی تو فرمایا' عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟ (اسے لایا گیا تو فرمایا') اپنے کپڑے وغیرہ سے زردی یا فرمایا' خوشبو وغیرہ کا اثر دھو ڈالو اور اپنا جبہ (کرتا) اتار ڈالو اور عمرہ میں

---

(۱) [بخاری (قبل الحدیث / ۱۸٤۷) كتاب العمرة: باب إذا أحرم جاهلا وعليه قميص]

وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔''(۱)

(شوکانیؒ) حدیث کے یہ الفاظ ''اس خوشبو کو دھو ڈالو جو تمہیں لگی ہے'' وضاحت کرتے ہیں کہ خوشبو اس شخص کے کپڑے پر نہیں تھی بلکہ یقیناً اس کے بدن پر تھی اور اگر خوشبو اس کے کُرتے پر ہوتی تو محض اسی کو اتار دینا کافی ہوتا (لیکن آپ ﷺ نے کُرتا اتارنے کے بعد خوشبو کو الگ سے دھونے کا حکم دیا ہے۔)

مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ جو شخص دورانِ احرام بھول کر یا جہالت سے خوشبو لگا بیٹھے پھر اسے علم ہو جائے تو فوراً اسے زائل کر دے۔ ایسے شخص پر کوئی کفارہ نہیں۔(۲)

(شافعیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ امام ثوریؒ، امام اسحقؒ اور امام داودؒ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

(ابوحنیفہؒ، احمدؒ) ایسے شخص پر فدیہ واجب ہے۔

(مالکؒ) فدیہ صرف اس صورت میں واجب ہے کہ سلا ہوا لباس یا خوشبو لمبی دیر تک اس پر رہے۔(۳)

(سید سابقؒ) اگر محرم شخص تحریم کے حکم سے جہالت یا احرام بھول جانے کی وجہ سے لباس زیب تن کر لے یا خوشبو لگا بیٹھے تو اس پر فدیہ لازم نہیں۔(٤)

(شیخ سلیم ہلالی) جو شخص بھول کر یا لاعلمی سے دورانِ احرام خوشبو لگا بیٹھے پھر اسے علم ہو جائے تو فوراً اسے دھو ڈالے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔(٥)

❑ وہ حضرات جن کا کہنا ہے کہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا باقی رہنا جائز نہیں مذکورہ حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جسم سے خوشبو کو دھونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جمہور علماء نے اس بات کا جواب یوں دیا ہے کہ (پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خوشبو احرام سے قبل نہیں بلکہ دوران احرام لگائی گئی تھی اور دوسرے یہ

---

(۱) [مسلم (۱۱۸۰) کتاب الحج : باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة، ابو داود (۱۸۱۹) کتاب المناسك : باب الرجل يحرم في ثيابه، نسائي في السنن الكبرى (۳٦٤۸/۹) حميدى (۷۹۰) طبراني كبير (٦٥٣) طيالسي (۱۳۲۳) ابن الجارود (٤٤۷) دارقطني (۲۲۱/۲) ابن حبان (۳۷۷۸) شرح السنة للبغوى (۱۹۷۹) بيهقى (٥٦/٥)]

(۲) [نيل الأوطار (۳٤۹/۳)]

(۳) [شرح مسلم للنووى (۱٦/٥) نيل الأوطار (۳۰۰/۳) الأم للشافعي (۲۲۸/۲) بدائع الصنائع (۱۹۲/۲) المغني لابن قدامة (۳۹۱/٥) كشاف القناع (٤٥۸/۲) الاختيار (۱٦٤/۱) الكافي لابن عبد البر (ص / ۱٥٤)]

(٤) [فقه السنة (٤٦٥/۱)]

(٥) [موسوعة المناهي الشرعية (۱۱۱/۲)]

کہ) یہ قصہ مقامِ جعرانہ میں پیش آیا یعنی بلا اختلاف 8 ہجری کو' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انہوں نے 10 ہجری کو حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی اور اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہا۔ لہٰذا فیصلہ صرف آخری امر کے مطابق ہی کیا جائے گا۔(۱)

بیوی سے قربت' فسق و فجور اور لڑائی جھگڑا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ [البقرة : ۱۹۷]

''(جو بھی حج کرے) وہ اپنی بیوی سے قربت کے تعلقات قائم کرنے' گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ﴾

''جس نے حج کیا اور نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا کہ جیسے اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔''(۲)

(ابن حجرؒ) انہوں نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جماع وہم بستری کر لینے سے حج وعمرہ باطل ہو جاتے ہیں۔(۳)

(ابن حزمؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(البانیؒ) انہوں نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔(٥)

نیز شیخ حسین بن عودہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانیؒ'' سے دریافت کیا کہ جو شخص اپنی بیوی سے

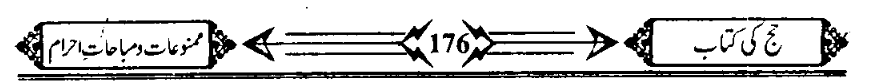
(۱) [نیل الأوطار (۳٤۹/۳)]

(۲) [بخاری (۱۵۲۱) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور' مسلم (۱۳۵۰) کتاب الحج : باب فضل الحج والعمرة' ابن ماجه (۲۸۸۹) کتاب المناسك : باب فضل الحج والعمرة' ترمذی (۸۱۱) کتاب الحج : باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة' احمد (۷۱۳۹) نسائی فی السنن الکبری (۳٦۰٦/۲) دارمی (۱۷۹٦) حمیدی (۱۰۰٤) عبد الرزاق (۸۸۰۰) دارقطنی (۲۸٤/۲) ابن حبان (۳٦۹٤) ابن خزیمة (۲۵۱٤) شرح السنة للبغوی (۱۸٤۱) بیهقی (۲٦۱/۵)]

(۳) [فتح الباری (٤۲/٤)]

(٤) [مراتب الإجماع (ص / ٤۲)]

(٥) [التعليقات الرضية على الروضة الندية (۷٤/۲)]



جماع کر لے کیا آپ کے خیال میں اس کا حج یا عمرہ باطل ہو جاتا ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا ''ہاں''۔(۱)

❑ " رفث " کا معنی جماع کیا گیا ہے نیز امام ازہریؒ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ہر ایسے کام کو شامل ہے جو مرد عورت سے خواہش رکھتا ہے۔ محققین کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔(۲)

بال یا ناخن کاٹنا

(1) ﴿ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ﴾ [البقرة : ١٩٦]

''اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے۔''

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا ﴾

''جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔''(۳)

اس سنت پر عمل کرنا حاجی کے لیے بالاولیٰ ضروری ہے۔

(ابن منذرؒ) اہل علم کا اجماع ہے کہ بال یا ناخن کاٹنا محرم شخص کے لیے حرام ہے۔(٤)

(شیخ حسین بن عودہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانا یا منڈوانا جائز ہے مگر فدیہ ادا کرنا ہوگا

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا ، فَقَالَ : يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ ؟

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٣٢/٤)]

(۲) [فتح الباري (٣٨٢/٣) تاج العروس (٦٢٥/١) مجموع الفتاوى (١٠٧/٢٦)]

(۳) [مسلم (١٩٧٧) كتاب الأضاحي : باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة ، أبو داود (٢٧٩١) كتاب الضحايا : باب الرجل يأخذ من شعره في العشر وهو يريد أن يضحي ، ترمذي (١٥٢٣) كتاب الأضاحي : باب ترك أخذ الشعر لمن أراد أن يضحي ، ابن ماجه (٣١٤٩) كتاب الأضاحي : باب من أراد أن يضحي فلا يأخذ في العشر من شعره ، أحمد (٢٦٦٣٣) نسائي في السنن الكبرى (٤٤٥١) حميدي (٢٩٣) ابن حبان (٥٨٩٧) بغوي (١١٢٧) بيهقي (٢٦٦/٩)]

(٤) [الإجماع لابن المنذر (٥٧)]

(٥) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٣٢/٤)]

قُلْتُ نَعَمْ ' قَالَ : فَاحْلِقْ رَأْسَكَ ۔ أَوْ قَالَ : احْلِقْ ۔ قَالَ : فِيَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ ﴾ إِلَى آخِرِهَا ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ ﴾

''رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دن میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو جوئیں میرے سر سے برابر گر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ جوئیں تو تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' پھر تو سر منڈا لے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ منڈا لے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ''اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو'' آخر آیت تک۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھ لے یا ایک فرق (تین صاع) غلے سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا جو میسر ہو (بکری وغیرہ) اس کی قربانی کر دے۔''(۱)

❑ آیت میں موجود ''قربانی'' سے مراد بکری کی قربانی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً ﴾ ''یا وہ ایک بکری قربان کر دے۔'' اس حدیث پر امام بخاریؒ نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ((بَابُ : النُّسُكُ شَاةٌ)) ''باب' قرآن مجید میں ''نسک'' سے مراد بکری ہے۔''(۲)

علاوہ ازیں جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو گائے قربان کرنے کا حکم دیا تھا وہ ضعیف ہونے کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔(۳)

(شوکانیؒ) علماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ آیت میں مذکور ''نسک'' سے مراد بکری ہے۔(٤)

نکاح کرنا' نکاح کرانا اور نکاح کا پیغام بھیجنا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) [بخاری (۱۸۱۵) كتاب العمرة : باب قول الله تعالىٰ : أو صدقة ' مسلم (۱۲۰۱) كتاب الحج : باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى ' ابو داود (۱۸۵٦) كتاب المناسك : باب في الفدية ' ترمذى (۹۵۳) كتاب الحج : باب ما جاء في المحرم يحلق رأسه في إحرامه ' نسائى (۱۹۰/٥) بيهقى (٥٥/٥) موطا (٤١٧/١) طيالسى (۱۰۲٦) أحمد (۲٤١/٤)]

(۲) [بخارى (۱۸۱۷) كتاب العمرة]

(۳) [ضعيف : ضعيف ابو داود (٤٠٥) كتاب المناسك : باب في الفدية ' ابو داود (۱۸۵۹)]

(٤) [نيل الأوطار (۳٥٥/۳)]

﴿ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ ﴾

''محرم شخص نہ نکاح کرے' نہ نکاح کرائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام بھیجے۔''(١)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔''(٢)

وہ محض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا وہم ہے جیسا کہ سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔''(٣)

مزید برآں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا:

﴿ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی تو اس وقت ہم دونوں سرِف مقام پر حلال (یعنی حالت احرام میں نہیں) تھے۔''(٤)

(جمہور) حالتِ احرام میں شادی کرنا یا کروانا حرام ہے۔

(احناف) محرم کے لیے اسی طرح شادی کرانا بھی جائز ہے جیسے اس کے لیے جماع کی غرض سے کوئی لونڈی

---

(١) [مسلم (١٤٠٩) كتاب النكاح : باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته ' مؤطا (٣٤٨/١) ابو داود (١٨٤١) كتاب المناسك : باب المحرم يتزوج ' ترمذى (٨٤٠) كتاب الحج : باب ما جاء فى كراهية تزوج المحرم ' ابن ماجة (١٩٦٦) كتاب النكاح : باب المحرم يتزوج ' نسائى (١٩٢/٥) ابن الجارود (٤٤٤) شرح معانى الآثار (٢٦٨/٢) دارقطنى (٢٦٧/٢) بيهقى (٦٥/٥) مسند شافعى (٣١٦/١) أحمد (٦٩/١) دارمى (١٤١/٢) طيالسى (١٠٣٠)]

(٢) [بخارى (١٨٣٧) كتاب الحج : باب تزويج المحرم ' مسلم (١٤١٠) كتاب النكاح : باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته ' ابو داود (١٨٤٤) كتاب المناسك : باب المحرم يتزوج ' ترمذى (٨٤٢) كتاب الحج : باب ما جاء فى الرخصة فى ذلك ' نسائى (١٩١/٥) ابن ماجة (١٩٦٥) كتاب النكاح : باب المحرم يتزوج]

(٣) [صحيح مقطوع : صحيح ابو داود (١٦٢٨) كتاب المناسك : باب المحرم يتزوج ' ابو داود (١٨٤٥)]

(٤) [صحيح : صحيح ابو داود (١٦٢٦) كتاب المناسك : باب المحرم يتزوج ' ابو داود (١٨٤٣) ترمذى (٨٤٥) كتاب الحج : باب ما جاء فى الرخصة فى ذلك ' ابن ماجة (١٩٦٤) كتاب النكاح : باب المحرم يتزوج ' دارقطنى (٢٦٢/٣) ابن حبان (٤٤٣/٩) بيهقى (٦٦/٥) طحاوى (٢٧٠/٢) أحمد (٣٣٢/٦)]

خرید لینا جائز ہے۔(۱)

(راجح) جمہور کا مؤقف برحق ہے جیسا کہ گذشتہ صحیح احادیث اس کا واضح ثبوت ہیں۔

(شوکانیؒ) حق بات یہ ہے کہ محرم کے لیے نکاح کرنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرانا' حرام ہے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) دورانِ احرام اپنا نکاح کرنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرانا ممنوع ہے۔(٤)

خشکی کے شکار کو قتل کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات اس پر شاہد ہیں:

(1) ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾ [المائدة : ٩٥]

''اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو کسی شکار کو مت قتل کرو۔''

(2) ﴿ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ﴾ [المائدة : ٩٦]

''جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی (کے جانوروں) کا شکار تم پر حرام ہے۔''

واضح رہے کہ صید (شکار) سے مراد ہر ایسا جنگلی جانور ہے جو ماکول اللحم ہو۔

(شافعیؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم سب کا شکار ممنوع ہے لہٰذا اگر کوئی درندے چیتے یا اس کی مثل کسی جانور کو قتل کرے گا تو اس پر ضمانت (یعنی فدیہ) دینا لازم ہوگا۔(٥)

(شیخ سلیم ہلالی) دورانِ احرام خشکی کا شکار حرام ہے۔(٦)

(شیخ صالح بن فوزان) محرم کے لیے شکار حرام ہے۔(٧)

---

(١) [شرح المهذب (٢٩٦/٧) حلية العلماء (٢٩٣/٣) الهداية (١٩٣/١) الحجة على أهل المدينة (٢٠٩/٢) المغنى (١٦٢/٥) هداية السالك (٦٢٠/٢) فتح البارى (٥٢٨/٤) نيل الأوطار (٣٥٨/٣)]

(٢) [نيل الأوطار (٣٥٨/٣)]

(٣) [تحفة الأحوذى (٦٨٠/٣)]

(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٣١/٤)]

(٥) [تفسير فتح البيان (٣١٣/٢)]

(٦) [موسوعة المناهي الشرعية (١١٧/٢)]

(٧) [الملخص الفقهي (٢٩٧/١)]



کسی دوسرے کا شکار کیا ہوا جانور کھانا

* محرم شخص کسی دوسرے شخص کا شکار کیا ہوا جانور بھی نہیں کھا سکتا۔
* البتہ اگر شکار کرنے والا محرم نہ ہو اور نہ ہی اس نے اس کے لیے شکار کیا ہو تب کھا سکتا ہے۔
* دورانِ احرام شکار کے لیے کسی دوسرے کا تعاون کرنا بھی جائز نہیں۔

(1) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ ۔ أَوْ بِوَدَّانَ ۔ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ ' فَلَمَّا رَأَى فِيْ وَجْهِهِ ' قَالَ : إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ ﴾

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک وحشی گدھا بطور تحفہ بھیجا اور اس وقت آپ ﷺ ابواء یا ودان مقام پر تھے۔ آپ ﷺ نے وہ گدھا انہیں واپس کر دیا اور فرمایا' ہم نے یہ اس لیے واپس کیا ہے کہ ہم احرام والے ہیں۔'' (۱)

(2) حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجًّا ' وَ خَرَجْنَا مَعَهُ ' قَالَ : فَصَرَفَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيْهِمْ أَبُوْ قَتَادَةَ ' فَقَالَ : خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ ' قَالَ : فَأَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ ' فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ ' إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ ' فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ ' فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوْ قَتَادَةَ ' فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا ' فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا ' قَالَ ' فَقَالُوْا : أَكَلْنَا لَحْمًا وَ نَحْنُ مُحْرِمُوْنَ ' قَالَ فَحَمَلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ ' فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا ' وَكَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ ' فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ ' فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوْ قَتَادَةَ ' فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا ' فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ' فَقُلْنَا : نَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَ نَحْنُ مُحْرِمُوْنَ ' فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا ' فَقَالَ : **هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ** ؟ قَالَ : قَالُوْا : لَا ' قَالَ : **فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا** ﴾

''نبی کریم ﷺ حج کے لیے نکلے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ

---

(۱) [بخاری (۱۸۲۵) کتاب الحج : باب إذا أهدى للمحرم حمارا وحشيا حيا لم يقبل ' مسلم (۱۱۹۳) کتاب الحج : باب تحريم الصيد للمحرم ' ترمذی (۸٤۹) کتاب الحج : باب ما جاء في كراهية لحم الصيد للمحرم ' نسائی (۱۸٤/۵) ابن ماجة (۳۰۹۰) کتاب المناسك : باب ما ينهى عنه المحرم من الصيد ' بيهقی (۱۹۱/۵) أحمد (۳۷/٤) موطا (۲۳۲) حميدی (۷۸۳)]

ﷺ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا' جن میں ابو قتادہ بھی تھے کہ تم ساحل سمندر کی راہ لو یہاں تک کہ مجھ سے آ ملو۔ پھر ان لوگوں نے ساحل سمندر کی راہ لی۔ پھر جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف پھرے تو ان تمام لوگوں نے احرام باندھ لیا سوائے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا۔ غرض وہ راہ میں چلتے جاتے تھے کہ انہوں نے چند جنگلی گدھوں کو دیکھا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر ان کے سب ساتھی اترے اور اس کا گوشت کھایا۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے (شکار کا) گوشت کھایا اور ہم محرم تھے۔ کہتے ہیں پھر باقی گوشت ساتھ لے لیا اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے احرام باندھ لیا تھا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند جنگلی گدھے دیکھے اور ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور پھر خیال آیا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں؟ تو اس کا باقی گوشت ہم لیتے آئے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم میں سے کسی نے اس کا حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' پس اس کا جو گوشت باقی ہے وہ کھالو (اس میں کوئی حرج نہیں)۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ اگر شکار کرنے والا حالتِ احرام میں نہ ہو اور وہ اپنے لیے شکار کرے' محرم کو دینے کی نیت سے شکار نہ کرے اور نہ ہی محرم نے اس شکار میں اس کا کسی قسم کا تعاون کیا ہو تو وہ اس سے کھا سکتا ہے۔

(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔

(احناف) محرم کے لیے شکار کا گوشت کھانا کسی صورت میں جائز نہیں۔(۲)

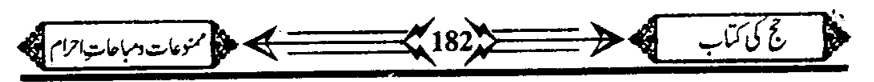
(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے۔

(ترمذیؒ) اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے کہ وہ محرم کے لیے شکار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے

---

(۱) [مسلم (۱۱۹٦) كتاب الحج : باب تحريم الصيد المأكول البرى' بخارى (۱۸۲۱)' (۱۸۲۲) كتاب الحج : باب إذا رأى المحرمون صيدا' ابو داود (۱۸۵۲) كتاب المناسك : باب لحم الصيد للمحرم' ترمذى (۸٤۷) كتاب الحج : باب ما جاء فى أكل الصيد للمحرم' ابن ماجه (۳۰۹۳) كتاب المناسك : باب الرخصة فى ذلك إذا لم يصد له' نسائى (۲۸۱۵) دارمى (۱۸۲٦) حميدى (٤۲٤) عبد الرزاق (۸۳۳۷) ابن حبان (۳۹٦٦)]

(۲) [الحاوى (۳۰۲/٤) الأم (۳۱۹/۲) المبسوط (۸۵/٤) الإختيار (۱٦۸/۱) الكافى (ص/۱۵۵) نيل الأوطار (۳٦٤/۳) كشاف القناع (٤۳٤/۲) هداية السالك (٦٦۹/۲) الخرشى (۳۷۰/۲)]



بشرطیکہ شکار کرنے والا محرم نہ ہو یا خاص اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔(۱)

(شوکانیؒ) انہوں نے اسی کو برحق قرار دیا ہے۔(۲)

(امیر صنعانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(ڈاکٹر عائض القرنی) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(٤)

البتہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے آیت ﴿ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ﴾ [المائدة: ٩٦] ''جب تک تم احرام میں ہو تم پر زمین کا شکار حرام ہے۔'' کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ہر حال میں شکار کا گوشت کھانے کی ممانعت مروی ہے۔(٥)

مباح امور

بغیر احتلام کے غسل کرنا اور سر ملنا

(1) عبداللہ بن حنینؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ : يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ ' وَقَالَ الْمِسْوَرُ : لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ ' فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ مَنْ هَذَا ؟ فَقُلْتُ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ ' أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَسْأَلُكَ : كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ : اصْبُبْ ' فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ' ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَ أَدْبَرَ ' وَقَالَ : هَكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ ﴾

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کے درمیان مقامِ ابواء میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت

---

(۱) [جامع ترمذی (بعد الحديث / ٨٤٦) كتاب الحج : باب ما جاء فی أكل الصيد للمحرم]

(۲) [نيل الأوطار (٣٦٤/٣)]

(۳) [سبل السلام (٩٤٩/٢)]

(٤) [فقه الدليل (ص / ٢٥٥)]

(٥) [سبل السلام (٩٤٩/٢) الروض النضير (٢٢١/٣)]

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم شخص اپنا سر دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم شخص اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے (مسئلہ دریافت کرنے کے لیے) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا۔ میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دولکڑیوں کے درمیان غسل کر رہے تھے۔ ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں' آپ کی خدمت میں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے یہ دریافت کرنے کے لیے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کس طرح دھویا کرتے تھے؟ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا۔ اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا۔ جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا انہوں نے اس سے پانی ڈالنے کے لیے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا' پھر انہوں نے اپنے سر کو ہاتھ سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (دورانِ احرام) اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔'' (۱)

(شوکانیؒ) اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محرم کے لیے غسل کرنا جائز ہے۔ (۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

﴿ رُبَّمَا قَالَ لِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ وَ نَحْنُ مُحْرِمُوْنَ بِالْجُحْفَةِ : تَعَالَ أُبَاقِيْكَ أَيُّنَا أَطْوَلُ نَفَسًا فِي الْمَاءِ ﴾

''کبھی کبھار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھ سے کہا کرتے اور ہم مقام جحفہ میں حالت احرام میں ہوتے کہ ''آؤ میں تم سے مقابلہ کروں' ہم میں سے کون ہے جس کا پانی میں سانس لمبا ہے۔'' (۳)

(3) امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

﴿ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ ﴾

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم شخص (غسل کے لیے) حمام میں جا سکتا ہے۔'' (٤)

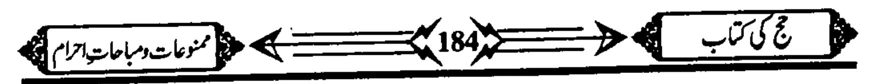
---

(۱) [بخاری (۱۸٤۰) کتاب الحج : باب الاغتسال للمحرم ' مسلم (۱۲۰۵) کتاب الحج : باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه ' ابو داود (۱۸٤۰) کتاب المناسك : باب المحرم يغتسل ' نسائی (۱۲۸/٥) ابن ماجة (۲۹۳٤) كتاب المناسك : باب المحرم يغسل رأسه ' موطا (۳۲۳/۱) مسند شافعی (۳۰۸/۱) أحمد (۳۱۸/٥) بيهقی (٦٣/٥)]

(۲) [نيل الأوطار (۳۰٦/۳)]

(۳) [صحيح : إرواء الغليل (۱۰۲۱) رواه الشافعی]

(٤) [بخاری (قبل الحديث / ۱۸٤۰) كتاب العمرة : باب الاغتسال للمحرم]



حالت احرام میں بطورِ علاج جسم سے خون نکلوانا

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾

''نبی ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔''(۱)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ

﴿ احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَ هُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهِ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے حالتِ احرام میں اپنے سر کے درمیان میں مقام ''لحی جمل'' میں پچھنے لگوائے۔''(۲)

(ابن تیمیہؒ) محرم شخص اپنے سر میں یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ میں پچھنے لگواسکتا ہے۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) محرم کے لیے پچھنے لگوانا جائز ہے خواہ پچھنے کی جگہ سے بال ہی منڈوانے پڑیں۔(٤)

(شیخ عبداللہ بسام) محرم کے لیے پچھنے لگوانے کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔(٥)

(ڈاکٹر عائض القرنی) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

بطورِ علاج آنکھوں میں سرمہ لگانا یا دوائی ڈالنا

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

﴿ فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ ' وَهُوَ

---

(۱) [بخاری (۱۸۳۵'٥٦٩٥) كتاب العمرة : باب الحجامة للمحرم ' مسلم (۱۲۰۲) كتاب الحج : باب جواز الحجامة للمحرم ' ابو داود (۱۸۳٥) كتاب المناسك : باب المحرم يحتجم ' ترمذی (۸۳۹) كتاب الحج : باب ما جاء فى الحجامة للمحرم ' نسائی (١٩٣/٥) ابن ماجة (٣٠٨١) كتاب المناسك : باب الحجامة للمحرم ' مسند شافعی (٣١٩/١) أحمد (٢١٥/١) ابن خزيمة (٢٦٥١) ابن حبان (٢٦٦/٩) أبو يعلى (٢٣٦٠) دارقطنی (٢٣٩/١) شرح السنة (١٥٤/٤) دارمی (٢٧/٢) ابن الجارود (٤٤٢)]

(۲) [بخاری (١٨٣٦) كتاب العمرة : باب الحجامة للمحرم ' مسلم (١٢٠٣) كتاب الحج : باب جواز الحجامة للمحرم ' ابن ماجه (٣٤٨١) كتاب الطب : باب موضع الحجامة ' نسائی (١٩٤/٥) احمد (٣٤٥/٥) دارمی (٣٧/٢) ابن حبان (٣٩٥٣) شرح السنة للبغوی (١٥٤/٤) بيهقی (٦٥/٥)]

(۳) [كما فى الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٢٠/٤)]

(٤) [أيضا]

(٥) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٨٨/٤)]

(٦) [فقه الدليل (ص / ٢٥٢)]

مُحْرِمٌ ، ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبْرِ ﴾

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اس کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنی آنکھوں پر ایلوے (دوا کا نام ہے) کا لیپ کر لے۔'' (۱)

(ترمذیؒ) اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے' وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ احرام والا شخص کوئی دواء استعمال کر لے جبکہ اس دواء میں خوشبو کی آمیزش نہ ہو۔(۲)

(سید سابق ؒ) انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ

﴿ يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ بِأَيِّ كُحْلٍ إِذَا رَمَدَ مَا لَمْ يَكْتَحِلْ بِطِيْبٍ وَمِنْ غَيْرِ رَمَدٍ ﴾

''احرام والا شخص کوئی بھی سرمہ استعمال کر سکتا ہے خواہ اس کی آنکھوں میں تکلیف ہو یا نہ ہو بشرطیکہ اس سرمہ میں خوشبو نہ ملی ہو۔''

اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ سرمہ استعمال کرنے کے جواز پر علماء نے اجماع کیا ہے جبکہ اسے بطور دواء استعمال کیا جائے' بطور زینت نہیں۔(۳)

(نوویؒ) علماء کا اتفاق ہے کہ آنکھوں میں ایلوے کی یا اس کے علاوہ کوئی اور دواء ڈالنا جائز ہے جس میں خوشبو نہ ہو اور اس میں کوئی فدیہ بھی نہیں۔ نیز اگر اسے کسی ایسی دواء کی ضرورت پیش آ جائے جس میں خوشبو ہو تو اس کے لیے اس کا استعمال جائز تو ہے لیکن اسے فدیہ ادا کرنا ہوگا۔(٤)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ محرم شخص ایسا سرمہ لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو جبکہ وہ اس کا محتاج ہو اور اس پر اس کے استعمال میں کوئی فدیہ بھی نہیں۔ البتہ محض زیب وزینت کے لیے سرمہ لگانا امام شافعیؒ اور دیگر علماء کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ وغیرہ نے اس کے استعمال سے منع کیا ہے۔(٥)

---

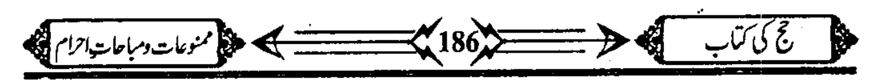
(۱) [مسلم (۱۲۰٤) کتاب الحج : باب جواز مداواة المحرم عينيه ' ابو داود (۱۸۳۸) کتاب المناسك : باب يكتحل المحرم ' ترمذى (۹۵۲) کتاب الحج : باب ما جاء في المحرم يشتكي عينيه ' نسائى (۲۷۱۰) دارمى (۱۹۳۰) حميدى (۳٤) بزار (۳٦۹) ابن حبان (۳۹۵٤) ابن خزيمة (۲٦٥٤) ابن الجارود (٤٤۳) طيالسى (۸۵) بيهقى (٦۲/۵)]

(۲) [جامع ترمذى (بعد الحديث / ۹۵۲)]

(۳) [فقه السنة (٤٥٦/۱)]

(٤) [شرح مسلم للنووى (۳۸٤/٤)]

(٥) [تحفة الأحوذى (۸٤٥/۳)]



سر یا بدن پر خارش کرنا

(1) اُم علقمہؒ بیان کرتی ہیں کہ

﴿ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ : أَيُحُكُّ جَسَدَهُ ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ ' فَلْيَحُكَّهُ وَلْيَشْدُدْ ' وَلَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلِي لَحَكَكْتُ ﴾

''میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' ان سے محرم شخص کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا کہ کیا وہ اپنا جسم کھجلا سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں' اسے چاہیے کہ زور سے کھجلائے۔ (انہوں نے مزید فرمایا کہ) اگر میرے دونوں ہاتھ باندھ دیے جائیں اور میرا صرف قدم ہی کھلا ہو تو میں اسی سے کھجلی کروں۔''(۱)

(2) امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

﴿ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَ عَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا ﴾

''حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم بدن کو کھجلانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''(۲)

(ابن تیمیہؒ) محرم شخص اپنے بدن میں کھجلی کر سکتا ہے اور اگر اس سے بال گر جائیں تو کوئی نقصان نہیں۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) محرم کے لیے سر یا جسم کو کھجلی کرنا جائز ہے خواہ اس سے اس کے کچھ بال ہی جھڑ جائیں۔(٤)

خوشبو سونگھنا' انگوٹھی' گھڑی یا عینک پہننا' پٹی باندھنا اور ٹوٹا ہوا ناخن پھینکنا وغیرہ

امام بخاریؒ نقل فرماتے ہیں کہ

﴿ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يَشُمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ ' وَ يَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ ' وَ يَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ ' وَقَالَ عَطَاءٌ : يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ ﴾

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم شخص خوشبودار پھول سونگھ سکتا ہے۔ اسی طرح آئینہ دیکھ سکتا ہے اور ان چیزوں کو جو کھائی جاتی ہیں بطور دوا بھی استعمال کر سکتا ہے مثلاً زیتون اور گھی وغیرہ۔ عطاءؒ نے فرمایا کہ محرم انگوٹھی پہن سکتا ہے اور پٹی باندھ سکتا ہے۔''(٥)

---

(۱) [موطا (٦٩٩) كتاب الحج : باب ما يجوز للمحرم أن يفعله]
(۲) [بخاری (قبل الحديث / ١٨٤٠) كتاب العمرة : باب الاغتسال للمحرم]
(۳) [فتاوی الكبرى (٣٦٨/٢)]
(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣١٩/٤)]
(٥) [بخاری (قبل الحديث / ١٥٣٧) كتاب الحج : باب الطيب عند الإحرام]

بیہقیؒ کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿ وَ إِذَا انْكَسَرَ ظُفْرُهُ طَرَحَهُ ﴾ ''اگر محرم کا ناخن ٹوٹ جائے تو اسے پھینک سکتا ہے۔''(۱)

(ابن حزمؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(البانیؒ) شیخ حسین بن عودہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ''البانیؒ'' نے فرمایا کہ عینک اور گھڑی' انگوٹھی اور پٹی کے معنی میں ہی ہے۔(۳)

خوشبودار صابن استعمال کرنا

(شیخ ابن بازؒ) حالتِ احرام میں خوشبودار صابن کے ساتھ ہاتھ وغیرہ دھونے میں انشاء اللہ کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسے خوشبو کا نام نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی اسے استعمال کرنے والے کو خوشبو لگانے والے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔لیکن اگر محرم شخص تقویٰ و پرہیز گاری کی غرض سے ایسا صابن چھوڑ کر کوئی دوسرا (سادہ بغیر خوشبو کے) صابن استعمال کرلے تو یہ افضل واحسن ہے۔(٤)

خیمے یا چھتری کے نیچے سایہ حاصل کرنا

حضرت اُم حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ حَجَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ' فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَ أَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نے نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے اپنے کپڑے سے آپ ﷺ پر گرمی سے بچاؤ کے لیے سایہ کیا ہوا تھا حتی کہ آپ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔''(٥)

(جمہور، شافعیؒ) محرم شخص کے سر پر کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعے سایہ کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) [صحیح : کما فی الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٢٠/٤) مختصر البخاری للألبانی (٣٦٥/١)]

(۲) [المحلی (٢٤٦/٧)]

(۳) [کما فی الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٢٢/٤)]

(٤) [مجموع الفتاوی لابن باز (١٢٦/١٧)]

(٥) [مسلم (١٢٩٨) كتاب الحج : باب استحباب رمی جمرة العقبة يوم النحر راكبا ' ابو داود (١٨٣٤) كتاب المناسك : باب فی المحرم يظلل ' ابن حبان (٤٥٦٤) احمد (٤٠٢/٦) نسائی (٢٦٩/٥) ابن خزيمة (٢٦٨٨)]

(احمدؒ، مالکؒ) ایسا کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا (انہوں نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہے)۔

(شوکانیؒ) حدیث ان دونوں (یعنی احمدؒ، مالکؒ) کا رد کرتی ہے۔ نیز علماء کا اس مسئلے میں اجماع ہے کہ اگر محرم شخص سایہ حاصل کرنے کے لیے کسی خیمے یا چھت کے نیچے بیٹھے تو یہ جائز و درست ہے۔(۱)

(شیخ حسین بن عودہ) خیمے یا چھتری کے ذریعے سایہ حاصل کرنا جائز ہے۔(۲)

چادریں دھونا یا بدلنا

امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

﴿ قَالَ إِبْرَاهِيمُ : لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ ﴾

''ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ محرم کے لیے اپنے کپڑے تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''(۳)

(شیخ ابن بازؒ) محرم کے لیے احرام کے لباس کو دھونے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ احرام کا لباس اتار کر نیا لباس یا دھویا ہوا لباس پہن لے۔(٤)

سمندری شکار کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ﴾ [المائدة : ٩٦]

''تمہارے لیے سمندر کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے' تمہارے فائدے کے لیے اور مسافروں کے لیے۔''

پانچ موذی جانوروں کو قتل کرنا

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ : الْعَقْرَبُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ ﴾

''پانچ جانور فاسق ہیں لہٰذا انہیں حل اور حرم (ہر جگہ میں) قتل کر دیا جائے؟ بچھو' چیل' کوا' چوہیا اور کاٹنے

---

(۱) [نيل الأوطار (۳۵۰/۳) شرح مسلم للنووی (۱۸٦/۵)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۲۱/٤)]

(۳) [بخاری (قبل الحديث / ۱۵٤۵) كتاب الحج : باب ما يلبس المحرم من الثياب والأردية والأزر]

(٤) [مجموع الفتاوی لابن باز (۵۷/۱۷)]

والا کتا۔''(۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ خَمسٌ مِّنَ الدَّوَابِ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيهِ ...... ﴾

''حالت احرام میں جس نے پانچ قسم کے جانوروں کو قتل کیا اس پر کوئی گناہ نہیں...... (اس میں بھی گزشتہ حدیث والے جانور ہی مذکور ہیں)۔''(۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ﴿ الحَيَّةُ ﴾ ''سانپ'' کا بھی ذکر ہے۔(۳)

(بغویؒ) مذکورہ جانوروں کو حالتِ احرام میں قتل کرنے کے جواز پر اہل علم متفق ہیں۔ علاوہ ازیں امام شافعیؒ نے ہر ماکول اللحم جانور کو بھی انہی پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص حالتِ احرام میں یا حرم میں ان میں سے کسی (یعنی ماکول اللحم میں سے کسی) جانور کو قتل کر دے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔(٤)

کسی خطرہ کے باعث اپنے ساتھ اسلحہ رکھنا

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ : لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ (کا قصد) کیا تو مکہ والوں نے آپ ﷺ کو (حدیبیہ کے مقام پر)

---

(۱) [بخاری (۳۳۱٤) کتاب بدء الخلق : باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم ' مسلم (۱۱۹۸) کتاب الحج : باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتله من الدواب فی الحل ' ترمذی (۸۳۹) کتاب الحج : باب ما جاء فی الحجامة للمحرم ' نسائی (۱۸۸/۵) دارمی (۳٦/۲) دارقطنی (۲۳۱/۲) عبدالرزاق (۸۳۷٤) شرح معانی الآثار (۱٦٦/۲) بیهقی (۲۰۹/۵) ابو یعلی (٤٥۰۳) ابن حبان (۳۹۷۱۔ الإحسان)]

(۲) [بخاری (۳۳۱٥) کتاب بدء الخلق : باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم ' مسلم (۱۱۹۹) کتاب الحج : باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتله من الدواب فی الحل ' مؤطا (۳٥٦/۱) ابن ماجة (۳۰۸۸) کتاب المناسك : باب ما یقتل المحرم ' دارمی (۳٦/۲) أحمد (۳۲/۲) شرح معانی الآثار (۱٦٥/۲) مسند شافعی (۳۱۹/۱) الحلیة لأبی نعیم (۲۳۰/۹) بیهقی (۲۰۹/۵)]

(۳) [مسلم (۱۲۰۰) کتاب الحج : باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتله ' ابو داود (۱۸٤٦) نسائی (۱۹۰/۵) أحمد (۸/۲) ابن الجارود (٤٤۰) شرح معانی الآثار (۱٦٥/۲) بیهقی (۲۰۹/۵) حمیدی (٦۱۹) أبو یعلی (٥٤۲۸)]

(٤) [الروضة الندیة (٦۱۲/۱)]

مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا' پھر ان سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ (آئندہ سال رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لیے) ہتھیار نیام میں ڈال کر مکہ میں داخل ہوں گے۔''(۱)

خواتین کے لیے زیور اور رنگین کپڑے پہننا

امام بخاریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ

﴿ وَ لَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَ الْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ ﴾

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے لیے زیور' سیاہ یا گلابی کپڑے اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔''(۲)

خواتین کا سر کے بال کھولنا اور ان میں کنگھی کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَ أَنَا حَائِضٌ ' لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : " انْقُضِي رَأْسَكِ وَ امْتَشِطِي " وَ أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ ﴾

''میں مکہ آئی تو میں حائضہ تھی۔ (اس لیے) میں نہ تو بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ ہی صفا و مروہ کی سعی کر سکی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے سر (کے بال) کھول دے اور ان میں کنگھی کر لے'' اور حج کا احرام باندھ لے اور عمرہ چھوڑ دے۔''(۳)

(ابن قیمؒ) محرم کے لیے اپنے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے اور کتاب و سنت اور اجماع کی کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس کی ممانعت پر دلالت کرتی ہو۔(٤)

عمرہ کے احرام میں بھی وہی کچھ حرام و مباح ہے جو حج کے احرام میں ہے

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا تھا کہ جو عمرہ کے متعلق سوال کر رہا تھا اور اس کے کرتے

---

(۱) [بخاری (۱۸٤٤) کتاب العمرة : باب لبس السلاح للمحرم ' مسلم (۱۷۸۳) کتاب الجهاد والسير : باب صلح الحديبية فى الحديبية ' ابو داود (۱۸۳۲) کتاب المناسك : باب المحرم يحمل السلاح ' ابن حبان (٤۸٦۹) أبو يعلى (۱۷۰۳) بغوی (۲۷٤۹) بيهقى (۲۲٦/۹)]

(۲) [بخاری (قبل الحديث / ۱٥٤٥) کتاب الحج : باب ما يلبس المحرم من الثياب والأردية والأزر]

(۳) [مسلم (۱۲۱۱) کتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام]

(٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۷۳/٤)]

میں خوشبو لگی ہوئی تھی کہ

﴿ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوْقِ وَ اخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ ﴾

''اپنے کپڑے وغیرہ سے زردی یا فرمایا' خوشبو وغیرہ کا اثر دھوڈالو اور اپنا جبہ (کرتا) اتار ڈالو اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔'' (۱)



ممنوعاتِ احرام میں سے کسی فعل کے ارتکاب کا فدیہ

* حاجی یا معتمر اگر سوعاتِ احرام میں کسی فعل کا ارتکاب کرے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا۔
* فدیہ یہ ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بکری قربان کردے۔
* اگر کسی کو بیماری یا سر میں تکلیف کے باعث سر منڈوانا پڑے تو بھی یہی فدیہ دینا ہوگا۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ﴾

[البقرة : ۱۹۶]

''البتہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزے رکھ لے' خواہ صدقہ کردے' خواہ قربانی کردے۔''

(2) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دن میرے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جوئیں میرے سر سے برابر گر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ جوئیں تو تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' پھر تو سر منڈا لے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ منڈا لے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ''اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو' آخر آیت تک۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھ لے یا ایک فرق (تین صاع) غلے سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلا

(۱) [مسلم (۱۱۸۰) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرة]

دے یا جو میسر ہو (بکری وغیرہ) اس کی قربانی کردے۔'' (۱)

حالتِ احرام میں بیوی سے ہم بستری کا فدیہ

- اگر بیوی رضامند ہو تو ہم بستری کی صورت میں میاں بیوی دونوں کا حج باطل ہو جائے گا مگر انہیں اپنا یہ حج مکمل کرنا ہوگا۔
- آئندہ سال ان پر دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔
- آئندہ سال اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں یہ دونوں دوبارہ پچھلے سال والی غلطی نہ کر بیٹھیں انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھا جائے گا۔
- انہیں بطورِ فدیہ ایک ایک اونٹ قربان کرنا ہوگا۔
- اگر بیوی کو ہم بستری پر مجبور کیا گیا ہو تو جمہور علماء کے نزدیک اس کا اونٹ بھی شوہر پر ہی واجب ہوگا۔ جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہر صورت میں دونوں اونٹوں کی قربانی شوہر پر ہی ہوگی۔ (۲)

(1) حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُـمْ سُئِلُـوْا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ أَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ ' فَقَالُوْا : يُنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ لِوَجْهِهِمَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ' ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجُّ قَابِلٍ وَ الْهَدْيُ ' قَالَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ﴾

''ان سے ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جو حالتِ احرام میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ دونوں میاں بیوی (باقی) مناسکِ حج ادا کریں حتی کہ وہ اپنا حج مکمل کرلیں۔ پھر اگلے سال دوبارہ حج کریں اور انہیں قربانی بھی دینی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ پھر جب وہ اگلے سال حج کا احرام باندھیں تو انہیں (ایک دوسرے سے) جدا رکھا جائے حتی کہ وہ دونوں اپنا حج مکمل کرلیں۔'' (۳)

---

(۱) [بخاری (۱۸۱۵) کتاب العمرة : باب قول الله تعالیٰ : أو صدقة ' مسلم (۱۲۰۱)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: شرح المهذب (۳۹۹/۷) الأم للشافعي (۳٤۱/۲) بدائع الصنائع (۲۱۷/۲) المبسوط (۱۸/٤) الحجة على أهل المدينة (۳۰۸/۲) الكافي لابن عبد البر (ص / ۱۵۸) حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (٦۸/۲) هداية السالك (٦۲٦/۲)]

(۳) [موطا (۳۸۱/۱-۳۸۲) كتاب الحج : باب هدى المحرم إذا أصاب أهله ' بيهقي (۱٦۷/۵) وفي معرفة السنن والآثار (۱۵٤/٤)]



(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِأَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْحَرَ بَدَنَةً ﴾

''ان سے ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے منیٰ میں طوافِ افاضہ سے پہلے ہی اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ ایک اونٹ کی قربانی کرے۔''(۱)

(شیخ سلیم ہلالی) اگر کوئی محرم شخص اپنی بیوی سے جماع وہم بستری کر بیٹھے تو اس کا حج باطل ہو جائے گا مگر اسے حج مکمل کرنا ہوگا اور آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا۔(۲)

(بغوی) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(ابن حجر ہیثمیؒ) دورانِ حج وعمرہ بحالت احرام مباح یا حرام شرمگاہ میں جماع کر لینا کبیرہ گناہ ہے۔(٤)

(ابن قدامہؒ) اگر محرم شخص شرمگاہ میں جماع کر لے تو انزال کرے یا نہ کرے ان دونوں (میاں بیوی) کا حج فاسد ہو گیا۔ اب اگر تو اس نے بیوی کو جماع پر مجبور کیا تھا تو اس پر بطورِ فدیہ ایک اونٹ کی قربانی ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر رضامند تھی تو ان میں سے ہر ایک پر اونٹ کی قربانی لازم ہے۔(٥)

(ابن منذرؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ حالتِ احرام میں کسی بھی فعل کے ارتکاب سے حج فاسد نہیں ہوتا سوائے جماع وہم بستری کے۔(٦)

دورانِ احرام شکار کرنے کا فدیہ

* شکار کا فدیہ یہ ہے کہ شکار کردہ جانور کے بدلے اس جیسا جانور بطورِ فدیہ قربان کیا جائے۔
* یہ فیصلہ دو عادل شخص کریں گے کہ کون سا جانور شکار کردہ جانور کا بدل ہے۔ اونٹ، گائے یا بھیڑ بکری۔
* بدل مقرر کرنے کے بعد اس جانور کو حرم میں کسی جگہ قربان کر کے اس کا گوشت حدودِ حرم میں

(۱) [موطا (۳۸٤/۱) کتاب الحج : باب هدی المحرم إذا أصاب أهله ' بیهقی فی السنن الکبری (۱٦۸/٥) نصب الرایة للزیلعی (۱۲۷/۳)]

(۲) [موسوعة المناهی الشرعیة (۱۳٦/۲)]

(۳) [شرح السنة (۲۸۲/۷)]

(٤) [الزواجر (٤۳۸/۱)]

(٥) [المغنی لابن قدامة (۱٦٥/٥)]

(٦) [أیضا]

ہی مساکین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

* اگر وہ جانور میسر نہ ہو جسے بدل قرار دیا گیا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے کے مطابق بکری کے عوض 6 مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے گا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو 3 روزے رکھے جائیں گے۔ گائے کے عوض 20 مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو 20 روزے رکھے جائیں گے۔ اونٹ کے عوض 30 مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا اور اگر اس کی توفیق نہ ہو تو 30 روزے رکھے جائیں گے۔(۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ، عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ، وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴾ [المائدة : ۹۵]

''تم میں سے جو شخص اسے (یعنی شکار کو) جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔ خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں۔ تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ (گناہ) کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لے گا اور اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا ہے۔''

(جمہور) بھول کر یا غلطی سے بھی قتل ہو جائے تو فدیہ واجب ہوگا۔

یاد رہے کہ جانور کے مساوی ہونے سے مراد خلقت یعنی قد و قامت میں مساوی ہونا ہے' قیمت میں مساوی ہونا نہیں۔ جمہور علما، امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اسی کے قائل ہیں۔ مثلاً اگر ہرن کو قتل کیا ہے تو اس کی مثل بکری ہے۔ گائے کی مثل نیل گائے ہے وغیرہ۔ احناف کا موقف اس کے برخلاف ہے یعنی ان کے نزدیک مساوی ہونے سے مراد صرف قیمت میں مساوی ہونا ہے۔(۲)

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۲/۶۱۸)]

(۲) [تفسیر فتح القدیر (۲/۷۷۔۷۸) تفسیر فتح البیان (۲/۳۱۴) الروضة الندية (۱/۶۰۸)]



باب التلبیة — تلبیہ کا بیان

تلبیہ کا حکم

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

﴿ یَا آلَ مُحَمَّدٍ ! مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْیُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِیْ حَجَّةٍ ﴾

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو! تم میں سے جو حج کرے وہ حج میں عمرہ کا تلبیہ پکارے (یعنی تمتع کرے)۔''(۱)

(شیخ حسین بن عودہ) اس حدیث میں موجود حکم کی وجہ سے تلبیہ کہنا واجب ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے کسی ایک صحابی نے بھی تلبیہ نہیں چھوڑا۔(۲)

اس کے حکم میں فقہا نے اختلاف کیا ہے:

(شافعیؒ، احمدؒ) یہ سنت ہے۔

(مالکیہ) یہ واجب ہے اور اسے چھوڑنے والے پر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے۔

(ابوحنیفہؒ) تلبیہ احرام کی شرائط میں سے ہے۔ اس کے بغیر احرام صحیح نہیں ہوتا۔(۳)

تلبیہ کہنے کی فضیلت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَا مِنْ مُلَبٍّ یُلَبِّیْ إِلَّا لَبّٰی مَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ شِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا ﴾

''جب کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں جانب زمین کے آخری کناروں تک تمام پتھر، درخت اور کنکریاں سب لبیک پکارتے ہیں (جس کا اجر بھی تلبیہ کہنے والے کو ملتا ہے)۔''(٤)

---

(۱) [صحیح: السلسلة الصحیحة (٢٤٦٩) ابن حبان (٢٣١/٩) کتاب الحج: باب التمتع' شرح معانی الآثار للطحاوی (٣٧٩/١) احمد (٢٩٧/٦) أبو یعلی (١٦٦٩/٤)]

(۲) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (٣٤٤/٤)]

(۳) [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: المغنی (١٠٠/٥) نیل الأوطار (٣٢٠/٣) الحاوی (٨١/٤) الأم (٢٣٠/٢) المبسوط (١٨٧/٤) الهدایة (١٣٨/١) بدایة المجتهد (٢٦٨/١)]

(٤) [صحیح: صحیح ابن ماجة (٢٣٦٣) کتاب المناسك: باب التلبیة' المشکاة (٢٥٥٠) ابن ماجة (٢٩٢١) ترمذی (٨٢٨) کتاب الحج: باب ما جاء فی فضل التلبیة و النحر]



تلبیہ کے الفاظ

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ان الفاظ میں تھا:

﴿ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ' إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ ﴾

''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں' تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں' تمام حمد و تعریف تیرے لیے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہی ہیں۔ بادشاہی تیری ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔'' (۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ کے تلبیہ کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

﴿ لَبَّیْکَ إِلٰهَ الْحَقِّ ﴾

''حاضر ہوں میں' اے معبودِ برحق!۔'' (۲)

تلبیہ کے الفاظ میں زیادتی

(1) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کر لیا کرتے تھے:

﴿ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ بِیَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَالْعَمَلُ ﴾

''حاضر ہوں میں' حاضر ہوں میں' حاضر ہوں میں' اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے

---

(۱) [بخاری (۱۵٤۹) کتاب الحج : باب التلبیة ' مسلم (۱۱۸٤) کتاب الحج : باب التلبیة وصفتها ووقتها ' موطا (۳۳۱/۱) ابو داود (۱۸۱۲) کتاب المناسك : باب کیف التلبیة ' ترمذی (۸۲۵) کتاب الحج : باب ما جاء فی التلبیة ' نسائی (۱٦۰/۵) ابن ماجة (۲۹۱۸) کتاب المناسك : باب التلبیة ' أحمد (٤۸/۲) شافعی (۷۸۹) طیالسی (۱۰۱۵) دارمی (۳٤/۲) ابن الجارود (٤۳۳) شرح معانی الآثار (۱۲٤/۲) بیهقی (٤٤/۵) حمیدی (٦٦۰) طبرانی صغیر (۸۷/۱) ابن خزیمة (۲٦۲۱) ابن حبان (۳۸۰٤) الحلیة لأبی نعیم (۱۹٦/۸)]

(۲) [صحیح : صحیح نسائی (۲۵۷۹) کتاب مناسك الحج : باب إذا أهل بعمرة هل یجعل معها حجا ' نسائی (۲۷۵۳) ابن ماجه (۲۹۲۰) کتاب المناسك : باب التلبیة ' احمد (۳٤۱/۱) ابن خزیمة (۲٦۲۳) ابن حبان (۳۸۰۰) طحاوی (۱۲۵/۲) مستدرك حاکم (٤٤۹/۱ـ٤۵۰) امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

ہی ہاتھوں میں ہے۔ حاضر ہوں میں اور تیری ہی طرف رغبت کرتا ہوں اور عمل تیرے لیے ہی ہے۔''(۱)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ لوگ تلبیہ پکارتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی لبیک میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے:

﴿لَبَّیْکَ ذَا الْمَعَارِجِ، لَبَّیْکَ ذَا الْفَوَاضِلِ﴾

''حاضر ہوں میں' اے سیڑھیوں والے۔ حاضر ہوں میں' اے عظیم انعام واحسان والے۔''

لیکن آپ ﷺ یہ الفاظ سننے کے باوجود انہیں کچھ نہ کہتے۔(۲)

(شیخ حسین بن عودہ) اگرچہ تلبیہ کے الفاظ میں زیادتی جائز تو ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے نہیں روکا لیکن افضل آپ ﷺ کے الفاظِ تلبیہ کو اختیار کرنا ہی ہے۔(۳)

مردوں کو اونچی آواز سے تلبیہ کہنا چاہیے

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

﴿خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَصْرَخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا﴾

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے' ہم زور زور سے حج کا تلبیہ پکارتے تھے۔''(٤)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِیْ طَلْحَةَ وَ إِنَّهُمْ لَيَصْرِخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا : اَلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ﴾

''میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا جبکہ صحابہ کرام اور نبی کریم ﷺ حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا تلبیہ زور زور سے پکار رہے تھے۔''(٥)

(3) خلاد بن سائب اپنے والد (حضرت سائب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿أَتَانِیْ جِبْرِيْلُ ' فَأَمَرَنِیْ أَنْ آمُرَ أَصْحَابِیْ أَنْ يَّرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ﴾

''میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے

---

(۱) [مسلم (١١٨٤) كتاب الحج : باب التلبية و صفتها ووقتها]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (١٥٩٨) كتاب المناسك : باب كيف التلبية ' ابو داود (١٨١٣) حجة النبی للألبانی (ص / ٥٥)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٤٥/٤)]

(٤) [مسلم (١٢٤٧) كتاب الحج : باب التقصير فی العمرة ' ابن حبان (٣٧٩٣) احمد (١١٠١٤) بيهقی (٣١/٥) تحفة الأشراف (٤٣٢٢)]

(٥) [بخاری (٢٩٨٦) كتاب الجهاد والسير : باب الارتداف فی الغزو والحج]



تلبیہ کہنے کا حکم دوں۔‘‘(۱)

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ) عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پکارے کیونکہ اس کی آواز فتنہ ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ صرف اتنی آواز سے ہی تلبیہ کہے جسے وہ خود سن سکے‘ یہی اس کے لیے کافی ہے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اونچی آواز سے تلبیہ پکارنا مستحب ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔(۳)

بلند آواز سے تلبیہ کہنا اجر میں اضافے کا باعث ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ ﴾

’’نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا‘ جس میں بلند آواز سے تلبیہ پکارا جائے اور قربانی دی جائے۔‘‘(٤)

تلبیہ کب ختم کیا جائے گا؟

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾

’’نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔‘‘(٥)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (۲۳٦٤) كتاب المناسك : باب رفع الصوت بالتلبية ‘ صحيح ابو داود (۱٥۹۲) المشكاة (۲٥٤۹) ابن ماجة (۲۹۲۲) موطا (۳٣٤/۱) ابو داود (۱۸۱٤) نسائی (١٦٢/٥) ترمذی (۸۲۹) أحمد (٥٦/٤) مسند شافعی (۷۹٤) دارمی (٣٤/٢) حمیدی (۸٥۳) ابن خزیمة (٢٦٢٥) ابن حبان (۳۷۹۱) حاكم (٤٥٠/١)]

(۲) [مرعاة المفاتيح (٣٤٠/٦)]

(۳) [تحفة الأحوذی (٦٦١/٣)]

(٤) [**صحيح** : صحیح ابن ماجة (٢٣٦٦) الصحيحة (١٥٠٠) ترمذی (۸۲۷) كتاب الحج : باب ما جاء فی فضل التلبية و النحر‘ ابن ماجة (۲۹۲٤) كتاب المناسك : باب رفع الصوت بالتلبية ‘ دارمی (٣١/٢) ابن خزيمة (٢٦٣١) أبو يعلى (١١٧) حاكم (٤٥١/١) بيهقی (٤٢/٥)]

(٥) [بخاری (١٦٨٦ ‘ ١٦٨٧) كتاب الحج : باب التلبية و التكبير ‘ مسلم (١٢٨١) كتاب الحج : باب حجة النبی ‘ ابو داود (١٨١٥) كتاب المناسك : باب متى يقطع التلبية ‘ ترمذی (٩١٨) كتاب الحج : باب ما جاء متى تقطع التلبية فی الحج ‘ نسائی (٢٦٨/٥)]



فقہاء نے تلبیہ چھوڑنے کے وقت میں اختلاف کیا ہے:

(احمدؒ) جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے فراغت کے ساتھ ہی تلبیہ ختم ہو جائے گا۔

(جمہور) پہلی کنکری مارنے پر ہی تلبیہ ختم ہو جائے گا۔(۱)

(نوویؒ) جمہور کا مؤقف اتباعِ سنت کے زیادہ لائق ہے۔(۲)

(بیہقیؒ) اُس روایت کے متعلق فرماتے ہیں جس میں مذکور ہے ''آپ ﷺ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے'' کہ اس میں یہ ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دیا تھا (کیونکہ) پھر آپ ﷺ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔(۳)

علاوہ ازیں وہ روایت بھی اس کی مؤقف کی تائید کرتی ہے جسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ بِأَوَّلِ حَصَاةٍ ﴾

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ جمرۂ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔''(٤)

(راجح) امام احمدؒ وغیرہ کا مؤقف راجح ہے۔

جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ کی یہ روایت اسی کو ثابت کرتی ہے ﴿ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ مَعَ آخِرِ حَصَاةٍ ﴾ ''پھر آپ ﷺ نے آخری کنکری (پھینکنے) کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دیا۔''(٥)

(شوکانیؒ) انہوں نے امام احمدؒ کے مؤقف کو ترجیح دی ہے۔(٦)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۷)

(شیخ حسین بن عودہ) حاجی آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ ختم کرے۔(۸)

---

(۱) [سبل السلام (۹۹۲/۲)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۳۲/۵)]

(۳) [السنن الکبری للبیهقی (۲۲٤/٥)]

(٤) [ابن خزیمة (۲۸۸٦) بسند صحیح لغیره ' السنن الکبری للبیهقی (۲۲٤/٥) ' (۹٦۰۳)]

(٥) [ابن خزیمة (۲۸۸۷) السنن الکبری للبیهقی (۱۳۷/٥)]

(٦) [نیل الأوطار (۳٦۱/٤)]

(۷) [تحفة الأحوذی (۷۹٤/۳)]

(۸) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (٤۰٦/٤)]

عمرے میں تلبیہ کب ختم کیا جائے؟

دورانِ عمرہ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ ﴾

''نبی کریم ﷺ عمرے میں حجر اسود کا استلام کرتے ہی تلبیہ ختم کر دیتے۔'' (۱)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذیؒ رقمطراز ہیں کہ

''اہل علم کی اکثریت کا اسی پر عمل ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ امام سفیانؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔''

تلبیہ کے بعد دعا کے متعلق ایک ضعیف روایت

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ

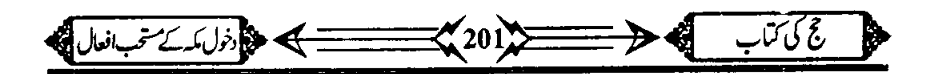
﴿ أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللَّهَ رِضْوَانَهُ وَ الْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ ﴾

''جب آپ ﷺ تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضامندی اور جنت کا سوال کرتے اور اللہ کی رحمت کے ساتھ (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگتے۔'' (۲)

---

(۱) [ترمذی (۹۱۹) کتاب الحج : باب ما جاء متی تقطع التلبية فی العمرة' ابن خزيمة (۲٦۹۷) ابو داود (۱۸۱۷)] اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے مرفوعاً ضعیف جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوفاً صحیح کہا ہے۔ [ضعیف ترمذی (۱۵۸) إرواء الغليل (۱۰۹۹) ضعیف ابو داود (۳۱٦)]

(۲) [ضعیف جدا : هداية الرواة (۲٤۸۵)' (۵٤/۳) مسند شافعی (۱۵۷/۲) بیهقی (٤٦/۵) دارقطنی (۲۳۸/۲)] شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ''صالح بن محمد بن زائدہ'' راوی ضعیف ہے۔ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث خزیمہ کی سند میں ''صالح بن محمد بن زائدہ مدنی'' راوی ضعیف ہے۔ [نیل الأوطار (۳۴۱/۳)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [تقریب التهذیب (۳۱۹۳)] امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے اور امام ابو حاتمؒ نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ [التاريخ الصغير (۱۰۳/۲) الجرح والتعديل (٤۱۱/٤)]



باب ما یستحب لدخول مکة و البیت
مکہ اور بیت اللہ میں داخلے کے لیے مستحب افعال کا بیان

وادیٔ ذی طویٰ میں رات گزارنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنزِلُ بِذِي طَوًى وَ يَبِيتُ بِهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ ، حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ ﴾

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو وادیٔ ذی طویٰ میں اتر کر وہاں رات گزارتے اور نماز فجر بھی وہیں ادا فرماتے۔''(۱)

غسل کرنا

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طَوًى ، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ وَ يَغْتَسِلُ وَ يُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ﴾

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حدودِ حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنے سے رک جاتے۔ رات ذی طویٰ میں گزارتے، صبح کی نماز وہیں ادا فرماتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔''(۲)

(شافعیؒ) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ بھی اس کے قائل ہیں کہ مکہ میں داخلے کے لیے غسل مستحب ہے۔(۳)

(ابن قدامہؒ) مکہ میں داخلے کے لیے غسل مستحب ہے۔(٤)

(شیخ عبداللہ بسام) مکہ میں داخلے کے وقت غسل مستحب ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ''فتح الباری'' میں رقمطراز ہیں کہ

---

(۱) [مسلم (۱۲۵۹) كتاب الحج : باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة والاغتسال لدخولها ودخولها نهارا ، نسائی (۲۸٦۲) بيهقی (۷۲/۵)]

(۲) [بخاری (۱۵۷۳) كتاب الحج : باب الاغتسال عند دخول مكة ، موطا (۷۱٤/۱) احمد (۵۰۸۲) ابو داود (۱۸٦۵) كتاب المناسك : باب دخول مكة]

(۳) [جامع ترمذی (بعد الحديث ، ۸۵۲)]

(٤) [المغنی لابن قدامة (۲۰۹/۵)]

امام ابن منذرؒ نے فرمایا ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مکہ میں داخلے کے وقت غسل مستحب ہے۔ (۱)

دن کے وقت مکہ میں داخل ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

﴿ بَاتَ النَّبِیُّ ﷺ بِذِی طُوًی حَتّٰی أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَکَّةَ ' وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُهُ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے ذی طویٰ میں رات گزاری۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (۲)

ثَنِیَّه عُلْیَا کی جانب سے مکہ میں داخل ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَکَّةَ مِنْ کَدَاءٍ مِنَ الثَّنِیَّةِ الْعُلْیَا الَّتِیْ بِالْبَطْحَاءِ وَ یَخْرُجُ مِنَ الثَّنِیَّةِ السُّفْلٰی ﴾

''رسول اللہ ﷺ ''ثنیہ علیا'' (اوپر والی گھاٹی یعنی جنت المعلیٰ) مقامِ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتے جو بطحاء میں ہے اور ثنیہ سفلی (نیچے والی گھاٹی یعنی باب شبیکہ) کی طرف سے نکلتے تھے۔'' (۳)

باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ فِیْ عُقَدِ قُرَیْشٍ ' فَلَمَّا دَخَلَ مَکَّةَ دَخَلَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ الْأَعْظَمِ ﴾

''قریش سے معاہدہ کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو (مسجدِ حرام میں) اسی عظیم دروازے (باب بنی شیبہ) سے داخل ہوئے۔'' (٤)

---

(۱) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (١٣٥/٤)]

(۲) [بخاری (١٥٧٤) کتاب الحج : باب دخول مکة نهارا أو لیلا]

(۳) [بخاری (١٥٧٦) کتاب الحج : باب من أین یدخل مکة ' مسلم (١٢٥٧) کتاب الحج : باب استحباب دخول مکة من الثنیة العلیا والخروج منها من الثنیة السفلی ' ابو داود (١٨٦٦) کتاب المناسك : باب دخول مکة ' ابن ماجه (٢٩٤٠) کتاب المناسك : باب دخول مکة ' نسائی (٢٨٦٥) دارمی (١٩٢٨) ابن خزیمة (٩٦١) بغوی (١٨٩٥) بیهقی (٧١/٥)]

(٤) [صحیح : صحیح ابن خزیمة (٢٧٠٠) کتاب الحج : باب استحباب دخول المسجد من باب بنی شیبة]



(ابن قدامہؒ) باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہونا مستحب ہے۔(۱)

❏ واضح رہے کہ مسجدِ حرام کی توسیع ہو جانے کے باعث اب "باب بنی شیبہ" باب السلام کے سامنے ہے یعنی اگر کوئی حاجی یا معتمر باب السلام سے داخل ہو اور مسجدِ حرام کی جانب چلتا جائے تو وہ باب بنی شیبہ سے از خود داخل ہو جائے گا۔

مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ﴾

"(میں) اللہ کے نام کے ساتھ (مسجد میں داخل ہوتا ہوں)۔اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

جیسا کہ مندرجہ ذیل صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے:

(1) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ : " بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ " ﴾

"رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے' اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوتا ہوں اور سلامتی ہو اللہ کے رسول پر۔اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"(۲)

(2) ایک دوسری روایت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ " صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَ سَلَّمَ " ﴾

"رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتے۔"(۳)

(3) حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ : " اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ " ﴾

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے' اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"(٤)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (٥/ ٢١٠)]

(۲) [صحيح : صحيح ابن ماجه (٦٢٥) كتاب المساجد : باب الدعاء عند دخول المسجد ' ابن ماجه (٧٧١)]

(۳) [صحيح : صحيح ترمذی ترمذی (٣١٤) كتاب الصلاة : باب ما جاء ما يقول عند دخول المسجد]

(٤) [مسلم (٧١٣) كتاب صلاة المسافرين : باب ما يقول إذا دخل المسجد]

نمازیوں کے آگے سے گزرنے کا گناہ

مسجد حرام یا مسجد نبوی میں بھی نمازیوں کے آگے سے گزرنے کا وہی گناہ ہے جو گناہ عام مساجد میں ان کے آگے سے گزرنے کا ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اس عمل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث نبوی ہے کہ

﴿ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ﴾

''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کام کا کتنا گناہ ہے تو اسے نمازی کے آگے سے گزرنے کے مقابلے میں چالیس (سال) تک وہاں کھڑا رہنا زیادہ پسند ہو۔''

مسند بزار میں ایک دوسری سند سے ہے کہ ﴿ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا ﴾ ''چالیس خزاں'' (تک کھڑا رہنا پسند ہو)۔(۱)

نمازیوں کو مسجد حرام میں بھی سترہ کا التزام کرنا چاہیے

جیسا کہ مندرجہ ذیل صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم موجود ہے:

(1) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا ﴾

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو (کر کھڑا ہو)۔(۲)

(2) حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لِيَسْتَتِرْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ وَلَوْ بِسَهْمٍ ﴾

''تمہیں نماز میں سترہ ضرور قائم کرنا چاہیے خواہ ایک تیر ہی ہو۔''(۳)

☐ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ مسجد حرام میں نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کی

---

(۱) [بخاری (۵۱۰) كتاب الصلاة : باب إثم المار بين يدى المصلى ' مسلم (۵۰۷) كتاب الصلاة : باب منع المار بين يدى المصلى ' أبو داود (۷۰۱) كتاب الصلاة : باب ما ينهى عنه من المرور بين يدى المصلى ' ترمذى (۳۳٦) كتاب الصلاة : باب ما جاء فى كراهية المرور بين يدى المصلى ' نسائى (٦٦/۲) ابن ماجة (۹٤۵) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب المرور بين يدى المصلى ' ابن خزيمة (۸/۳)]

(۲) [حسن : صحيح أبو داود (٦٤٦) كتاب الصلاة : باب ما يومر المصلى أن يدرأ عن الممر بين يديه ' أبو داود (٦۹۸) ابن ماجة (۹۵٤) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ادرأ ما استطعت ' بيهقى (۲٦۷/۲)]

(۳) [صحيح : أحمد (٤۰٤/۳) أبو يعلى (۲۳۹/۲) المجموع (٦١/۲)] امام ہیثمی بیان کرتے ہیں کہ احمد (کی اس حدیث کے) کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ شیخ احمد شاکر کہتے ہیں کہ مسند احمد میں یہ حدیث دو صحیح سندوں کے ساتھ موجود ہے۔ [التعليق على الترمذى (۱۵۸/۲)] شیخ محمد صبحی حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام (۳۲۹/۱)]

دلیل وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ ''کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کو باب بنی سہم کے قریب نماز پڑھتے دیکھا۔ لوگ آپ ﷺ کے سامنے سے گزر رہے تھے اور لوگوں اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی سترہ نہ تھا۔'' لیکن یاد رہے کہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ مؤقف درست نہیں۔ (۱)

مسجد حرام میں ممنوعہ اوقات میں طواف اور نماز کی ادائیگی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يَا بَنِيُ عَبُدِ مَنَافٍ لَا تَمُنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنُ لَيُلٍ أَوُ نَهَارٍ ﴾

''اے عبد مناف کی اولاد! بیت اللہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو منع نہ کرو اور نہ کسی نماز پڑھنے والے کو (نماز پڑھنے سے) خواہ وہ شب و روز کی کسی گھڑی میں یہ کام کرے۔'' (۲)

مسجد حرام میں تَحِيَّةُ الْمَسُجِد کا حکم

''تَحِيَّةُ الْمَسُجِد'' سے مراد مسجد میں بیٹھنے سے پہلے ادا کیے جانے والے دو نفل ہیں۔ ان دو رکعتوں کی ادائیگی کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ لہٰذا عام مساجد کی طرح مسجد حرام میں بیٹھنے سے پہلے بھی ان دو رکعتوں کا التزام کرنا چاہیے۔

یاد رہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو محرم نہیں ہیں۔ البتہ وہ حضرات جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ اگر کسی فرض نماز کا وقت نہ ہو تو وہ آتے ہی سب سے پہلے طواف کریں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہی سنت ہے۔ جیسا کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ قَدُ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخُبَرَتُنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيُءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيُتِ، ثُمَّ لَمُ تَكُنُ عُمُرَةً، ثُمَّ حَجَّ أَبُوبَكُرٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيُءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيُتِ، ثُمَّ لَمُ تَكُنُ عُمُرَةً، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثُمَانُ مِثُلَ ذٰلِكَ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے حج ادا کیا۔ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا' اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ کا عمرہ نہیں تھا (کیونکہ آپ ﷺ قارن تھے)۔ پھر نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو

---

(۱) [ضعیف: ضعیف ابو داود (۴۳۶) کتاب المناسك: باب فی مكة' ابو داود (۲۰۱۶)]

(۲) [صحیح: صحیح ترمذی (۶۸۸) أبو داود (۱۸۹۴) کتاب المناسك: باب الطواف بعد العصر' ترمذی (۸۶۸) کتاب الحج: باب ما جاء فی الصلاة بعد العصر' نسائی (۲۹۲۴) کتاب مناسك الحج: باب إباحة الطواف فی کل الأوقات' ابن ماجة (۱۲۵۴) بیهقی (۴۶۱/۲) أحمد (۸۰/۴)]

انہوں نے پہلا کام جو کیا وہ بیت اللہ کا طواف تھا لیکن عمرہ نہ تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔'' (۱)

بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

کیونکہ ابن جریج کی جس روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور یہ دعا کرتے:

" اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَ مَهَابَةً ، وَ زِدْ مَنْ شَرَّفَهُ وَكَرَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَبِرًّا "

وہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ (۲)

(شوکانیؒ) حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز ثابت نہیں ہے جو بیت اللہ کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو اور یہ ایک شرعی حکم ہے جو دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ (۳)

بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کرنا

اس ضمن میں نبی کریم ﷺ سے تو کچھ ثابت نہیں ہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو یہ دعا کرتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ﴾

''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے لہٰذا اے پروردگار! تو ہمیں سلامتی کے ساتھ ہی زندہ رکھ۔'' (٤)

---

(۱) [بخاری (١٦٤١) كتاب الحج : باب الطواف على وضوء ' مسلم (١٢٣٥) كتاب الحج : باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى من البقاء على الإحرام وترك التحلل ' ابن حبان (٣٨٠٨) ابن خزيمة (٢٦٩٩) شرح السنة للبغوی (١٨٩٨) بيهقی (١٨٩٨)]

(۲) [مسند شافعی (٣٣٩/١) كتاب الحج : باب فيما يلزم الحاج بعد الدخول مكة ' كتاب الأم (٢٥٢/٢) كتاب الحج : باب القول عند رؤية البيت ' بيهقی فی السنن الكبری (٧٣/٥) امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی حدیث میں ابن جریج اور نبی کریم ﷺ کے درمیان انقطاع ہے اور اس کی سند میں سعید بن سالم القداح راوی ہے اس میں مقال ہے۔ [نيل الأوطار (٣٨٥/٣)] اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں۔]

(۳) [نيل الأوطار (٣٨٥/٣)]

(٤) [ابن أبی شيبة (١٥٧٥٧) تلخيص الحبير (٢٥٧/٢)]



باب الطواف و السعی — طواف وسعی کا بیان



طواف

فضیلتِ طواف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ ﴾

''جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں ادا کیں اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔'' (۱)

طواف کی اقسام

طواف کی پانچ اقسام ہیں:

(1) طَوَافِ قُدُوم: مکہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے جو طواف کیا جاتا ہے۔

(2) طَوَافِ عُمْرَہ: جو طواف عمرہ ادا کرنے والا شخص مکہ میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے کرتا ہے۔

(3) طَوَافِ اِفَاضَہ: جو طواف دس ذی الحجہ کو منیٰ میں قربانی کے بعد کیا جاتا ہے۔

(4) طَوَافِ وَدَاع: جو طواف حج سے فراغت کے بعد مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔

(5) نفلی طواف: گزشتہ تمام طوافوں کے علاوہ کیا جانے والا ہر طواف اس میں شامل ہے۔

طواف کا حکم

❶ طَوَافِ قُدُوم: حجِ افراد کرنے والے کے لیے طواف قدوم مسنون ہے کیونکہ وہ اگر میدانِ عرفات میں کچھ دیر وقوف اور مزدلفہ میں نماز فجر پالے تو اس کا حج ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس طواف کے بغیر سیدھا منیٰ یا مزدلفہ بھی جا سکتا ہے۔ حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والے کے لیے طواف قدوم عمرے کا حصہ ہونے کی وجہ سے واجب ہے۔

طواف قدوم کے حکم میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے:

---

(۱) [**صحیح**: صحیح ابن ماجہ (۲۳۹۳) کتاب المناسک: باب فضل الطواف، السلسلة الصحيحة (۲۷۲۵) ابن ماجه (۲۹۵٦)]

(جمہور، شوکانیؒ) طواف قدوم فرض ہے۔
(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔
(ابو حنیفہؒ) یہ طواف سنت ہے۔
(شافعیؒ) اس کا حکم تحیۃ المسجد کی طرح ہے۔(۱)

❷ طَوَافِ عُمْرَہ: طوافِ عمرہ بہر حال ضروری ہے کیونکہ یہ عمرہ کا رکن ہے'اس کے بغیر عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔
❸ طَوَافِ اِفَاضَہ: یہ طواف حج کا رکن ہونے کی وجہ سے بہر صورت ضروری ہے'اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔
❹ طَوَافِ وَدَاع: یہ طواف واجب ہے البتہ حیض یا نفاس والی عورت کے لیے اس کی رخصت ہے۔
❺ نفلی طواف: یہ طواف مستحب ہے جو انسان کسی بھی وقت کر سکتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

❑ معتمر کا طوافِ عمرہ ہی طوافِ قدوم ہے۔نفلی طواف کا حکم واضح ہے۔جبکہ طوافِ افاضہ اور طوافِ وداع کا قدرے تفصیلی بیان آئندہ ابواب کے تحت ملاحظہ فرمایئے۔

مکہ پہنچتے ہی طوافِ قدوم کیا جائے گا

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ فَقَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَ الْمَوْقِفَ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا اور عرفات جانے سے پہلے طواف کیا۔''(۲)

(2) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتلایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ (مسجد حرام) تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔''(۳)

طواف کے لیے وضوء کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ﴾

---

(۱) [نيل الأوطار (۳۸٦/۳) الروضة الندية (٦١٧/١)]
(۲) [مسلم (۱۲۳۳) كتاب الحج : باب استحباب طواف القدوم للحاج ' نسائی فی السنن الکبری (۳۹۰۵/۲) تحفة الأشراف (۸۵۵۵)]
(۳) [بخاری (۱٦٤١) كتاب الحج : باب الطواف على وضوء]



''آپ ﷺ نے وضوء کیا' پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔''(۱)

واضح رہے کہ طواف کے لیے وضوء شرط یا واجب نہیں ہے کیونکہ اس ضمن میں صرف مذکورہ حدیث ہی مروی ہے جس میں محض آپ ﷺ کے فعل کا ہی ذکر ہے اور یہ بات اصول میں ثابت ہے کہ مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔

(البانیؒ) رقمطراز ہیں کہ اکثر سلف طواف کے لیے نماز کی شروط عائد نہیں کرتے۔

(ابو حنیفہؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابن تیمیہؒ) اسی کو درست قرار دیتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ جنہوں نے طواف کے لیے وضو واجب قرار دیا ہے ان کے پاس اصلاً کوئی دلیل ہی نہیں۔

(صدیق حسن خانؒ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۲)

(ڈاکٹر عائض القرنی) طواف کے لیے وضو مستحب ہے۔(۳)

تاہم جو لوگ طواف کے لیے وضو ضروری قرار دیتے ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ ﴾

''بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مانند ہے۔''(٤)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

﴿ أَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ ﴾

''دورانِ طواف کم کلام کیا کرو کیونکہ بے شک تم نماز میں ہوتے ہو۔''(٥)

---

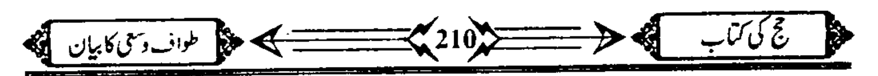
(۱) [بخاری (۱٦٤۱ ' ۱٦٤۲) كتاب الحج : باب الطواف على الوضوء ' مسلم (۱۲۳٥) كتاب الحج : باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى ' ابن حبان (۳۸۰۸) شرح السنة للبغوى (۱۸۹۸) ابن خزيمة (۲٦۹۹) بيهقى (۱۸۹۸)]

(۲) [التعليقات الرضية على الروضة الندية (۲/۹٤) مجموع الفتاوى (۲/٤٥۳) الروضة الندية (۱/٦۲٤) الأخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص / ۱۷۷)]

(۳) [فقه الدليل (ص / ۲٥۹)]

(٤) [صحيح : صحيح ترمذى (۷٦۷) كتاب الحج : باب ما جاء فى الكلام فى الطواف ' إرواء الغليل (۱۲۱) المشكاة (۲٥۷٦) ترمذى (۹٦۰) دارمى (۲/٤٤) ابن خزيمة (۲۷۳۹)]

(٥) [صحيح موقوف : صحيح نسائى (۲۷۳٦) كتاب مناسك الحج : باب إباحة الكلام فى الطواف ' نسائى (۲۹۲۳)] شیخ یحیی حسن حلاق نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على الروضة الندية (۱/٦۲٥)]



(احمدؒ، مالکؒ، شافعیؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(شوکانیؒ) وجوب کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔(۱)

اگر دورانِ طواف وضوء ٹوٹ جائے

تو دوبارہ وضوء کرنا بہتر تو ہے کیونکہ باوضوء ہو کر ہی طواف کرنا مسنون ہے لیکن یہ ضروری نہیں کیونکہ طواف کے لیے وضوء شرط یا واجب نہیں۔

(ابن تیمیہؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۲)

طوافِ قدوم کے لیے اضطباع کی حالت اختیار کرنا

اضطباع یعنی دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یہ حالت طواف قدوم (اور طوافِ عمرہ) میں صرف مردوں کے لیے مسنون ہے۔

(1) حضرت یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ ﴾

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا' آپ سبز چادر کے ساتھ اضطباع کی حالت میں تھے۔''(۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ أَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوْا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ ' فَرَمَلُوْا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَ جَعَلُوْا أَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ ثُمَّ قَذَفُوْهَا عَلَى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرَى ﴾

''رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مقامِ جعرانہ سے عمرہ کیا۔ بیت اللہ کے تین چکر رمل کے ساتھ کیے اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھوں پر ڈال دیا۔''(٤)

(جمہور) دورانِ طواف یہ حالت مستحب ہے۔

---

(۱) [المغنی (۲۲۳/٥) السیل الجرار (۱۹۱/۲)]

(۲) [مجموع الفتاوی لابن تیمیه (۱۲۳/۲٦-۱۲٦)]

(۳) [حسن : صحیح ابو داود (۱٦٥٨) کتاب المناسك :باب الاضطباع فی الطواف' ابو داود (۱۸۸۳) ترمذی (۸٥۹) کتاب الحج : باب ما جاء أن النبی طاف مضطبعا' ابن ماجه (۲۹٥٤) کتاب المناسك : باب الاضطباع' احمد (۲۲۲/٤)]

(٤) [صحیح : هدایة الرواة (۲٥۱۸)' (٦۹/۳) إرواء الغلیل (۱۰۹٤) ابو داود (۱۸۸٤) کتاب المناسك : باب الاضطباع فی الطواف' احمد (۳۰٦/۱) بیهقی (۷۹/٥)]

(اصحاب شافعی) یہ حالت صرف اس طواف میں مستحب ہے جس میں رمل مشروع ہے (یعنی صرف طواف قدوم میں)۔(۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دورانِ طواف اضطباع مستحب ہے۔(۲)

(شیخ ابن بازؒ) طوافِ قدوم میں محرم کے لیے اضطباع مسنون ہے۔(۳)

ستر ڈھانپے بغیر طواف نہ کیا جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الوِدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ، أَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ : أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ "وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ" ﴾

''مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس حج میں جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حجۃ الوداع سے پہلے امیر مقرر فرمایا تھا' قربانی کے روز ایک جماعت میں بھیجا اور یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں حالت میں بیت اللہ کا طواف کرے۔''(٤)

(نوویؒ) اس حدیث سے ہمارے اصحاب اور دیگر اہل علم نے استدلال کیا ہے کہ ستر ڈھانپنا طواف کے لیے شرط ہے۔(٥)

(جمہور) صحتِ طواف کے لیے ستر ڈھانپنا شرط ہے۔

(احناف) ستر ڈھانپنا شرط نہیں ہے۔(٦)

(شیخ سلیم ہلالی) دورانِ طواف ستر ڈھانپنا واجب ہے۔(۷)

---

(۱) [نيل الأوطار (۳۸۷/۳)]

(۲) [تحفة الأحوذى (۷۰۲/۳)]

(۳) [مجموع الفتاوى لابن باز (۲۰۹/۱۷)]

(٤) [بخارى (٤٦٥٦) كتاب التفسير : باب قوله : وأذان من الله ورسوله ، مسلم (١٣٤٧) كتاب الحج : باب لا يحج البيت مشرك ولا يطوف بالبيت عريان وبيان يوم الحج الأكبر ' ابو داود (١٩٤٦) كتاب المناسك : باب يوم الحج الأكبر ' نسائى (٢٩٥٧) شرح السنة للبغوى (١٩١٢) بيهقى (٨٧/٥)]

(٥) [شرح مسلم للنووى (٢٤٥/٥)]

(٦) [نيل الأوطار (٣٩٦/٣)]

(٧) [موسوعة المناهى الشرعية (١٢٧/٢)]

عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں لیکن ان کے ساتھ اختلاط نہ کریں

عطاؒ فرماتے ہیں کہ جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو انہوں (یعنی عطاؒ) نے اس سے کہا تم کس دلیل کی بنا پر عورتوں کو اس سے منع کر رہے ہو؟

﴿ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ ﴾

''حالانکہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں نے بھی مردوں کے ساتھ ہی طواف کیا تھا۔''

ابن جریج نے پوچھا یہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے یا اس سے پہلے کا؟ انہوں نے کہا میری عمر کی قسم! میں نے انہیں پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد دیکھا۔ اس پر ابن جریج نے پوچھا کہ پھر مرد عورت مل جل جاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ

﴿ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ ، كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ ﴾

''اختلاط نہیں ہوتا تھا' عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ رہ کر ایک الگ کونے میں طواف کرتی تھیں' ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔''(۱)

حائضہ طواف کے علاوہ تمام افعالِ حج سرانجام دے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ طَمِثْتُ ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَ أَنَا أَبْكِي ، فَقَالَ : لَعَلَّكِ نَفِسْتِ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ﴾

''ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں نکلے' ہمارا مقصود صرف حج کرنا تھا۔ جب ہم مقامِ سرف پر پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی۔ دریں اثنا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ شاید تم حائضہ ہو گئی ہو؟ میں نے کہا' جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر فرما دیا ہے۔ پس تم حجاج والے تمام افعال سرانجام دو' البتہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔''(۲)

---

(۱) [بخاری (۱۶۱۸) کتاب الحج : باب طواف النساء مع الرجال]

(۲) [بخاری (۳۰۵) کتاب الحیض : باب تقضی الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت ' مسلم (۱۲۱۱) أحمد (۲٤٥/٦)]

(امیر صنعانیؒ) اس مسئلے پر اجماع ہے۔(۱)

دوران حج مانع حیض ادویات کا استعمال

(شیخ ابن بازؒ) ایسی ادویات کے استعمال میں کوئی حرج نہیں تا کہ عورت لوگوں کے ساتھ طواف کر سکے اور دیگر اعمال حج میں بھی ان سے پیچھے نہ رہے۔(۲)

(شیخ ابن عثیمینؒ) جواز کے ہی قائل ہیں۔(۳)

طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے کی جائے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے۔''(٤)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ﴾

''رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو (پہلے) حجر اسود کے پاس آ کر اسے بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔''(٥)

طواف شروع کرنے کی دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْبَيْتَ فَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ وَ يَقُوْلُ : " بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ " ﴾

---

(۱) [سبل السلام (۲۳۸/۱)]

(۲) [مجموع الفتاوی لابن باز (۶۱/۱۷)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (۲۸۳/٤)]

(٤) [بخاری (۱۶۰۳) كتاب الحج : باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة أول ما يطوف]

(٥) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۸۷۷) كتاب المناسك : باب فی رفع اليد إذا رأى البيت ' ابو داود (۱۸۷۲)]

''نبی کریم ﷺ بیت اللہ تشریف لاتے تو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور کہتے '' بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ''۔(۱)

طواف کرنے والا کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھ کر دائیں جانب چلے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا ﴿ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ ﴾ ''پھر اس کی دائیں جانب چلنا شروع کر دیا۔''(۲)

طواف کے چکر اور رمل

* طواف کے سات چکر ہیں اور پہلے تین چکروں میں رمل یعنی ہلکی ہلکی دوڑ لگانا مسنون ہے۔
* یاد رہے کہ رمل صرف پہلے طواف یعنی طواف قدوم میں ہی کیا جائے گا۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَ يَمْشِي أَرْبَعَةً ﴾

''نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طواف قدوم) کرتے تو اس کے (پہلے) تین چکروں میں آپ ﷺ دوڑتے اور (باقی) چار میں معمول کے مطابق چلتے۔''(۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے طواف زیارت کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔''(٤)

❑ واضح رہے کہ اگر تینوں چکروں میں سے پہلے میں رمل رہ جائے تو بقیہ دونوں میں کرے اور اگر دونوں میں رہ جائے تو تیسرے میں کرے اور اگر تیسرے میں بھی رہ جائے تو رمل ساقط ہو جائے گا اور جو رمل کرنا بھول جائے تو اس پر کوئی اعادہ یا قضا نہیں۔

(ابن قدامہؒ) جو شخص رمل بھول جائے اس پر کوئی اعادہ نہیں۔(٥)

---

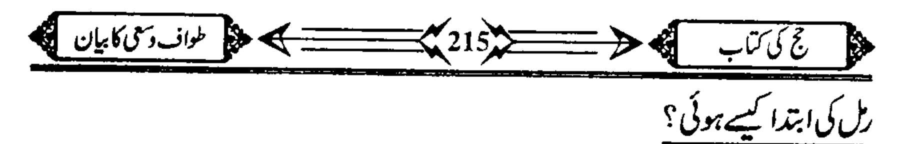
(۱) [احمد مع الفتح الربانی (۷/۱۲)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (۸۵٦) کتاب الحج : باب ما جاء کیف الطواف]

(۳) [بخاری (۱٦۱۷) کتاب الحج : باب من طاف بالبیت إذا قدم ' مسلم (۱۲٦۱) کتاب الحج : باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة وفی الطواف الأول من الحج ' ابو داود (۱۸۹۳) کتاب المناسك : باب الدعاء فی الطواف ' نسائی (۲۳۰/۵) أحمد (۱۳/۲) ابن خزیمة (۲۷٦۲)]

(٤) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷٦۲) کتاب المناسك : باب الإفاضة فی الحج ' ابو داود (۲۰۰۱)]

(٥) [المغنی لابن قدامة (۲۲۲/۵)]



رمل کی ابتدا کیسے ہوئی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ : إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَن يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَ أَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَن يَّرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ ﴾

''رسول اللہ ﷺ جب (عمرۃ القضاء کے لیے 7ھ میں) مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد ﷺ آئے ہیں اوران کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جنہیں یثرب (یعنی مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے قوت کا اظہار ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسبِ معمول چلیں اور آپ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب چکروں میں رمل کریں اس لیے کہ ان پر آسانی رہے۔''(۱)

معلوم ہوا کہ رمل ایک خاص مقصد کے پیش نظر مشروع ہوا تھا۔ اگرچہ وہ صورت تو آج موجود نہیں لیکن پھر بھی سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے رمل کو ترک نہیں کیا جائے گا تاکہ عروجِ اسلام کا دور بھی یاد رہے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا کہ اگرچہ اب وہ صورت تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ﴿ لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ ''ہم کسی ایسے کام کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔''(۲)

ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ختم ہو گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَ مَشَى أَرْبَعًا ﴾

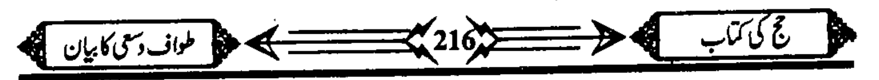
''رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین (چکروں میں) رمل کیا اور (باقی) چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۶۰۲) کتاب الحج : باب کیف کان بدء الرمل' مسلم (۱۲۶۶) کتاب الحج : باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة وفی الطواف الأول' أحمد (۲۹۰/۱) نسائی (۲۳۰/۵) (۲۹٤٥) ابن خزیمة (۲۷۲۰)]

(۲) [حسن صحیح : صحیح ابو داود (۱۶۶۲) کتاب المناسك : باب فی الرمل' ابو داود (۱۸۸۷) ابن ماجة (۲۹۵۲) کتاب المناسك : باب الرمل حول البیت' أحمد (٤٥/۱) ابن خزیمة (۲۷۰۸)]

(۳) [مسلم (۱۲۶۲) کتاب الحج : باب استحباب الرمل فی الطواف' ابو داود (۱۸۹۱) کتاب المناسك باب فی الرمل' نسائی فی السنن الکبری (۳۹۳۸/۲) دارمی (۱۸٤۲)]



(ابن قدامہؒ) ہر چکر حجر اسود سے حجر اسود تک ہے۔(۱)

طواف کے تمام چکر حطیم کے باہر سے لگائے جائیں

کیونکہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے اور بیت اللہ کے اندر نہیں بلکہ اس کے گرد طواف کے چکر لگانا مسنون ہے۔

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قُلْتُ : فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ ؟ قَالَ : إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ ' قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا ؟ قَالَ : فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَ يَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا ' وَ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَ أَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ ﴾

''میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں شامل نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تمہاری قوم کے پاس خرچ کم پڑ گیا تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا تا کہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔''(۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

﴿ الْحِجْرُ مِنَ الْبَيْتِ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مِنْ وَرَاءِهِ ﴾

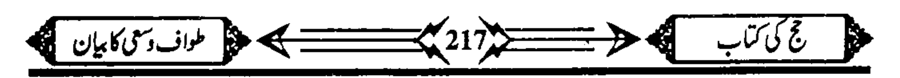
''حجر (یعنی حطیم) بیت اللہ کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے سے بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔''(۳)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۲۱۷/۵)]

(۲) [بخاری (۱۵۸٤) کتاب الحج : باب فضل مکة وبنیانها ' مسلم (۱۳۳۳) کتاب الحج : باب نقض الکعبة وبنائها ' موطا (۸۱۳) کتاب الحج : باب ما جاء فی بناء الکعبة ' احمد (۲٤۷٦۳) ابن ماجه (۲۹۵۵) کتاب المناسك : باب الطواف بالحجر ' ترمذی (۸۷۵) کتاب الحج : باب ما جاء فی کسر الکعبة ' ابن حبان (۳۸۱۵) عبد الرزاق (۱۹۰٦) أبو یعلی (٤۳٦۳)]

(۳) [صحیح : صحیح ابن خزیمة (۲۷٤۰) کتاب الحج : باب الطواف من وراء الحجر ' السنن الکبری للبیهقی (۹۰/۵)]



دورانِ طواف مسنون دعا

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ : " رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ " ﴾

''میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ دو رکنوں (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی) کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا وآخرت میں خیر و بھلائی عطا فرما اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھ۔'' (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''رکن یمانی کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے گئے ہیں لہٰذا جس نے کہا " اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا ...... عَذَابَ النَّارِ " تو وہ تمام فرشتے آمین کہیں گے۔''

اور ایک دوسری روایت کے مطابق' جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صرف یہ کلمات کہے " سُبْحَانَ اللّٰهِ ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ' وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ " اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی' دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور دس درجے بلند کر دیے جائیں گے۔''

وہ ضعیف ہے۔(۲)

❑ دورانِ طواف دیگر اذکار ودعائیں یا تلاوتِ قرآن وغیرہ بھی کی جاسکتی ہے۔

طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دینا اور تکبیر کہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيْرٍ ' كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ ﴾

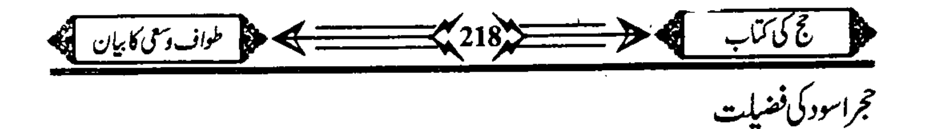
''نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف ایک اونٹنی پر سوار ہو کر کیا۔ جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔'' (۳)

---

(۱) [حسن : صحيح ابو داود (۱٦٦٦) كتاب المناسك : باب الدعاء فى الطواف ' ابو داود (۱۸۹۲) أحمد (٤١١/٣) مسند شافعى (٣٤٧/١) عبدالرزاق (٨٩٦٣) ابن خزيمة (٢٧٢١) ابن حبان (٣٨٢٦) حاكم (٤٥٥/١) بيهقى (٨٤/٥) شرح السنة (٧٧/٤)]

(۲) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (٦٤٠) كتاب المناسك : باب فضل الطواف ' المشكاة (٢٥٩٠) ضعيف الجامع (٥٦٨٣) ابن ماجة (٢٩٥٧)]

(۳) [بخارى (١٦١٣) كتاب الحج : باب التكبير عند الركن]



حجر اسود کی فضیلت

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ هُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ ﴾

''حجر اسود جنت سے اترا ہے' یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿ إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ﴾

''بلاشبہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے قیمتی پتھروں میں سے دو قیمتی پتھر ہیں۔ اللہ نے ان دونوں کی روشنی کو ختم کر دیا ہے۔ اگر اللہ ان دونوں کی روشنی کو ختم نہ کرتا تو ان میں سے ہر ایک مشرق اور مغرب کے درمیانی حصے کو روشن کر دیتا۔'' (۲)

حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت پر عمل کے لیے ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ : إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ﴾

''انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو پتھر ہے اور کسی قسم کے نفع و نقصان کا مالک نہیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔'' (۳)

---

(۱) [حسن صحيح : هداية الرواة (۲۵۱۰) كتاب المناسك : باب دخول مكة والطواف ' الصحيحة (۲٦۱۸) ترمذی (۸۷۷) كتاب الحج : باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام ' نسائی (۲۲٦/۵) اس روایت کو ضیاء مقدسی نے صحیح کہا ہے۔ [المختارة (۲۳۸/۲)]

(۲) [صحيح : صحيح ترمذی ' ترمذی (۸۷۸) كتاب الحج : باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام ' صحيح ابن حبان (۱۰۰٤) مستدرك حاكم (٤٥٦/۱) امام ابن حبانؒ اور امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔]

(۳) [بخاری (۱۵۹۷) كتاب الحج : باب ما ذكر في الحجر الأسود ' مسلم (۱۲۷۰) كتاب الحج : باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف ' ابو داود (۱۸۷۳) كتاب المناسك : باب في تقبيل الحجر ' نسائی (۲۲۷/۵) ترمذی (۸٦۲) كتاب الحج : باب ما جاء أنه يبدأ بالصفا قبل المروة ' أحمد (۲٦/۱) بيهقی (۷٤/۵) شرح السنة (٦۸/٤)]

روزِ قیامت حجر اسود کی گواہی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَيَأْتِيَنَّ هَذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ ﴾

''قیامت کے روز یہ پتھر (حجر اسود) ایسے آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ذریعے یہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس کے ذریعے یہ بول کر ایسے شخص کے لیے گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا بوسہ لیا ہوگا۔'' (۱)

حجر اسود پر سجدہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ وَ سَجَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰكَذَا فَفَعَلْتُ ﴾

''میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے۔'' (۲)

حجر اسود پر رونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی جس روایت میں مذکور ہے کہ

﴿ اِسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ' ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيْلًا ' فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ يَبْكِي ' فَقَالَ : يَا عُمَرُ ! هَا هُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ ﴾

''رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھے اور دیر تک روتے رہے۔ جب آپ ﷺ پھرے تو دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔''

اس روایت کی سند کو ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے منکر کہا ہے۔ نیز انہوں نے اس کے بعد والی حضرت جابر

---

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲۳۸۲) المشكاة (۲۵۷۸) ترمذی (۹۶۱) كتاب الحج : باب ما جاء في الحجر الأسود ' ابن ماجة (۲۹٤٤) كتاب المناسك : باب استلام الحجر ' أحمد (۲٤۷/۱) ابن خزيمة (۲۷۳۵) دارمی (٤۲/۲) أبو يعلى (۲۷۱۹) ابن حبان (۳۷۱۱) حاكم (٤۵۷/۱) بيهقی (۷۵/۵)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن خزيمة (۲۷۱٤) كتاب الحج : باب السجود على الحجر الأسود]



رضی اللہ عنہ سے مروی روایت' جس میں حجر اسود کے قریب آپ ﷺ کے رونے کا ذکر ہے' کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔ (واللہ اعلم)(۱)

کسی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

ایسی صورت میں درج ذیل کام بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں:

① کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا اور پھر چھڑی کو بوسہ دینا۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ ﷺ حجر اسود کو ایک چھڑی کے ذریعے چھوتے تھے۔''(۲)

(2) حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں:

﴿ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ ﴾ ''اور آپ ﷺ چھڑی کا بوسہ لیتے۔''(۳)

② اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ' ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ : مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَفْعَلُهُ ﴾

''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پتھر کو چھوتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا' میں نے اس عمل کو اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔''(٤)

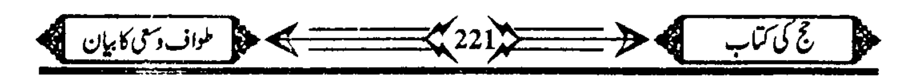
---

(۱) [التعليق على ابن خزيمة (تحت الحديث / ۲۷۱۲-۲۷۱۳) كتاب الحج : باب البكاء عند تقبيل الحجر الأسود]

(۲) [بخاری (۱٦۰۷) كتاب الحج : باب استلام الركن بمحجن ' مسلم (۱۲۷۲) كتاب الحج : باب جواز الطواف على بعير ' أحمد (۲۱٤/۱) ابو داود (۱۸۷۷) كتاب المناسك : باب الطواف الواجب ' نسائى (۲۳۳/۵) ابن ماجة (۲۹٤۸) كتاب المناسك : باب من استلم الركن بمحجنه ' مسند شافعى (۳٤۵/۱) عبدالرزاق (۸۹۳۵) شرح السنة (۱۹۰۷) ابن الجارود (٤٦۳) ابن حبان (۳۸۲۹) طبرانى (۱۲۰۷۰)]

(۳) [مسلم (۱۲۷۵) كتاب الحج : باب جواز الطواف على بعير و غيره واستلام الحجر بمحجن ' ابن ماجة (۲۹٤۹) كتاب المناسك : باب من استلم الركن بمحجنه]

(٤) [احمد (۱۰۸/۲) ' (۳۳/۲)]



③ دور سے اشارہ کر دینا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف ایک اونٹنی پر سوار ہو کر کیا۔ جب بھی آپ حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔''(۱)

حجر اسود تک پہنچنے کی جگہ نہ ملنے کی صورت میں مزاحمت جائز نہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے فرمایا:

﴿ يَا عُمَرُ ! إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِي الضَّعِيفَ إِنْ وَجَدْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَ إِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ فَهَلِّلْ وَ كَبِّرْ ﴾

''اے عمر! یقیناً تو طاقتور آدمی ہے (اس لیے) تو حجر اسود پر مزاحمت (دھکم پیل) نہ کر (کیونکہ اس طرح) تو کمزور افراد کو اذیت پہنچائے گا۔ اگر تجھے خالی جگہ ملے تو حجر اسود کا بوسہ لے لے اور اگر نہ ملے تو اس کی طرف رخ کر کے تہلیل و تکبیر کہہ دے۔''(۲)

رکن یمانی کو چھونا

* طواف کرنے والا ہر چکر میں ''رُکنِ یمانی'' کو چھونے کی کوشش کرے۔
* اگر ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔
* اس رکن کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اُسے چومنا مسنون نہیں ہے۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ وَلَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ ﴾

''میں نے نبی ﷺ کو صرف دونوں یمانی رکنوں کو ہی چھوتے دیکھا۔''(۳)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

---

(۱) [بخاری (۱۶۱۳) کتاب الحج : باب التکبیر عند الرکن]

(۲) [مسند احمد (۲۸/۱) عبد الرزاق (۸۹۱۰) بیہقی (۸۰/۵)]

(۳) [بخاری (۱۶۰۹) کتاب الحج : باب من لم یستلم الرکنین الیمانیین ' مسلم (۱۲۶۷) أحمد (۸۹/۲) ابو داود (۱۸۷٤) نسائی (۲۹٤۹) ابن ماجة (۲۹٤٦) عبدالرزاق (۸۹۳۷) طحاوی (۱۸۳/۲) بیہقی (۷٦/۵) شرح السنة (۱۹۰۲) ابن خزیمة (۲۷۲۵)]

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ ﴾

''رسول اللہ ﷺ ہر طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے تھے۔''(۱)

(ابن بازؒ) جہاں تک ہمیں معلوم ہے رکن یمانی کے متعلق کوئی ایسی چیز وارد نہیں ہوئی جو اس کی طرف اشارہ کرنے پر دلالت کرتی ہو۔ اسے صرف چھونا ہی کافی ہے۔ اگر یہ بغیر مشقت کے ممکن ہو اور اسے چومنا نہیں چاہیے۔ اگر مشقت ہو تو اسے چھونا مشروع نہیں۔ اپنے طواف میں بغیر اشارہ یا تکبیر کے ہی آگے چلتا جائے۔(۲)

❑ یاد رہے کہ کعبہ کے چار کونے ہیں: حجر اسود' رکن یمانی' رکن شامی اور رکن عراقی۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو ''رکنین یمانیین'' اور رکن شامی اور رکن عراقی کو ''رکنین شامیین'' کہتے ہیں۔

حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ مَسْحَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطًّا ﴾

''رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔''(۳)

طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعتوں کی ادائیگی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَ مَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ : " **وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى** " فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَ الْمَقَامُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا أَظُنُّهُ قَالَ : " **إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ** " ﴾

''جب نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی دائیں جانب چلے اور تین چکروں میں ہلکی ہلکی دوڑ لگائی اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر مقام ابراہیم پر آئے

---

(۱) [حسن : إرواء الغليل (۱۱۱۰) نسائي (۲۹٤۷) كتاب مناسك الحج : باب استلام الركنين في كل طواف ' حاكم (٤٥٦/۱) بيهقي (۸۰٫۵) ابو داود (۱۸۷٦)]

(۲) [فتاوى ابن باز ' مترجم (۱۳٤/۱)]

(۳) [صحيح : صحيح الجامع (۲۱۹٤) أحمد (۳/۲) نسائي (۲۹۱۹) كتاب مناسك الحج : باب ذكر الفضل في الطواف بالبيت ' ترمذي (۹۵۹) عبد بن حميد (۸۳۱) ابن خزيمة (۲۷۲۹)]

اور یہ آیت تلاوت کی ''مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ'' پھر دو رکعتیں ادا کیں اور مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔ پھر دو رکعتوں کی ادائیگی کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر صفا کی طرف نکل گئے۔ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (۱)

(شافعیؒ، مالکؒ) یہ دو رکعتیں سنت ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) یہ واجب ہیں۔

(ابن قدامہؒ) یہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ (۲)

(سید سابقؒ) طواف کرنے والے کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نماز ادا کرے۔ (۳)

❑ نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں میں دن کو جہری قراءت کی لہٰذا ان میں دن اور رات میں جہری قراءت کرنا ہی مسنون ہے۔ (٤)

طواف کی رکعتوں میں مسنون قراءت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کیں تو ان میں سورۂ فاتحہ کے بعد (پہلی رکعت میں) سورۂ کافرون اور (دوسری رکعت میں) سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی۔ (٥)

مقام ابراہیم کی دو رکعتوں کے بعد آبِ زمزم پینا

مقامِ ابراہیم میں دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ زمزم کے کنوئیں کی طرف گئے اور اس سے پانی پیا' مزید کچھ پانی سر پر بھی ڈالا۔ پھر آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ (٦)

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

(۱) [**صحیح**: صحیح ترمذی' ترمذی (٨٥٦) کتاب الحج: باب ما جاء کیف الطواف]

(۲) [نیل الأوطار (٤٠١/٣) المغنی (٢٣٢/٥)]

(۳) [فقه السنة (٤٨٢/١)]

(٤) [الروضة الندية (٦٢٧/١)]

(٥) [مسلم (١٢١٨) کتاب الحج: باب حجة النبی' أحمد (٣٢٠/٣) ابن ماجه (٣٠٧٤) بیهقی فی السنن الکبری (٧/٥) دارمی (٤٦/٢)]

(٦) [حجة النبی للألبانی (ص/٥٨)]

﴿ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو آبِ زمزم پلایا اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔''(۱)

آبِ زمزم کی فضیلت

❶ جس نیک مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ ﴾

''جس (نیک) مقصد کے لیے آبِ زمزم پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''(۲)

❷ آبِ زمزم روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ ﴾

''روئے زمین پر بہترین پانی آبِ زمزم ہے۔ اس میں بھوکے کی خوراک اور بیمار کی شفا ہے۔''(۳)

❸ آبِ زمزم کے ساتھ آپ ﷺ کا سینہ مبارک دھویا گیا تھا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا : افْتَحْ ، قَالَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيلُ ﴾

''جب میں مکہ میں تھا تو میری (گھر کی) چھت کھلی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے

---

(۱) [بخاری (۱۶۳۷) کتاب الحج : باب ما جاء فی زمزم ' مسلم (۲۰۲۷) کتاب الأشربة : باب فی الشرب من زمزم قائما ' ترمذی (۱۸۸۲) کتاب الأشربة : باب ما جاء فی الرخصة فی الشرب قائما ' ابن ماجه (۳٤۲۲) کتاب الأشربة : باب الشرب قائما ' ابن حبان (۳۸۳۸) أبو يعلى (۲٤۰٦) طبرانی کبیر (۱۲۵۷۵) بغوی (۳۰٤٦) بیهقی (۸٦/۵)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجه (۲٤۸٤) کتاب المناسك : باب الشرب من زمزم ' إرواء الغليل (۱۱۲۳) ابن ماجه (۳۰٦۲) مسند احمد (۳۵۷/۳)]

(۳) [حسن : السلسلة الصحيحة (۱۰۵٦)]

بھرا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر سینہ بند کر دیا۔ اب وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آسمانِ دنیا کی طرف لے چلے۔ آسمانِ دنیا کے داروغہ سے جبریل علیہ السلام نے کہا' دروازہ کھولو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو جواب میں کہا' جبرئیل ہوں۔''(۱)

حسبِ امکان ملتزم کو چمٹ کر دعا و فریاد کرے

''ملتزم'' سے مراد حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کا درمیانی حصہ ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

﴿ هَذَا الْمُلْتَزَمُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ ﴾

''یہ ہے ملتزم' حجر اسود اور (بیت اللہ کے) دروازے کے درمیان۔''(۲)

اس جگہ کو چمٹنا' اپنے ہاتھ' بازو' چہرے اور سینے کو اس پر لگا کر دعا و فریاد کرنا مسنون ہے۔

(1) شیخ البانیؒ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ

﴿ كَانَ يَضَعُ صَدْرَهُ وَ وَجْهَهُ وَ ذِرَاعَيْهِ وَ كَفَّيْهِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْبَابِ يَعْنِيْ فِي الطَّوَافِ ﴾

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سینہ' اپنا چہرہ' اپنے بازو اور اپنی ہتھیلیاں حجر اسود اور (بیت اللہ کے) دروازے کے درمیان رکھتے تھے یعنی دورانِ طواف۔''(۳)

(2) عمرو بن شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ' فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ ' رَكَعْنَا فِيْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ ' فَقُلْتُ : أَلَا نَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ؟ قَالَ : أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ' قَالَ : ثُمَّ مَضَى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ' ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ ' فَأَلْصَقَ صَدْرَهُ وَ يَدَيْهِ وَ خَدَّهُ إِلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ ﴾

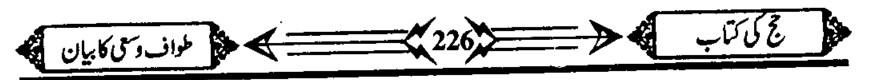
''میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم سات چکروں سے فارغ ہوئے تو ہم نے کعبہ کے پیچھے رکعتیں ادا کیں۔ میں نے کہا' کیا ہم آگ سے اللہ کی پناہ نہیں مانگ سکتے؟ انہوں نے کہا' میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ چلے' حجر اسود کا بوسہ لیا' پھر حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنے سینے' اپنے ہاتھ اور اپنے رخسار کو اس کے ساتھ ملا لیا۔ پھر کہا کہ میں نے اسی طرح

---

(۱) [بخاری (۱۶۳۰) کتاب الحج : باب ما جاء فی زمزم]

(۲) [صحیح : الصحیحة (تحت الحدیث / ۲۱۳۸) مصنف عبد الرزاق (۹۰۴۷)]

(۳) [حسن : الصحیحة (۲۱۳۸)]



رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"(۱)

(3) حضرت عروہؒ کے متعلق مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ يُلْصِقُ بِالْبَيْتِ صَدْرَهُ وَ يَدَهُ وَ بَطْنَهُ ﴾

"وہ اپنا سینہ اپنا ہاتھ اور اپنا پیٹ بیت اللہ کے ساتھ ملا لیا کرتے تھے۔"(۲)

بوقت ضرورت سوار ہو کر بھی طواف کیا جا سکتا ہے

(1) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ : " طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَ أَنْتِ رَاكِبَةٌ " فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَ هُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَ كِتَابٍ مَّسْطُورٍ ﴾

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' پھر تم لوگوں کے پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لو۔ چنانچہ میں نے جب طواف کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے ایک جانب (دورانِ نماز) سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔"

اس حدیث پر امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا ہے کہ

((الْمَرِيضُ يَطُوفُ رَاكِبًا)) "بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے۔"(۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرٍ ﴾

"رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔"(٤)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه (۲۳۹۷) کتاب المناسك : باب الملتزم' ابن ماجه (۲۹٦۲) ابو داود (۱۸۹۹) کتاب الحج : باب الملتزم]

(۲) [**صحیح** : الصحیحة (تحت الحدیث / ۲۱۳۸) رواه عبد الرزاق بسند صحیح]

(۳) [بخاری (۱٦۳۳) کتاب الحج : مسلم (۱۲۷٦) کتاب الحج : باب جواز الطواف علی بعیر وغیره' موطا (۳۷۱/۱) ابو داود (۱۸۸۲) کتاب المناسك : باب الطواف الواجب' نسائی (۲۲۳/۵) ابن ماجة (۲۹٦۱) کتاب المناسك : باب المریض یطوف راکبا' أحمد (۲۹۰/٦) أبو یعلی (٤۱۰/۱۲) ابن خزیمة (۲۷۷٦) ابن حبان (۳۸۳۵) بیهقی (۷۸/۵) شرح السنة (۷۲/٤)]

(٤) [بخاری (۱٦۳۲) کتاب الحج : باب المریض یطوف راکبا' مسلم (۱۲۷۲) کتاب الحج : باب جواز الطواف علی بعیر وغیره' ابو داود (۱۸۷۷) کتاب المناسك : باب الطواف الواجب' ابن ماجه (۲۹٤۸) کتاب المناسك : باب من استلم الرکن بمحجنه' نسائی (۷۱۲) ابن حبان (۳۸۲۹) ابن الجارود (٤٦۳) بیهقی (۹۹/۵)]

(سید سابقؒ) طواف کرنے والے کے لیے سوار ہونا جائز ہے خواہ وہ چلنے پر قادر ہی ہو۔(۱)

(شیخ عبداللہ بسام) بوقتِ ضرورت سوار ہو کر طواف کرنا بھی جائز ہے۔ (۲)

پیدل حج کی فضیلت میں ایک ضعیف روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ لِلْحَاجِّ الرَّاكِبِ بِكُلِّ خَطْوَةٍ تَخْطُوهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعِينَ حَسَنَةً ، وَالْمَاشِي بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ ﴾

''بے شک سوار حاجی کے لیے اس کی سواری کے اٹھائے ہوئے ہر قدم کے بدلے 70 نیکیاں ہیں اور پیدل چلنے والے کے لیے ہر قدم کے بدلے 700 نیکیاں ہیں۔''(۳)

(البانیؒ) یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ یہ صحیح ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوار ہو کر حج کیا اور اگر پیدل حج افضل ہوتا تو لازماً آپ اسی کو اختیار کرتے۔ اسی لیے جمہور علما نے یہ مؤقف اپنایا ہے کہ سوار ہو کر حج افضل ہے۔ جیسا کہ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر فرمایا ہے۔(٤)

دورانِ طواف حسب ضرورت گفتگو کرنا جائز ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بِسَيْرٍ ۔ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذَلِكَ ۔ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ، ثُمَّ قَالَ : قُدْهُ بِيَدِهِ ﴾

''نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے شخص کے ہاتھ سے تسمہ یا رسی یا کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے کاٹ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر ساتھ ہی چلنا ہے تو ہاتھ پکڑ کے چلو۔''(٥)

(2) طاؤسؒ ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کو پایا' آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) [فقه السنة (٤٨٣/١)]

(۲) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (١٤٦/٤)]

(۳) [**ضعيف** : السلسلة الضعيفة (٤٩٦)]

(٤) [نظم الفرائد (٥٥١/١)]

(٥) [بخاري (١٦٢٠) كتاب الحج : باب الكلام في الطواف]

﴿ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ ﴾

''بیت اللہ کا طواف نماز (کی مانند) ہے لہٰذا (اس میں) کم گفتگو کرو۔'' (۱)

(شیخ سلیم ہلالی) دورانِ طواف خیر و بھلائی کا کلام کرنا جائز ہے۔ (۲)

اگر کسی کو طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے

ایسا شخص کم تعداد پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کر لے جیسا کہ نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ (۳)

لیکن اتنا یاد رہے کہ نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سہو کے دو سجدے کرنے پڑتے ہیں جبکہ طواف کے چکروں میں شک کی صورت میں نہ تو کوئی فدیہ ہے اور نہ ہی کوئی دم۔

اگر دورانِ طواف کوئی شرعی عذر پیش آ جائے

امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

﴿ قَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ : إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ ، وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ﴾

''عطاءؒ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو طواف کر رہا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے یا اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیا جائے' (فرمایا کہ) ایسا شخص وہیں سے چکروں کی ابتدا کرے جہاں سے چھوڑے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔'' (٤)

قارن کے لیے ایک طواف اور ایک سعی ہی کافی ہے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ مِنْهُمَا حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا ﴾

---

(۱) [صحيح : صحيح نسائى (٢٧٣٥) كتاب مناسك الحج : باب إباحة الكلام فى الطواف ' نسائى (٢٩٢٥)]

(۲) [موسوعة المناهى الشرعية (١٢٨/٢)]

(۳) [حسن : الصحيحة (٣٤١/٣)' (١٣٥٦) ترمذى (٣٩٨) أحمد (١٩٠/١) ابن ماجة (١٢٠٩) حاكم (٣٢٤/١)]

(٤) [بخارى (قبل الحديث / ١٦٢٣) كتاب الحج : باب إذا وقف فى الطواف]

''جس نے حج اور عمرے کا (اکٹھا) احرام باندھا اسے ان دونوں سے ایک طواف اور ایک سعی ہی کافی ہو جائے گی حتی کہ وہ ان دونوں سے اکٹھا حلال ہو جائے۔'' (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

﴿ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ ﴾

''تمہیں حج اور عمرے کے لیے (ایک ہی) طواف کافی ہو جائے گا۔'' (۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی طواف کیا۔'' (۳)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے صفا و مروہ کے درمیان صرف ایک ہی طواف کیا۔'' (٤)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ إِنَّ الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾

''بلاشبہ جن لوگوں نے حج اور عمرے کو اکٹھا کیا تھا (قران کیا) انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔'' (٥)

معلوم ہوا کہ قارن کے لیے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔

(جمہور، احمدؒ، شافعیؒ، مالکؒ) اسی کے قائل ہیں۔

---

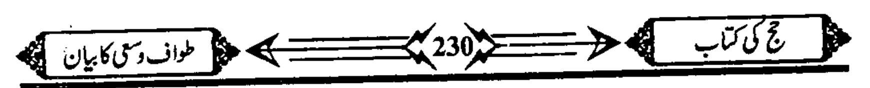
(١) [صحيح : صحيح ترمذى (٧٥٦) صحيح ابن ماجة (٢٤٠٩) ترمذى (٩٤٨) كتاب الحج : باب ما جاء أن القارن يطوف طوافا واحدا ' أحمد (٦٧/٢) ابن ماجة (٢٩٧٥) كتاب المناسك : باب طواف القارن ' ابن خزيمة (٢٧٤٥)]

(٢) [مسلم (١٢١١) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام ' مسند احمد (١٢٤/٦)]

(٣) [بخارى (١٦٩٣) كتاب الحج : باب من اشترى الهدى من الطريق ' مسلم (١٢٣٠)]

(٤) [مسلم (١٢١٥) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام ' ابو داود (١٨٩٥) كتاب المناسك : باب طواف القارن ' نسائى (٢٤٤/٥) ترمذى (٩٤٧) كتاب الحج : باب ما جاء أن القارن يطوف طوافا واحدا ' ابن ماجة (٢٩٧٣) كتاب المناسك : باب طواف القارن ' أحمد (٣١٧/٣)]

(٥) [بخارى (١٦٣٨) كتاب الحج : باب طواف القارن]



(ابوحنیفہؒ) قارن کے لیے دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔(۱)

امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ہم رائے حضرات کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں اور گزشتہ صحیح احادیث کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے انہیں ضعیف کہا ہے۔(۲)

(ابن حزمؒ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی بھی صحابی سے اس مسئلے (یعنی قارن کے لیے دو طواف اور دو سعی لازم ہیں) میں کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) انہوں نے جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔(٤)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(شیخ عبداللہ بسام) یہی موقف رکھتے ہیں۔(٦)

حاجی وغیرہ کے لیے کعبہ میں داخل ہو کر نماز ادا کرنا مستحب ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَ أَرْسَلَ إِلَى عُثْمَانَ ابْنِ طَلْحَةَ فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ : ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَ أَمَرَ بِالْبَابِ فَأُغْلِقَ فَلَبِثُوْا فِيْهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَتَلَقَّيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا وَ بِلَالٌ عَلَى إِثْرِهِ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلَّى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قُلْتُ : أَيْنَ ؟ قَالَ : بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ ' قَالَ : وَ نَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى ﴾

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن آئے اور کعبہ کے صحن میں اترے اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس

(۱) [شرح مسلم للنووی (٤/٢٢٤) تحفة الأحوذی (٣/٨٣٦) نيل الأوطار (٣/٤٣٤) شرح المهذب (٨/٨٤) الأم (٢/١٩٣) الحجة على أهل المدينة (٢/١) حاشية الدسوقی (٢/٢٨) المغنی (٥/٣١٥) كشاف القناع (٢/٤١٢) هداية السالك (٩١٤)]

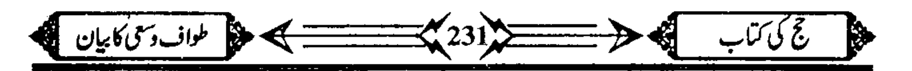
(٢) [فتح الباری (٤/٣٠١)]

(٣) [المحلی بالآثار (٥/١٨٤)]

(٤) [الروضة الندية (١/٦٢٣)]

(٥) [تحفة الأحوذی (٣/٨٣٨)]

(٦) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤/١٩١)]



کہلا بھیجا تو وہ چابی لائے اور دروازہ کھولا۔ آپ ﷺ ' حضرت بلال' حضرت اسامہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ دروازہ بند کرنے کا حکم دیا تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھول دیا تو میں سب لوگوں سے پہلے آپ ﷺ سے کعبہ کے باہر ملا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ میں نے کہا' کہاں؟ انہوں نے کہا' دوستونوں کے درمیان اور میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔'' (۱)



سعی

صفا و مروہ کی سعی

طواف کے اعمال سے فارغ ہو کر حاجی اور معتمر ''صفا و مروہ'' کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے گا۔ اسی کا نام ''سعی'' ہے۔ یہ حج و عمرہ کا رکن ہے اور اس کے بغیر نہ تو حج ہوتا ہے اور نہ ہی عمرہ۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ [البقرة : ١٥٨]

''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔''

(2) حضرت عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا : أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى : ﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ فَوَاللّٰهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' قَالَتْ : بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِيْ ' إِنَّ هَذِهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ ' كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةِ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُوْنَهَا بِالْمُشَلَّلِ ' فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' فَلَمَّا أَسْلَمُوا سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ ' قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا

---

(۱) [مسلم (۱۳۲۹) كتاب الحج : باب في دخول الكعبة والصلاة فيها والدعاء ' بخاري (٥٠٥)]

وَالْمَرْوَةِ ' فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ' الآية ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ : " وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا " ﴾

''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں' اس لیے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' اللہ کی قسم! پھر تو کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی صفا و مروہ کی سعی نہ کرنا چاہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! تم نے یہ بری بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مطلب اگر یہ ہوتا تو قرآن میں یوں نازل ہوتا ''ان کا طواف نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' بات یہ ہے کہ یہ آیت تو انصار کے لیے اتری تھی جو اسلام سے پہلے منات بت کے نام پر' جو مشلل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوجا کیا کرتے تھے' احرام باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب (زمانۂ جاہلیت میں) احرام باندھتے تو صفا و مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم صفا و مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ'' صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں'' آخر آیت تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

''رسول اللہ ﷺ نے ان دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کی سنت جاری کر دی ہے۔ اس لیے کسی کے لیے جائز نہیں کہ اسے ترک کرے۔''(۱)

صفا و مروہ کی سعی کے لیے باب صفا سے داخل ہونا

یہ عمل مسنون ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ بھی اسی دروازے سے سعی کے لیے صفا پہاڑی پر گئے تھے۔(۲)

صفا کے قریب یہ کلمات کہے جائیں

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ' أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ ﴾

---

(۱) [بخاری (۱٦٤٣) كتاب الحج : باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله ' مسلم (۱۲۷۷) كتاب الحج : باب بيان أن السعى بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به ' ابو داود (۱۹۰۱) كتاب المناسك : باب أمر الصفا والمروة ' ترمذى (۲۹٦٥) كتاب تفسير القرآن : باب ومن سورة البقرة ' ابن ماجه (۲۹۸٦) كتاب المناسك : باب السعى بين الصفا والمروة ' نسائى (۲۹٦۷) ابن خزيمة (۲۷٦٦) ابن حبان (۳۸۳۹) حميدى (۲۱۹) بيهقى (۹٦/۵)]

(۲) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبى]

''یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں (اور) میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔''

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل ہے۔(۱)

صفا پہاڑی پر چڑھ کر کیا کرے؟

* صفا پہاڑی پر چڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کرے اور تین مرتبہ تکبیر کہے۔
* پھر تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

﴿لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ ' وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ ' أَنْجَزَ وَعْدَهُ ' وَنَصَرَ عَبْدَهُ ' وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے' اسی کی تعریف ہے' وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سب لشکروں کو شکست دی۔''

* یہ کلمات کہہ کر حسبِ منشاء دیگر دعائیں بھی مانگی جا سکتی ہیں۔(۲)

سعی کرتے ہوئے مروہ کی طرف

* صفا پہاڑی پر مذکورہ بالا اعمال سرانجام دے کر مروہ کی طرف روانہ ہو۔
* بطنِ وادی میں پہنچ کر دو سبز نشانات کے درمیان ہلکی ہلکی دوڑ لگائے۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿كَانَ ﷺ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ﴾

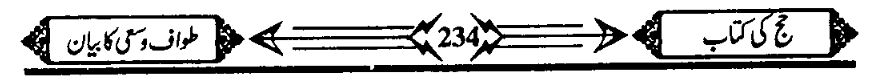
''جب آپ ﷺ صفا و مروہ کی سعی کرتے تو نالے کے نشیب میں دوڑ لگاتے۔''(۳)

---

(۱) [أيضا]

(۲) [أيضا ' مسلم (۱۷۸۰) كتاب الجهاد والسير : باب فتح مكة ' ابو داود (۱۸۷۲) أحمد (۵۳۸/۲) ابن خزيمة (۲۷۵۸)]

(۳) [بخاری (۱٦٤٤) كتاب الحج : باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة ' مسلم (۱۲٦۱) كتاب الحج: باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة ' ابن خزيمة (۲۷۱۰) بيهقي (۷۳/۵)]



(2) حضرت اُم ولد شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ صفا ومروہ کے درمیان دوڑ لگا رہے تھے۔'' (١)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى صَعِدَتَا مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ ﴾

''جب آپ ﷺ کے قدم بطنِ وادی میں پہنچے تو آپ نے دوڑ لگائی حتی کہ آپ کے قدم پہاڑی پر چڑھنے لگے تو آپ عام رفتار سے چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔'' (٢)

دوڑنے کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ سَعْيٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾

''عورتیں بیت اللہ اور صفا ومروہ کے چکروں میں دوڑ نہیں لگائیں گی۔'' (٣)

(ابن قدامہؒ) عورتوں کا طواف اور ان کی سعی صرف چلنا ہی ہے۔

(ابن منذرؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کے گرد دوڑ لگانا لازم ہے اور نہ ہی صفا ومروہ کے درمیان۔ ان پر اضطباع کی کیفیت اختیار کرنا بھی نہیں ہے۔

(جمہور) عورتیں سارا سفر چل کر طے کریں گی' دوڑیں گی نہیں۔ (٤)

بوڑھے اور بیمار حضرات اگر دوڑ نہ لگائیں تو کوئی حرج نہیں

کثیر بن جمہان سلمی بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي الْمَسْعَى ' فَقُلْتُ لَهُ : تَمْشِي فِي الْمَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ؟ '

---

(١) [صحيح : الصحيحة (٢٤٣٧) صحيح ابن ماجه (٢٤١٩) كتاب المناسك : باب السعي بين الصفا والمروة ' صحيح نسائي (٢٧٨٩) كتاب المناسك : باب السعي في بطن المسيل ' ابن ماجه (٢٩٨٧) نسائي (٢٩٨٠) مسند احمد (٢٧٣٤٩)]

(٢) [مسلم (١٢١٨) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(٣) [السنن الكبرى للبيهقي (١٨٥/٥) ' (٩٣٦٧) كتاب الحج : باب لا رمل على النساء]

(٤) [المغني لابن قدامة (٣٩٤/٣) المجموع للنووي (٧٥/٨)]

فَقَالَ : لَئِنْ سَعَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْعَى ' وَلَئِنْ مَشَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي ' وَ أَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴾

''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سعی (دوڑ) کی جگہ میں چلتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ صفاومروہ کے درمیان دوڑ کی جگہ میں چل رہے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر میں نے دوڑ لگائی ہے تو اس لیے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور اگر میں چلا ہوں تو بھی اس لیے کہ میں نے آپ ﷺ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اور (اب) میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔'' (۱)

بوقتِ عذر سوار ہو کر بھی سعی کی جا سکتی ہے

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

﴿ قُلْتُ لَهُ (لِابْنِ عَبَّاسٍ) : أَخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا أَسُنَّةٌ هُوَ ؟ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ سُنَّةٌ ' قَالَ : صَدَقُوْا وَ كَذَبُوْا ' قَالَ : قُلْتُ : وَ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَ كَذَبُوْا ؟ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوْتِ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَ الْمَشْيُ وَ السَّعْيُ أَفْضَلُ ﴾

''میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے صفاومروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کرنے کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کے ساتھی اسے سنت کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی۔ میں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی ایسی بھیڑ ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد ﷺ ہیں' یہ محمد ﷺ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے آگے لوگوں کو مارا نہیں جاتا تھا (یعنی آج کل کے حکمرانوں کی طرح لوگوں کو دور نہیں بھگایا جاتا تھا) پھر جب لوگوں کی بھیڑ زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (مراد یہ ہے کہ اتنا جھوٹ ہے کہ اگر بوقتِ ضرورت کوئی کام کیا جاتا تھا تو اسے بلا ضرورت بھی سنت کہہ دیا لیکن اتنا سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے تھے لیکن ضرورت کے تحت)۔'' (۲)

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن خزیمة (۲۷۷۰-۲۷۷۱) کتاب الحج : باب ذکر الدلیل علی أن السعی ذکرت]

(۲) [مسلم (۱۲٦٤) کتاب الحج : باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة' ابو داود (۱۸۸۵) کتاب المناسك : باب فی الرمل' احمد (۲۲۲۰) ابن حبان (۳۸٤٥) ابن خزیمة (۲۷۱۹) **بیهقی** (۸۱/۵)]

(شوکانیؒ) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے صفا و مروہ کے درمیان سوار ہو کر بھی چکر لگائے جا سکتے ہیں۔(۱)

(نوویؒ) یہی بات جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے' متفق علیہ ہے۔اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کرنا بھی جائز ہے۔البتہ (قدموں پر) چلنا اس سے افضل ہے۔ہاں اگر کوئی عذر ہو (تو سوار ہونے میں بھی کوئی قباحت نہیں)۔(۲)

دورانِ سعی ذکر و دعائیں

سعی کے دوران صرف ایک خاص دعا ثابت ہے اور وہ یہ ہے:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ﴾

''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی عزت و تکریم والا ہے۔''(۳)

علاوہ ازیں اگر دیگر دعائیں' ذکر و اذکار' تلاوتِ قرآن اور درود شریف وغیرہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ ''بیت اللہ کا طواف' صفا و مروہ کی سعی اور رمیٔ جمار کو صرف ذکرِ الٰہی کے قیام کے لیے ہی مقرر کیا گیا ہے۔''(٤)

(شیخ حسین بن عودہ) سعی کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے' اللہ کا ذکر کرے' اس سے استغفار کرے اور تلاوتِ قرآن کرے۔(٥)

مروہ پر پہنچ کر کیا کرے؟

مروہ پر پہنچے گا تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔مروہ پر پہنچے کے بعد بھی وہی کچھ کرے گا جو کچھ صفا پر کیا تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا ﴾

---

(۱) [نيل الأوطار (۴۰۰/۳)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (١٥٤/٥)]

(۳) [مناسك الحج والعمرة (ص / ۲۷)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن خزيمة (۲۷۳۸) كتاب الحج : باب استحباب ذكر الله فى الطواف ' ابو داود (۱۸۸۸) كتاب المناسك : باب فى الرمل]

(٥) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٣٧٦/٤)]

''آپ ﷺ نے مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔''(۱)

☐ مروہ سے پھر صفا کی طرف اور صفا سے پھر مروہ کی طرف جائے حتی کہ مروہ پر ساتواں چکر مکمل کر دے۔

اگر سعی کے دوران وضوء ٹوٹ جائے

تو دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سعی کے لیے وضوء افضل تو ہے لیکن واجب یا شرط نہیں۔

(سید سابق ؒ) اکثر اہل علم کا مؤقف یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے طہارت شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جبکہ وہ حائضہ ہو گئی تھیں) فرمایا تھا:

﴿ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ﴾

''تم حجاج والے تمام افعال سرانجام دو' البتہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔''(۲)

یعنی ناپاکی کی حالت میں آپ ﷺ نے صرف بیت اللہ کے طواف سے منع فرمایا صفا و مروہ کی سعی سے نہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ صفا و مروہ کی سعی کے لیے طہارت شرط یا واجب نہیں۔

کیا حیض اور نفاس والی عورت بھی سعی کرے گی؟

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو' جبکہ وہ حائضہ تھیں' سوائے طواف بیت اللہ کے حاجیوں کے تمام افعال سرانجام دینے کا حکم دیا تھا اور نفاس والی عورت کا بھی وہی حکم ہے جو حائضہ کا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حیض و نفاس والی خواتین بھی سعی کر سکتی ہیں۔

لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ آج کل صفا و مروہ کو بھی مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا ہے جس وجہ سے حائضہ طواف بیت اللہ کے ساتھ ساتھ سعی بھی نہیں کر سکتی۔

اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے

تو ایسی صورت میں طواف کی طرح کم تعداد پر یقین رکھ کر باقی چکر پورے کر لے۔

اگر دوران سعی کوئی عذر پیش آ جائے

مثلاً کسی فرض نماز کا وقت ہو جائے یا پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو سعی کا سلسلہ منقطع کر دے اور اپنی

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج : باب حجة النبی]

(۲) [فقه السنة (۱/۴۸۹)]

حاجت پوری کرے لیکن جب عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ وہیں سے چکر شروع کر دے جہاں سے منقطع کیے تھے۔

(سید سابقؒ) انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَأَعْجَلَهُ الْبَوْلُ ، فَتَنَحَّى وَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ قَامَ ، فَأَتَمَّ عَلَى مَا مَضَى ﴾

''وہ صفا و مروہ کے درمیان چکر لگا رہے تھے کہ انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی۔ چنانچہ وہ (سعی چھوڑ کر) چلے گئے۔ پھر (واپس آئے) پانی منگوایا اور وضوء کیا۔ پھر اپنے باقی چکر پورے کیے۔''(۱)

اگر طواف کے بعد سعی میں تاخیر ہو جائے

تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(احمدؒ) طواف کے بعد شام تک سعی میں تاخیر ہو جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔(۲)

(سید سابقؒ) انہوں نے نقل فرمایا ہے کہ

((كَانَ عَطَاءٌ وَالْحَسَنُ لَا يَرَيَانِ بَأْسًا ۔ لِمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أَوَّلَ النَّهَارِ ۔ أَنْ يُؤَخِّرَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ إِلَى الْعَشِيِّ))

''عطاءؒ اور حسنؒ ایسے شخص کے لیے شام تک صفا و مروہ کی سعی مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ جس نے دن کی ابتداء میں طواف کر لیا ہو۔''(۳)

اعمالِ سعی سے فارغ ہو کر حجامت بنوانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف مفرد حج کا احرام باندھا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ

﴿ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ " وَ قَصِّرُوا " ﴾

''(عمرے کا احرام باندھ لو اور) بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد احرام کھول ڈالو اور بال ترشوالو (یوں اپنے حج مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی اب تمتع بنا لو)۔''(٤)

---

(۱) [رواه سعيد بن منصور كما فى فقه السنة (۴۸۹/۱)]

(۲) [المغنى لابن قدامة (۲۹۸/۵)]

(۳) [فقه السنة (۴۸۹/۱)]

(٤) [بخاری (۱۵٦۸) كتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد ، مسلم (۱۲۱٦) كتاب الحج : باب بيان وجوه الإحرام ، أحمد (۲۱۷/۳) نسائى (۲۰۲/۵) حميدى (۱۲۹۳) ابن حبان (۳۷۹۱) بيهقى (٤۱/۵)]

- بال کٹوانا اور منڈوانا دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ منڈوانا افضل ہے۔
- حج افراد یا حج قران کرنے والے منیٰ جانے سے قبل سعی کر لیں تو نہ بال منڈوائیں اور نہ احرام کھولیں۔
- خواتین بال نہیں منڈوائیں گی بلکہ آخر سے کچھ کاٹ لیں گی۔

حجامت کے بعد احرام کھولنا

عمرہ یا حج تمتع کرنے والے حضرات حجامت بنوا کر احرام کھول دیں۔ اب ان کے لیے وہ سب کچھ حلال ہو جائے گا جو احرام کی وجہ سے حرام ہوا تھا۔ نیز ان کا عمرہ مکمل ہو چکا ہے۔

عمرہ کرنے والے پر طواف وداع واجب نہیں

(شیخ ابن بازؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔(۱)

(سعودی مجلس افتاء) طواف وداع حاجی پر واجب ہے' عمرہ کرنے والے پر نہیں کیونکہ اس پر طواف وداع کے وجوب کی کوئی دلیل موجود نہیں۔(۲)



(۱) [فتاوی اسلامية (۳۰۳/۲)]

(۲) [أيضا]



باب احکام ایام الحج — ایامِ حج کے احکام کا بیان

ایامِ حج سے مراد 8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے دن ہیں۔

8 ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانگی

* حج تمتع کرنے والے حضرات 8 ذوالحجہ کے روز مکہ میں اپنی رہائش گاہوں سے ہی حج کا نیا احرام باندھیں اور تلبیہ پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔
* جبکہ حج افراد یا حج قران کرنے والے میقات سے باندھے ہوئے اپنے پہلے احرام میں ہی منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا ﴾

''جو لوگ میقات کے اندر ہوں وہ اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں حتی کہ اہل مکہ مکہ سے ہی احرام باندھیں۔'' (۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد بال ترشوا کر احرام اتار دو:

﴿ ثُمَّ أَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوْا بِالْحَجِّ ﴾

''پھر غیر مُحرِم ہی رہو حتی کہ جب یوم الترویہ (یعنی 8 ذوالحجہ) ہو تو حج کا احرام باندھو۔'' (۲)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ : فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ ﴾

''جب ہم نے احرام اتار دیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب (8 ذوالحجہ کے روز) ہم منیٰ کی طرف جائیں تو احرام باندھ لیں۔ لہٰذا ہم نے وادیٔ ابطح سے احرام باندھا۔'' (۳)

---

(۱) [بخاری (۱۵۲٦) کتاب الحج : باب مهل أهل الشام ' مسلم (۱۱۸۱) ابو داود (۱۷۳۸)]

(۲) [بخاری (۱۵٦۸) کتاب الحج : باب التمتع والإقران والإفراد بالحج ' مسلم (۱۲۱٦) کتاب الحج : باب وجوه الإحرام ' احمد (۲۱۷/۳)]

(۳) [مسلم (۱۲۱٤) کتاب الحج : باب بیان وجوب الإحرام..... ' أحمد (۳۱۸/۳) ابن خزيمة (۲۷۹٤)]

(شیخ ابن بازؒ) 8 ذوالحجہ کے روز اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھ لیا جائے گا۔(۱)

(سید سابقؒ) منیٰ جاتے ہوئے کثرت کے ساتھ دعائیں کرنا اور تلبیہ پکارنا مستحب ہے۔(۲)

(شیخ حسین بن عودہ) 8 ذوالحجہ کے روز (حج تمتع کرنے والا نیا) احرام باندھے' حج کا تلبیہ پکارے اور وہ تمام کام کرے جو اس نے میقات سے احرام باندھتے وقت کیے تھے یعنی غسل کرنا' خوشبو لگانا' تہبند اور چادر پہننا اور تلبیہ پکارنا۔ تلبیہ پکارنا جمرۂ عقبہ کی رمی تک ختم نہ کرے۔(۳)

منیٰ پہنچنے کا وقت

نماز ظہر سے پہلے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر منیٰ میں جا کر ادا فرمائی تھی۔(٤)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں.

﴿ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ' قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ؟ قَالَ : بِمِنًى ﴾

''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز یوم الترویہ یعنی 8 ذوالحجہ کو کہاں پڑھی تھی؟ اگر آپ کو نبی ﷺ سے یاد ہے تو مجھے بتائیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ منیٰ میں۔''(٥)

☐ یاد رہے کہ منیٰ کی طرف روانہ ہونے کا کوئی خاص وقت متعین نہیں' 8 ذوالحجہ کی فجر کے بعد کسی وقت بھی منیٰ کی طرف روانہ ہوا جا سکتا ہے۔

منیٰ میں پانچ نمازوں کی ادائیگی

منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور وہیں رات گزار کر اگلے روز فجر کی نماز ادا کرنا مسنون ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ

---

(۱) [فتاوی اسلامیة (۲۱۹/۲)]

(۲) [فقه السنة (٤٩٢/۱)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۷۹/٤)]

(٤) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(٥) [بخاری (۱٦٥۳) كتاب الحج : باب أين يصلي الظهر يوم التروية ' مسلم (۱۳۰۹) كتاب الحج : باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر ' ابو داود (۱۹۱۲) كتاب المناسك : باب الخروج إلى منى ' ترمذی (۹٦٤) كتاب الحج : باب ما جاء في الحجر الأسود ' احمد (۱۰۰/۳)]

﴿ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، وَالْفَجْرَ ﴾

''جب ترویہ کا دن (یعنی 8 ذوالحجہ) ہوا تو لوگ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ بھی سوار تھے پھر آپ ﷺ نے وہاں ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔'' (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ

﴿ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى " خَمْسَ صَلَوَاتٍ " ﴾

''نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔'' (۲)

- یادر ہے کہ منیٰ میں پانچ نمازوں کی ادائیگی مسنون ہے' واجب نہیں۔ اگر کوئی 8 ذوالحجہ کے روز منیٰ نہ جائے بلکہ 9 ذوالحجہ کو سیدھا میدانِ عرفات چلا جائے تو اس کا حج صحیح ہوگا۔ اس پر نہ تو کوئی فدیہ ہوگا اور نہ کوئی دم۔

نمازوں میں قصر کرنا

ظہر' عصر اور عشاء کی نماز تمام حجاجِ کرام خواہ وہ مکہ کے رہائشی ہوں یا آفاقی' اپنے اپنے وقت میں قصر کر کے ادا کریں گے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى وَ النَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے حجۃ الوداع کے موقع پر نماز پڑھی۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ (مقامی و غیر مقامی ہر طرح کے) لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے (سب کو) حجۃ الوداع میں دو رکعت (یعنی قصر) نماز پڑھائی۔'' (۳)

9 ذوالحجہ کو عرفات کی طرف روانگی

9 ذوالحجہ یعنی عرفہ کے دن حجاج کرام سورج طلوع ہونے کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسی طرح کیا تھا۔ (٤)

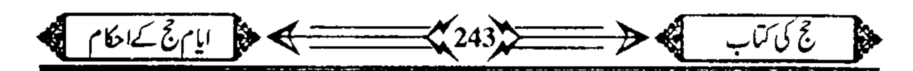
---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ' ابو داود (۱۹۰٥)]

(۲) [مسند احمد (۲٥٥/۱)]

(۳) [مسلم (٦۹٦) كتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب قصر الصلاة بمنى]

(٤) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]



عرفات جاتے ہوئے راستے میں تکبیر و تہلیل اور تلبیہ کہنا

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ ' مِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ ﴾

''ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ پکار رہے تھے اور کچھ تکبیریں کہہ رہے تھے۔''(۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ ﴾

''ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ کہتے تھے' اسے بھی برا نہیں سمجھا جاتا تھا اور بعض ہم میں تکبیریں کہتے تھے انہیں بھی برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔''(۲)

عرفات پہنچ کر خطبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میدانِ عرفات پہنچ کر وادئ نمرہ میں آرام فرمایا' پھر جب سورج ڈھل گیا ﴿ فَخَطَبَ النَّاسَ ﴾ ''تو لوگوں کو خطبہ دیا۔'' پھر ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں۔

البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ

﴿ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ﴾

''آپ ﷺ نے ظہر و عصر کی نمازوں کو جمع کیا پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔''(۳)

اس تعارض کا حل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث کو سنن ابی داود کی حدیث پر ترجیح حاصل ہے۔ یعنی خطبہ نمازوں سے پہلے دینا ہی راجح ہے۔

(البانیؒ) انہوں نے بھی خطبے کو نمازوں سے پہلے ہی ذکر کیا ہے۔(٤)

---

(۱) [مسلم (۱۲۸٤) کتاب الحج : باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة ' ابو داود (۱۸۱٦) كتاب المناسك : باب متى يقطع التلبية ' نسائي (۲۹۹۸) دارمي (۱۸۷٦)]

(۲) [بخاری (۱٦٥۹) کتاب الحج : باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة ' مسلم (۱۲۸٥) كتاب الحج : باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات ' أحمد (۱۱۰/۳) نسائي (۲٥۰/٥) ابن ماجة (۳۰۰۸) كتاب المناسك : باب الغدو من منى إلى عرفات ' حميدي (۱۲۱۱)]

(۳) [حسن : صحيح ابو داود (۱٦۸٤) كتاب المناسك : باب الرواح إلىٰ عرفة ' ابو داود (۱۹۱۳) أحمد (۱۲۹/۲)]

(٤) [حجة النبي (ص/۷۱)]

(امیر صنعانیؒ) سنت یہ ہے کہ امام ظہر وعصر کی نمازوں سے پہلے خطبہ دے۔(۱)

❑ دوران خطبہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے خونوں اور ان کے مالوں کی حرمت و تقدس کو شہر مکہ، ماہ ذی الحجہ اور یوم عرفہ کی حرمت کے مساوی قرار دیا۔ جاہلیت کے بعض فاسد اعمال اور رسوم و رواج کا خاتمہ کیا، بیویوں سے حسن سلوک کی تلقین اور میاں بیوی کے بعض باہمی حقوق کی نشاندہی کی۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا، راہ راست پر قائم رہنے کا ذریعہ بتلایا۔ مزید برآں لوگوں سے تبلیغ رسالت کا اقرار کرایا اور آسمان کی طرف شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے فرمایا ﴿ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ﴾ ''اے اللہ! تو گواہ ہو جا، اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔''(۲)

ظہر وعصر کی نمازیں جمع وقصر کے ساتھ ادا کرنا اور ان کے درمیان نفل نہ پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ﴾

پھر (بلال رضی اللہ عنہ نے) اذان دی، پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ پھر اقامت کہی تو نماز عصر ادا فرمائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔''(۳)

وقوفِ عرفات

نمازوں کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کیا جائے گا۔ وقوفِ عرفات کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ الْحَجُّ عَرَفَةُ ﴾ ''حج تو (وقوف) عرفات ہی ہے۔''(٤)

اگر کوئی میدانِ عرفات میں دیر سے پہنچے

اگر کسی کو عرفات پہنچنے میں تاخیر ہو جائے اور وہ مزدلفہ میں 10 ذوالحجہ کی نماز فجر سے پہلے پہلے کچھ دیر عرفات میں وقوف کر آئے تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔ ارشادِ نبوی ہے کہ

﴿ فَمَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ ﴾

---

(۱) [سبل السلام (۹۷۸/۲)]

(۲) [حجة النبي للألباني (ص/۷۱-۷۳)]

(۳) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٤٤۱)]



''جو شخص مزدلفہ کی رات نماز فجر سے پہلے (عرفات) آ گیا یقیناً اس کا حج پورا ہو گیا۔'' (۱)

جائے وقوف

رسول اللہ ﷺ نے جبل رحمت کے قریب وقوف فرمایا تھا لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ سارے میدانِ عرفات میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود وضاحت فرمائی تھی کہ

﴿ وَقَفْتُ هَاهُنَا بِعَرَفَةَ وَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ﴾

''میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا ہی جائے وقوف ہے۔'' (۲)

وقوف کے لیے قبلہ رخ ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ " وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ " فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ﴾

''آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور غروبِ آفتاب تک وقوف فرمایا۔'' (۳)

دورانِ وقوف ہاتھ اٹھا کر بکثرت دعائیں کرنا

میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہوئے کثرت سے دعائیں کرنی چاہییں کیونکہ یہ قبولیتِ دعا کا بہترین دن اور بہترین جگہ ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانا بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ " فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو " فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرَى ﴾

''میں میدانِ عرفات میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے (اونٹنی پر سوار) تھا۔ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اسی دوران اونٹنی جھکی تو نکیل آپ ﷺ کے ہاتھ سے گر گئی تو آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے اس کی نکیل تھامے رکھی اور دوسرا ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے رکھا۔'' (٤)

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٢٤٤١) كتاب الحج : باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع' إرواء الغليل (١٠٦٤) صحيح ابو داود (١٧٠٣) ابن ماجة (٣٠١٥) ابو داود (١٩٤٩)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٠٦) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع' ابو داود (١٩٣٦' ١٩٣٧) ابن ماجة (٣٠٤٨) كتاب المناسك : باب الذبح' شرح السنة (١٩٢٦)]

(۳) [مسلم (١٢١٨) كتاب الحج : باب حجة النبى]

(٤) [صحيح : صحيح نسائى (٢٨١٧) كتاب مناسك الحج : باب رفع اليدين فى الدعاء بعرفة' نسائى (٣٠١٤)]

عرفہ کے دن کی بہترین دعا

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ خَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ " ﴾

''بہترین دعا یوم عرفہ کی ہے اور سب سے بہترین (کلمات) جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہے (وہ یہ ہیں) ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے' اسی کی تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''(۱)

یوم عرفہ کی فضیلت

❶ عرفہ کے روز بکثرت لوگوں کا جہنم سے آزاد ہونا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ إِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُ : مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ ؟ ﴾

''عرفہ کے علاوہ کوئی اور دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بہت قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان (حجاج) کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟۔''(۲)

❷ عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ ﴾

''مجھے امید ہے کہ عرفہ کے دن (یعنی نو ذوالحجہ) کا روزہ دو سال' ایک گزشتہ اور ایک آئندہ' کے گناہ مٹا

---

(۱) [حسن : صحیح ترمذی' ترمذی (۳۵۸۵) کتاب الدعوات : باب فی دعاء یوم عرفة' أحمد (۲۱۰/۲)]

(۲) [مسلم (۱۳۴۸) کتاب الحج : باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة' ابن ماجه (۳۰۱۴) کتاب المناسك : باب الدعاء بعرفة' نسائی فی السنن الكبرى (۳۹۹۶/۲) ابن خزيمة (۲۸۲۷) حاکم (۱۷۰۵/۱) دارقطنی (۲۷۶۶)]

دیتا ہے۔''(۱)

❑ یاد رہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ حجاجِ کرام کے لیے نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ يَوْمُ عَرَفَةَ وَ يَوْمُ النَّحْرِ وَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ ﴾

''عرفہ کا دن' نحر کا دن اور ایامِ تشریق ہم اہل اسلام کے عید کے دن اور کھانے پینے کے دن ہیں۔''(۲)

مزدلفہ کی طرف روانگی

وقوف کا عمل شام تک جاری رہے گا اور پھر جب آفتاب غروب ہو جائے گا تو حاجی نمازِ مغرب ادا کیے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔(۳)

راستے میں اطمینان و وقار اختیار کرنا

مزدلفہ جاتے ہوئے راستے میں اطمینان و سنجیدگی کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے مزدلفہ جا رہے تھے تو اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت فرما رہے تھے:

(1) ﴿ أَيُّهَا النَّاسُ ! السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ ﴾

''اے لوگو! آہستہ آہستہ چلو۔''(٤)

(2) ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ ' فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَ صَوْتًا لِلْإِبِلِ ' فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَ قَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ ' عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ ' فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ ﴾

''عرفہ کے دن (میدانِ عرفات سے) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سخت شور اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا' لوگو!

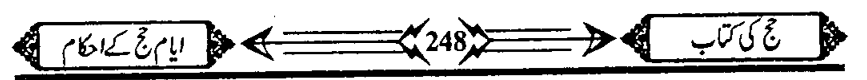
---

(۱) [مسلم (۱۱٦۲) كتاب الصيام : باب استحباب صيام ثلثة أيام من كل شهر ' أبو داود (۲۳۲٥) كتاب الصوم : باب في صوم الدهر تطوعا ' ابن ماجة (۱۷۳۰) كتاب الصيام : باب صيام يوم عرفة ' ترمذى (۷٤٦) كتاب الصيام : باب صيام يوم عرفة ' نسائى فى الكبرى (۱٥۰/۲)]

(۲) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۲۱۱٤) كتاب الصيام : باب صيام أيام التشريق ' ابو داود (۲٤۱۹) صحيح ترمذى (٦۲۰) صحيح نسائى (۲۸۱۰) إرواء الغليل (۱۳۰/٤)]

(۳) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبى]

(٤) [أيضا]



آہستگی اور وقار اپنے اوپر لازم کر لو یقیناً (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔''(۱)

(3) حضرت عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ سُئِلَ أُسَامَةُ وَ أَنَا جَالِسٌ : كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ ' قَالَ: كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ ' فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ ﴾

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا' اور میں وہیں بیٹھا تھا' کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ ﷺ کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ درمیانی چال چلتے اور جب میدان صاف ہوتا تو سواری کو تیز چلاتے۔''(۲)

تلبیہ پکارتے رہنا

دورانِ راہ تلبیہ بھی پکارتے رہنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کا عمل جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک جاری رکھا تھا اور جمرۂ عقبہ کی رمی یومِ عرفہ سے اگلے روز یوم النحر یعنی 10 ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد کی جاتی ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب وعشاء کی اکٹھے ادائیگی

مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے ادا کرنی چاہیے۔ دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور دو اقامتیں کہنی چاہئیں اور عشاء کی نماز دو رکعت (یعنی قصر) ادا کرنی چاہیے۔ ان نمازوں کے درمیان سنتیں یا نوافل ادا نہیں کرنے چاہئیں۔ جیسا کہ حدیث جابر میں ہے کہ

﴿ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ﴾

''رسول اللہ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو آپ ﷺ نے وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھی۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۱٦۷۱) كتاب الحج : باب أمر النبي بالسكينة عند الإفاضة]

(۲) [بخاری (۱٦٦٦) كتاب الحج : باب السير إذا دفع من عرفة ' مسلم (۱۲۸۰) كتاب الحج : باب استحباب إدامة الحاج التلبية ' ابن ماجه (۳۰۱۷) كتاب المناسك : باب الدفع من عرفة ' موطا (۳۹۲/۱) كتاب الحج : باب صلاة المزدلفة ' احمد (۲۱۸۷۳) دارمی (۱۸۸۱) بغوی فی شرح السنة (۱۹۳۷) ابن حبان (۱۵۹٤) ابن خزیمة (۹۷۳) طبرانی کبیر (۳۸٦) بیهقی (۱۱۹/۵)]

(۳) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]



رات سو کر گزارنا

9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی شب مزدلفہ میں گزارنا ضروری ہے اور اس رات عبادت کرنا یا تہجد وغیرہ کا اہتمام کرنا مسنون نہیں بلکہ یہ رات سو کر گزارنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نمازیں ادا فرما لیں تو:

﴿ ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ ﴾

''پھر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔''(۱)

نمازِ فجر کی ادائیگی

مزدلفہ میں نمازِ فجر عام دنوں کی نسبت کچھ جلدی ادا کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ : جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَ صَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا ﴾

''دو نمازوں کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ کو اور کوئی نماز بغیر وقت نہیں پڑھتے دیکھا' آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا کیں اور اس دن (مزدلفہ میں) نمازِ فجر بھی معمول کے وقت سے پہلے ادا کی۔''(۲)

مشعر الحرام کے قریب وقوف اور قبلہ رخ ہو کر دعائیں کرنا

10 ذوالحجہ کے روز مزدلفہ میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اگر ممکن ہو تو مشعر الحرام (ایک پہاڑی) کے قریب وقوف کرنا چاہیے اور طلوعِ آفتاب سے قبل خوب سفیدی ظاہر ہونے تک قبلہ رخ ہو کر دعائیں اور اذکار کرنے چاہئیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

﴿ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَ كَبَّرَهُ وَ هَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا ﴾

''پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتی کہ مشعر حرام میں آئے۔ وہاں قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا و التجا اور تکبیر و تہلیل میں مصروف ہو گئے اور وہیں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اچھی طرح صبح کی روشنی اور

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(۲) [بخاری (۱٦٨٢) كتاب الحج : باب من يصلي الفجر بجمع ' مسلم (۱۲۸۹) كتاب الحج : باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة ' ابو داود (۱۹۳٤) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع ' نسائي في السنن الكبرى (٤٠٤٣/۲) حميدي (١١٤) ابن أبي شيبة (٤٥٧/٢) ابن خزيمة (٢٨٥٤) أبو يعلى (٥١٧٦) بيهقي (١٢٤/٥)]

سفیدی نمودار ہوگئی۔''(۱)

❑ مشعر الحرام کے قریب جہاں رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا وہاں اب ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

مزدلفہ میں جائے وقوف

اگر مشعر الحرام کے قریب وقوف ممکن نہ ہو تو مزدلفہ کے سارے میدان میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سارے میدانِ مزدلفہ کو جائے وقوف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ وَقَفْتُ هَاهُنَا بِجَمْعٍ وَ جَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ﴾

''میں نے مزدلفہ میں یہاں وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سارا جائے وقوف ہے۔''(۲)

مزدلفہ سے منیٰ کی جانب واپسی

(1) طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ روانہ ہو جانا چاہیے جیسا کہ حدیثِ جابر میں ہے کہ

﴿ فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾

''آپ ﷺ طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی (منیٰ کی جانب) لوٹ گئے۔''(۳)

(2) عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ

﴿ شَهِدْتُ عُمَرَ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ يَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ " وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ " ﴾

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو میں بھی موجود تھا۔ نماز کے بعد آپ ٹھہرے اور فرمایا کہ مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے۔ کہتے تھے اے ثبیر! (ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو منیٰ جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے) تو چمک جا۔ نبی ﷺ نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے۔''(٤)

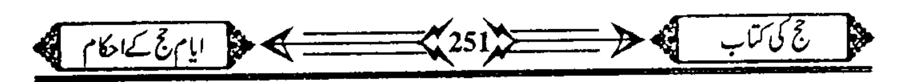
---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبى]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۰٦) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع' ابو داود (۱۹۳٦' ۱۹۳۷)]

(۳) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبى]

(٤) [بخارى (۱٦۸٤) كتاب الحج : باب متى يدفع من جمع' ابو داود (۱۹۳۸) ترمذى (۸۹٦) نسائى (۲٦٥/٥) ابن ماجة (۳۰۲۲) أحمد (١٤/١) دارمى (٥٩/۲) ابن خزيمة (۲۸٥۹) ابن حبان (۳۸٦۰) شرح معانى الآثار (۲۱۸/۲) بيهقى (١٢٤/٥)]



معذور حضرات طلوع آفتاب سے پہلے رات میں بھی منیٰ آ سکتے ہیں

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ﴾

''میں ان لوگوں میں تھا جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر کے کمزور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ کی رات میں ہی منیٰ بھیج دیا تھا۔''(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً، فَأَذِنَ لَهَا﴾

''حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے واپس آ جائیں (یہ اجازت انہوں نے اس لیے طلب کی) کہ بھاری جسم والی تھیں (لہٰذا آہستہ آہستہ چلتی تھیں)' آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔''(۲)

مزدلفہ میں نماز فجر پانے والے شخص کا وقوف مزدلفہ درست ہے

حضرت عروہ طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

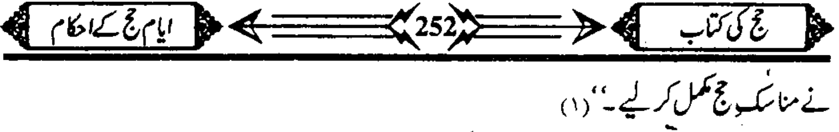
﴿مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هَذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ﴾

''جو ہماری اس نماز (فجر) میں شریک ہوا اور ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) ٹھہرا رہا حتی کہ لوٹ گیا اور اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں وہ وقوف عرفہ بھی کر چکا تھا تو یقیناً اس کا حج مکمل ہوا اور اس

---

(۱) [بخاری (۱٦٧٨) كتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل' مسلم (۱۲۹۳) كتاب الحج : باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن' ابو داود (۱۹۳۹) كتاب المناسك : باب التعجيل من جمع' ترمذى (۸۹۲) كتاب الحج : باب ما جاء فى تقديم الضعفة من جمع بليل' نسائى (۲٦۱/٥) ابن ماجة (۳۰۲٦) كتاب المناسك : باب من تقدم من جمع إلى منى لرمى الجمرة' ابن خزيمة (۲۸۷۰) ابن الجارود (٤٦٣) شرح معانى الآثار (۲۱۸/۲) أبو يعلى (۲۳۸٦)]

(۲) [بخارى (۱٦۸۰) كتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل' مسلم (۱۲۹۰) كتاب الحج : باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء' نسائى (۲٦۲/٥) أحمد (۲۱۳/٦) ابن ماجة (۳۰۲۷) كتاب المناسك : باب من تقدم من جمع إلى منى لرمى الجمار' دارمى (٥۸/۲) بيهقى (۱۲٤/٥) أبو يعلى (٤۸۰۸)]



نے مناسکِ حج مکمل کر لیے۔''(۱)

منیٰ جاتے ہوئے وادئ محسر سے تیزی سے گزرنا

'' مُحَسِّر '' منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک مشہور وادی کا نام ہے۔ یہ نہ منیٰ کا حصہ ہے اور نہ ہی مزدلفہ کا۔ اس کا نام وادی محسر اس لیے رکھا گیا ہے کہ ابرہہ کے ہاتھی یہیں روک دیئے گئے تھے اور پھر یہیں ان پر عذاب نازل ہوا۔ لہٰذا وادئ محسر سے تیزی سے گزر جانا چاہیے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ ﴾

'' نبی کریم ﷺ وادئ محسر سے تیزی سے گزرے۔''(۲)

منیٰ کے راستے میں اور وہاں پہنچ کر رمئ جمار تک تلبیہ جاری رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ﴾

'' نبی کریم ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔''(۳)

10 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک کے اعمال

ان کا ذکر آئندہ ابواب کے تحت بالترتیب ملاحظہ فرمائیے۔

---

(۱) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (۸۹۱) کتاب الحج : باب ما جاء فی من أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج ' نسائی (۶۶۳/۵)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی (۷۰۳) کتاب الحج : باب ما جآء فی الإفاضة من عرفات ' ترمذی (۸۸۶) ابن ماجة (۳۰۲۳) کتاب المناسك : باب الوقوف بجمع ' ابو داود (۱۹۴۴) کتاب المناسك : باب التعجیل من جمع ' نسائی (۲۵۸/۵) ابن خزیمة (۲۸۶۲) احمد (۳۰۱/۳)]

(۳) [بخاری (۱۶۸۶ ' ۱۶۸۷) کتاب الحج : باب التلبیة و التکبیر ' مسلم (۱۲۸۱)]

باب رمی الجمرة و الهدی — جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی کا بیان

10 ذوالحجہ کے روز بالترتیب درج ذیل چار کام سرانجام دیئے جاتے ہیں:

① جمرۂ عقبہ کی رمی ② قربانی ③ بال منڈوانا یا کتروانا ④ طواف زیارت

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) علماء کا اجماع ہے کہ یہی ترتیب مطلوب ہے۔(۱)



رمی

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا

منیٰ پہنچ کر جو پہلا کام کیا جائے گا' وہ ہے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا۔ یہ عمل واجب ہے۔ جو شخص دورانِ حج یہ عمل نہیں کرے گا اس کے ذمہ بطورِ فدیہ جانور کی قربانی لازم آئے گی۔

(البانیؒ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانیؒ'' سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے خیال میں جمروں کو کنکریاں مارنا واجب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ''ہاں۔''(۲)

کنکریوں کا حجم

کنکریاں حجم میں چنے کے دانے کے برابر ہوں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں:

(1) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ عَلَيْكُمْ بِحَصَي الْخَذْفِ الَّذِيْ يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ ﴾

''جمرۂ عقبہ کو چنے کے دانے کے برابر کنکر مارو۔''(۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَي الْخَذْفِ ﴾

---

(۱) [تحفة الأحوذی (۷۸۸/۳)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤٠٤/٤)]

(۳) [مسلم (۱۲۸۲) كتاب الحج : باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع فى رمى الجمرة العقبة ' نسائی (۳۰۲۰) دارمی (۱۸۹۱) احمد (۱۷۹٤) ابن حبان (۳۸۵۵) ابن خزيمة (۲۸٤۳) أبو يعلى (٦۷۲٤) طبرانی كبير (٦۸٦/۱۸) بيهقی (۱۲۷/۵)]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے جمرۂ عقبہ کو چنے کے برابر کنکر مارے۔''(۱)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ

﴿ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ ﴾

''آپ ﷺ نے لوگوں کو چھوٹی کنکریاں پھینکنے کا حکم دیا۔''(۲)

کنکریاں کہیں سے بھی چنی جا سکتی ہیں

(البانیؒ) رمی کے لیے کنکریاں جہاں سے چاہے چن سکتا ہے۔(۳)

(ابن تیمیہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

یہ جواز اس لیے ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کنکریاں چننے کے لیے کسی جگہ کا تعین نہیں فرمایا۔ زیادہ سے زیادہ اس ضمن میں درج ذیل روایت مروی ہے لیکن اس میں بھی اس چیز کی تعیین کا کہیں ذکر نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَ هُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ هَاتَ الْقُطْ لِيْ فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذَفِ ' فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِيْ يَدِهِ ' قَالَ : بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ ' وَ إِيَّاكُمْ وَ الْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی والی صبح مجھے فرمایا' آؤ! میرے لیے کنکریاں چنو۔ اس وقت آپ ﷺ (مزدلفہ میں منیٰ جانے کے لیے) اپنی سواری پر سوار تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے چنے کے دانے کے برابر کنکریاں چنیں۔ جب میں نے انہیں آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو آپ نے فرمایا' اس طرح کی کنکریاں ہی چنا کرو۔ اور دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا تھا۔''(۵)

---

(۱) [مسلم (۱۲۹۹) كتاب الحج : باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف ' ترمذى (۸۹۷) كتاب الحج : باب ما جاء أن الجمار التى يرمى بها مثل حصى الخذف ' احمد (۱٤٤٤) نسائى (۳۰۷۵) وفى السنن الكبرى (۲/۱ ۰۸ ٤)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۱۳) كتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹٤٤) نسائى (۲۵۸/۵) ترمذى (۸۸٦) ابن ماجة (۳۰۲۳) ابن خزيمة (۲۸٦۲)]

(۳) [حجة النبى (ص / ۸۱)]

(٤) [أيضا]

(۵) [صحيح : صحيح نسائى (۲۸٦۳) كتاب مناسك الحج : باب التقاط الحصى ' الصحيحة (۱۲۸۳) صحيح ابن ماجه (۲٤۵۵) نسائى (۳۰۵۹)]

❏ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کنکریاں مارنے میں غلو و شدت کا راستہ اختیار کرنا درست نہیں۔ لہٰذا جوش وجذبہ میں آکر بڑی بڑی کنکریاں یا پتھر مارنا' جوتیاں مارنا یا زبان سے جمروں کو شیطان تصور کرتے ہوئے گالیاں دینا یا فحش کلامی سے پیش آنا بھی ہرگز مناسب نہیں۔

کنکریاں مارنے کا وقت

کنکریاں صرف طلوع آفتاب کے بعد ماری جائیں گی۔

(1) جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾

''طلوع آفتاب سے پہلے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مت مارو۔''(۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر (یعنی 10 ذوالحجہ کے روز) چاشت کے وقت جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے۔''(۲)

(سید سابقؒ) 10 ذوالحجہ کے روز رمی کا پسندیدہ وقت طلوع آفتاب کے بعد چاشت کا وقت ہے۔(۳)

اگر کنکریاں مارنے میں تاخیر ہو جائے

طلوع آفتاب کے بعد زوال تک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مار لینی چاہییں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے رمی میں تاخیر ہو جائے تو 11 ذوالحجہ کی صبح کو نماز فجر سے پہلے تک بھی کنکریاں مار سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ : رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ ' فَقَالَ : لَا حَرَجَ ﴾

''نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ میں نے شام کے بعد رمی کی ہے تو آپ نے فرمایا' کوئی

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱۷۱۰) کتاب المناسك : باب التعجیل من جمع ' ابو داود (۱۹٤۰) نسائی (۲۷۱/۵) ابن ماجة (۳۰۲۵) کتاب المناسك : باب من تقدم من جمع إلى منى لرمي الجمار ' بیهقی (۱۳۱/۵) أحمد (۲۳٤/۱) شرح السنة (۱۹٤۳) مشکل الآثار (۳۵۰۱) طبرانی کبیر (۱۲٦۹۹)]

(۲) [مسلم (۱۲۹۹) کتاب الحج : باب بیان وقت استحباب الرمي ' ابو داود (۱۹۷۱) کتاب المناسك : باب في رمي الجمار ' ترمذی (۸۹٤) کتاب الحج : باب ما جاء في رمي يوم النحر ضحى ' ابن ماجه (۳۰۵۳) کتاب المناسك : باب رمي الجمار أيام التشريق ' دارمی (۱۸۹٦) ابن حبان (۳۸۸٦) ابن خزیمة (۲۸۷٦) دارقطنی (۲۷۵/۲)]

(۳) [فقه السنة (۵۰۳/۱)]

حرج نہیں۔'' (۱)

(سید سابق'') اگر دن کے وقت رمی کرنے میں کوئی عذر مانع ہو تو رات تک رمی میں تاخیر جائز ہے۔(۲)

عورتیں' بچے اور معذور لوگ طلوع آفتاب سے پہلے بھی کنکریاں مار سکتے ہیں

(1) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّي فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ : يَا بُنَيَّ ! هَلْ غَابَ الْقَمَرُ ؟ قُلْتُ : لَا ' فَصَلَّتْ سَاعَةً ' ثُمَّ قَالَتْ : يَا بُنَيَّ ! هَلْ غَابَ الْقَمَرُ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ' قَالَتْ : فَارْتَحِلُوا ' فَارْتَحَلْنَا وَ مَضَيْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا ' فَقُلْتُ لَهَا : يَا هَنْتَاهُ ! مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا ' قَالَتْ : يَا بُنَيَّ ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لِلظُّعُنِ ﴾

''وہ شبِ مزدلفہ میں مزدلفہ کے قریب اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر نماز پڑھ کر پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ (بیٹے نے) کہا کہ نہیں۔ پھر وہ تھوڑی دیر تک نماز پڑھتی رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں' تو کہنے لگیں کہ چلو اب چلیں۔ چنانچہ ہم کوچ کر کے چل دیئے یہاں تک کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے منیٰ پہنچ کر کنکریاں ماریں۔ پھر صبح کی نماز اپنے مقام پر آ کر پڑھی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہمیں ایسا خیال ہے کہ ہم نے جلدی کی ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لیے (اس بات کی) اجازت پہلے ہی دے رکھی ہے۔'' (۳)

(2) سنن ابی داود کی روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا:

﴿ إِنَّا كُنَّا نَصْنَعُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﴾

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (٤)

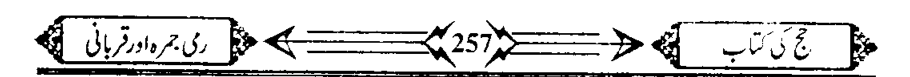
---

(۱) [بخاری (۱۷۲۳) کتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق ' مسلم (۱۳۰۷) کتاب الحج : باب جواز تقديم الذبح على الرمى ' ابن ماجه (۳۰۵۰) كتاب المناسك : باب من قدم نسكا قبل نسك ' ابن خزيمة (۲۹۵۰) نسائی فی السنن الكبرى (٤١٠٤) بيهقى (١٤٢/٥)]

(۲) [فقه السنة (٥٠٤/١)]

(۳) [بخاری (۱٦٧٩) كتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹۰) كتاب الحج : باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن ' ابن ماجه (۳۰۲۷) كتاب المناسك : باب من تقدم من جمع إلى منى لرمى الجمار ' نسائى (۳۰۳۷) وفى السنن الكبرى (٤٠٣٢) دارمى (۱۸۸٦) ابن حبان (۳۸٦۱) بيهقى (١٢٤/٥)]

(٤) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۱۲) كتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (۱۹٤۳)]



(3) سالمؒ نے بیان کیا کہ

﴿ وَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَ قَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ ' وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴾

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کے کمزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور رات ہی میں مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس آ کر ٹھہرتے اور حسبِ استطاعت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منیٰ) آ جاتے تھے' بعض تو منیٰ فجر کی نماز کے وقت پہنچتے اور بعض اس کے بعد جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کے لیے یہ اجازت دی ہے۔''(۱)

البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جس روایت میں ہے کہ

''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فجر سے پہلے کنکریاں ماریں۔''

وہ ضعیف ہے۔(۲)

(جمہور، احمدؒ، احناف) صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو صبح ہونے کے بعد دوبارہ کنکریاں مارے گا۔

(شافعیؒ) فجر سے پہلے بھی کنکریاں مارنا جائز ہے۔(۳)

(راجح) فجر سے پہلے کنکریاں نہیں مارنی چاہییں۔ البتہ کوئی عذر ہو یا ضعیف و ناتواں بوڑھے یا بچے یا خواتین فجر سے پہلے رات میں ہی کنکریاں مار لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ گزشتہ احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

رمی کے لیے کھڑے ہونے کا طریقہ

کنکریاں مارنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں بیت اللہ اس کے بائیں اور منیٰ

---

(۱) [بخاری (۱٦٧٦) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل 'مسلم (۱۲۹٥) کتاب الحج : باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن ' احمد (٤٨٩٢) نسائی فی السنن الکبری (٤٠٣٧) ابن خزيمة (٢٨٧١) بيهقی (١٢٣/٥)]

(۲) [ضعيف : ضعيف ابو داود (٤٢٣) کتاب المناسك : باب التعجيل من جمع ' ابو داود (١٩٤٢) مسند شافعی (٣٥٧/١) شرح معانی الآثار (٢١٨/٢) بيهقی (١٣٣/٥) حاكم (٤٢٩/١)]

(۳) [فتح الباری (٣٤٤/٤) نيل الأوطار (٤١٩/٣) الأم (٣٣٠/٢) شرح المهذب (١٧٧/٨) المبسوط (٦٤/٤) الهداية (١٥٠/١) الكافی (ص/١٤٤) المغنی (٢٩٤/٥) كشاف القناع (٥٠٠/٢)]

اس کے دائیں جانب ہو۔ جیسا کہ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ ، ثُمَّ قَالَ : هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴾

''انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہیں دیکھا کہ انہوں نے جمرۂ کبریٰ (یعنی جمرۂ عقبہ) کو سات کنکریاں ماریں۔ انہوں نے بیت اللہ کو اپنے بائیں اور منیٰ کو اپنے دائیں جانب کیا ہوا تھا۔ پھر فرمایا کہ یہی ان کا بھی مقام تھا جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)۔''

سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿ هَكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴾

''اسی طرح اس نے کنکریاں ماری تھیں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔''(۱)

یاد رہے کہ اگر ایسی جگہ نہ ملے تو جہاں بھی کھڑا ہو سکے وہیں سے کنکریاں مارلے۔

ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہنا

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ﴾

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔''(۲)

(2) عبدالرحمٰن بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتَّى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ "يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ" ثُمَّ قَالَ مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴾

''جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی تو وہ ان کے ساتھ تھے، اس وقت وہ وادی

---

(۱) [بخاری (۱۷٤۹) كتاب الحج : باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره ، مسلم (۱۲۹٦) كتاب الحج : باب رمى جمرة العقبة من بطن الوادى ، ابو داود (۱۹۷٤) كتاب المناسك : باب فى رمى الحمار ، ترمذى (۹۰۱) كتاب الحج : باب ما جاء كيف ترمى الجمار ، ابن ماجه (۳۰۳۰) كتاب المناسك : باب من أين ترمى جمرة العقبة ، نسائى فى السنن الكبرى (٤۰۷٦) ابن حبان (۳۸۷۰) ابن خزيمة (۲۸۸۰) أبو يعلى (٤۹۷۲)]

(۲) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبى]

کے نشیب میں اتر گئے اور جب درخت کے برابر ہو کر اس کی رمی کی تو ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں! یہیں وہ ذات بھی کھڑی ہوئی تھی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔'' (۱)

ساتوں کنکریاں ایک ایک کر کے ماری جائیں

جیسا کہ گزشتہ احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں۔ لہٰذا اگر کوئی ساتوں کنکریاں ایک ہی مرتبہ مار دے گا تو یہ ایک ہی شمار ہو گی' اسے باقی چھ کنکریاں مزید رمی کرنی ہوں گی۔

(ابن بازؒ) ایک مرتبہ پھینکی جانے والی کنکریاں ایک ہی شمار ہوں گی خواہ کوئی ساتوں ایک ہی مرتبہ پھینک دے' اسے باقی چھ کنکریاں الگ الگ پھینکنی ہوں گی اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو تکمیلِ حج کے لیے اس کے ذمہ ایک دم لازم آئے گا۔ (۲)

سوار ہو کر کنکریاں مارنا

(1) حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ " يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ " لَيْسَ ضَرْبٌ وَلَا طَرْدٌ ' وَلَيْسَ قِيلَ : إِلَيْكَ إِلَيْكَ ﴾

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا' آپ ﷺ نے 10 ذوالحجہ کو سفیدی مائل سرخ اونٹنی پر سوار ہو کر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ نہ کسی کو مارنا تھا' نہ کسی کو دور ہٹانا تھا اور نہ اعلان تھا کہ آپ ﷺ سے دور رہو۔'' (۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ " يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ " وَ يَقُولُ : لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ ' فَإِنِّي لَا

---

(۱) [بخاری (۱۷۵۰) کتاب الحج : باب یکبر مع کل حصاۃ ' مسلم (۱۲۹۶) کتاب الحج : باب رمی جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی]

(۲) [ملخصا ' فتاوی اسلامیۃ (۲۸۵/۲)]

(۳) [صحیح : ہدایۃ الرواۃ (۲۵۵۵) ' (۸٤/۳) ترمذی (۹۰۳) کتاب الحج : باب ما جاء فی کراھیۃ طرد الناس عند رمی الجمار ' ابن ماجہ (۳۰۳۵) کتاب المناسك : باب رمی الجمار راکبا ' نسائی (۲۷۰/۵) احمد (٤۰۳/۳) حاکم (٤٦٦/۱) امام حاکمؒ نے اس روایت کو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی [illegible]

أَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ هٰذِهٖ ﴾

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے 10 ذوالحجہ کے روز سواری پر سوار ہو کر (جمرۂ عقبہ کو) کنکر مارے اور فرمایا' تم (مجھ سے) حج کے احکام سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں۔'' (۱)

(نوویؒ) اس حدیث میں امام شافعیؒ اور ان کے ہم رائے حضرات کے مؤقف کے لیے ثبوت موجود ہے کہ جو منیٰ میں سوار ہو کر پہنچے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ جمرۂ عقبہ کی رمی سوار ہو کر ہی کرے اور اگر نیچے اتر کر رمی کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ (۲)

(ابن قدامہؒ) حاجی سوار ہو کر یا قدموں پر کھڑے ہو کر جیسے چاہے کنکریاں مار سکتا ہے۔ (۳)

جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد نہ وہاں رکا جائے اور نہ دعا کی جائے

(1) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (٤)

(2) نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ ' وَ يُسَبِّحُهُ ' وَ يَحْمَدُهُ ' وَ يَدْعُو اللّٰهَ " وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ " ﴾

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے دونوں جمروں کے پاس طویل عرصہ وقوف کرتے۔ اللہ اکبر' سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ذکر کرتے اور دعائیں کرتے۔ جبکہ جمرۂ عقبہ کے پاس وقوف نہیں کرتے تھے۔'' (٥)

کسی دوسرے کی طرف سے کنکریاں مارنا

(ابن بازؒ) کسی نے شیخ ابن بازؒ سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حج ادا کیا اور اس کے تمام مناسک خود ادا کیے۔ مگر رمیٔ جمار کے لیے کسی دوسرے کو وکیل بنایا۔ کیونکہ اس کے ساتھ چھوٹا سا بچہ تھا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ یہ خیال رہے کہ یہ اس کا فرض حج تھا۔ شیخ نے للہ سے یہ جواب دیا کہ

''اس معاملہ میں اس کے ذمہ کچھ نہیں۔ وکیل کی طرف سے رمیٔ جمار اسے کافی ہے۔ کیونکہ رمیٔ جمار کے وقت

---

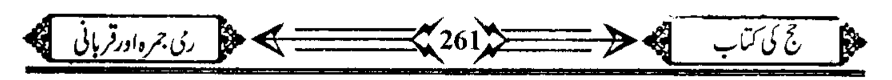
(۱) [مسلم (۱۲۹۷) کتاب الحج : باب استحباب رمی جمرة العقبة يوم النحر راكبا ' ابو داود (۱۹۷۰) کتاب المناسك : باب فی رمی الجمار ' نسائی (۳۰٦۲)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۱۸٤/٥)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (۲۹۳/٥)]

(٤) [بخاری (۱۷٥۱) کتاب الحج : باب رفع اليدين عند الجمرتين الدنيا والوسطى]

(٥) [صحيح موقوفا : هداية الرواة (۲٥٥٨) ' (۸٦/۳) موطا (۲۰۲)]



بہت ہجوم ہوتا ہے جو عورتوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کے ساتھ چھوٹا بچہ بھی تھا۔''(۱)

ایک دوسرے فتوے میں فرماتے ہیں کہ

''مریض اور ایسی عورت جو کنکریاں مارنے سے عاجز ہو مثلا حاملہ' بھاری جسم والی اور اس قدر کمزور عورت جو رمیٔ جمار کی طاقت نہ رکھتی ہو' اس کے لیے رمیٔ جمار کے لیے وکیل مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ وہ عورت جو صاحبِ استطاعت اور تندرست ہو اسے چاہیے کہ وہ خود رمی کرے۔''(۲)

(سعودی مجلس افتاء) انہوں نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۳)

(سید سابقؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

❑ یاد رہے کہ اس ضمن میں پیش کی جانے والی وہ روایت جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

﴿ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَعَنَا النِّسَاءُ وَ الصِّبْيَانُ ' فَلَبَّيْنَا عَنِ الصِّبْيَانِ وَرَمَيْنَا عَنْهُمْ ﴾

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پس ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور رمی بھی کی۔''

بہر حال ضعیف ہے۔(٥)



قربانی

حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ حج افراد کرنے والے پر واجب نہیں۔ لہٰذا جن حضرات نے حج قران یا حج تمتع کا احرام باندھا ہو وہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کریں اور اگر حج افراد کا احرام

---

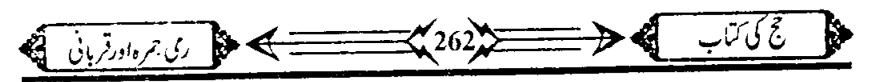
(۱) [فتاوی ابن باز ' مترجم (۱۳۰/۱)]

(۲) [فتاوی تتعلق بأحكام الحج و العمرة و الزيارة (ص / ۱۳۰)]

(۳) [فتاوی اسلامية (۲٤۱/۲)]

(٤) [فقه السنة (٥۰٦/۱)]

(٥) [ضعيف : ضعيف ابن ماجه (٦٥۲) كتاب المناسك : باب الرمي عن الصبيان ' ابن ماجه (۳۰۳۸) ترمذی (۹۲۷) كتاب الحج : باب ' احمد (۳۱٤/۳) عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ''اشعث بن سوار'' راوی ضعیف ہے اور اسی طرح ''ابوزبیر مکی'' مدلس ہے اور اس نے اس روایت کو جابر رضی اللہ عنہ سے عنعنہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔[تحفة الأحوذی (۸۰٤/۳)] حافظ ابن حجرؒ نے اشعث بن سوار راوی کو ضعیف کہا ہے۔[تقريب التهذيب (۵۹۹)] امام ابوزرعہؒ، امام نسائیؒ، امام دار قطنیؒ، امام ابن حبانؒ، امام ابن سعدؒ اور امام عجلیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[التاريخ الكبير (٤۳۰/۱) الضعفاء (٥۸) الجرح و التعديل (۲۷۱/۲) المجروحين (۱/۱۷۱) طبقات ابن سعد (۲٤۹/٦) تاريخ الثقات (٦۹)]



باندھنے والے بھی قربانی کرنا چاہیں تو کرلیں۔

سر منڈانے سے پہلے قربانی

نبی کریم ﷺ نے خود بھی سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا جیسا کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَّحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور اس کا اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا۔'' (۱)

اگرچہ یہ حدیث عمرۂ حدیبیہ کے موقع کی ہے لیکن حج میں بھی مسنون ترتیب یہی ہے جیسا کہ شیخ البانی نے اسی کو ثابت کیا ہے۔(۲)

اگر کوئی قربانی سے پہلے سر منڈوالے

تو اس پر کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ وَنَحْوِهِ فَقَالَ : لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ ﴾

''نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔'' (۳)

جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس پر قربانی واجب ہو

ایسے شخص کو چاہیے کہ ایامِ حج میں 3 اور واپس گھر پہنچ کر 7 روزے رکھے، یہ کل ملا کر 10 روزے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے:

(1) ﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾ [البقرة : ۱۹۶]

''جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے، پس اسے جو قربانی میسر ہو کر ڈالے جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین

---

(۱) [بخاری (۱۸۱۱) کتاب العمرة : باب النحر قبل الحلق فی الحصر]

(۲) [حجة النبی للالبانی (ص/۸۵)]

(۳) [بخاری (۱۷۲۱) کتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق، مسلم (۱۳۰۷) کتاب الحج : باب جواز تقديم الذبح على الرمى والحلق على الذبح، ابن ماجه (۳۰۵۰) کتاب المناسك : باب من قدم نسكا قبل نسك، نسائی (۳۰۶۷) ابن حبان (۳۸۷۶) طبرانی (۱۱۸۷۰) نسائی فی السنن الکبری (۴۱۰۴) شرح السنة للبغوی (۱۹۶۴) بیهقی (۱۴۲/۵)]

روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی پر، یہ پورے دس ہو گئے۔"

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ : مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَ لْيُقَصِّرْ وَ لْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ " **فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ** " ﴾

"جب نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو اس کے لیے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوا لیں اور حلال ہو جائیں' پھر حج کے لیے (دوبارہ 8 ذوالحجہ کو) احرام باندھیں۔ ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں ہی اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے۔"(۱)

❑ یاد رہے کہ ایامِ حج میں ایامِ تشریق یعنی 11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے ایام بھی شامل ہیں اور عام حالات میں ایامِ تشریق کے دوران روزہ رکھنا ممنوع ہے لیکن جو شخص قربانی نہ کر سکتا ہو اور وہ یوم النحر سے پہلے پہلے تین روزے بھی نہ رکھ سکے تو وہ ایامِ تشریق میں یہ تین روزے رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ ﴾

"کسی کو ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس کے لیے جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔"(۲)

نیز اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایامِ تشریق میں بھی یہ روزے نہ رکھ سکے تو اسے چاہیے کہ گھر واپس لوٹ کر مکمل دس روزے رکھ لے۔ (واللہ اعلم)

(شیخ حسین بن عودہ) جسے قربانی کی استطاعت نہ ہو اسے چاہیے کہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات جب وہ اپنے گھر لوٹ جائے۔ یہ تین روزے اس کے لیے ایامِ تشریق میں رکھنا بھی جائز ہے۔(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۶۹۱) كتاب الحج : باب من ساق البدن معه' مسلم (۱۲۲۷) كتاب الحج : باب وجوب الدم على المتمتع وأنه إذا عدمه لزمه صوم ثلاثة أيام في الحج و سبعة إذا رجع إلى أهله' ابو داود (۱۸۰۵) كتاب المناسك : باب في الإقران' احمد (۶۲۴۷) نسائی (۲۷۳۱) بیهقی (۱۷/۵)]

(۲) [بخاری (۱۹۹۷)' (۱۹۹۸) كتاب الصوم : باب صيام أيام التشريق]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۴۱۶/۴)]

اگر کوئی 10 ذوالحجہ کے روز قربانی نہ کر سکے

تو وہ ایامِ تشریق کے دوران یعنی 13 ذوالحجہ تک قربانی کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمام ایامِ تشریق کو قربانی کے ایام قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ ﴾ ''تمام ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں۔''(۱)

(شوکانیؒ) سارے ایامِ تشریق قربانی کے دن ہیں اور وہ دن یہ ہیں' یوم النحر اور اس کے بعد تین دن۔''(۲)

(نوویؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(ابن کثیرؒ) راجح مؤقف امام شافعیؒ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے ایامِ تشریق کے آخر تک ہے۔(٤)

قربانی کی جگہ

رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں مسجدِ خیف کے قریب قربانی کی تھی لیکن منیٰ اور مکہ میں کسی بھی جگہ حدودِ حرم کے اندر اندر قربانی کی جا سکتی ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ

﴿ وَ كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَ مَنْحَرٌ ﴾

''مکہ کی ہر گلی راستہ ہے اور قربانی کی جگہ ہے۔''(٥)

(ہیئت کبار علماء) منیٰ میں قربانی کی تخصیص نہیں ہے بلکہ مکہ میں بھی قربانی جائز ہے اور حرم میں کسی بھی جگہ قربانی کی جا سکتی ہے۔(٦)

اگرچہ منیٰ اور مکہ میں کسی بھی مقام پر قربانی کی جا سکتی ہے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر اتباعِ سنت میں شدید تھے کہ تلاش کر کے اسی جگہ پر جانور قربان کرتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت نافعؒ کا بیان ہے کہ

﴿ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ ' قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ : مَنْحَرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ﴾

---

(۱) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٤٥٣٧) احمد (٨٢/٤) صحيح ابن حبان (٣٨٤٢) السنن الكبرى للبيهقى (٢٩٥/٩)]

(۲) [نيل الأوطار (١٢٥/٥)]

(۳) [شرح مسلم للنووى (١٢٨/٧)]

(٤) [تفسير ابن كثير (٤٩٧/١)]

(٥) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٠٦) كتاب المناسك : باب الصلاة بجمع ' ابو داود (١٩٣٦ ' ١٩٣٧) ابن ماجة (٣٠٤٨) كتاب المناسك : باب الذبح ' شرح السنة (١٩٢٦)]

(٦) [كما فى توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (١٨١/٤)]

''عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہما) نحر کی جگہ نحر کرتے تھے۔ عبیداللہ نے بتایا کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ ہے۔''(۱)

جو ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہے

ایسا کرنا جائز و درست ہے مگر زائد قربانیاں نفلی ہوں گی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ نحر کیے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

﴿ أَهْدَى النَّبِيُّ ﷺ مِائَةَ بَدَنَةٍ ﴾

''(حجۃ الوداع کے موقع پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربان کیے۔''(۲)

قربانی کا جانور خود ذبح کرنا افضل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ

﴿ نَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ ''بِيَدِهِ'' سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا ، وَ ضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مُخْتَصِرًا ﴾

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے اور مدینہ میں دو چت کبرے سینگ دار مینڈھوں کی قربانی کی۔''(۳)

(ابن قدامہ) اگر وہ شخص قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے تو یہ افضل ہے۔(٤)

(سید سابق) جو شخص عمدہ طریقے سے جانور ذبح کر سکتا ہو اس کے لیے مسنون ہے کہ وہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ کے ساتھ ذبح کرے۔(٥)

(شیخ حسین بن عودہ) مسنون یہ ہے کہ حاجی کے لیے اگر ممکن ہو تو وہ اپنے ہاتھ کے ساتھ ذبح یا نحر کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کام میں کسی دوسرے کو اپنا نائب بنا دے۔(٦)

---

(۱) [بخاری (۱۷۱۰) کتاب الحج : باب النحر فی منحر النبی بمنی]

(۲) [بخاری (۱۷۱۸) کتاب الحج : باب یتصدق بجلال البدن]

(۳) [بخاری (۱۷۱۲) کتاب الحج : باب من نحر بیده]

(٤) [المغنی لابن قدامة (۳۸۹/۱۳)]

(٥) [فقه السنة (۱۹۸/۳)]

(٦) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤١٤/٤)]

کسی دوسرے سے بھی جانور ذبح کرایا جا سکتا ہے

جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹ خود قربان کیے تھے اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قربان کرائے تھے۔ (۱)

ذبح کرنے والا چھری چلانے سے پہلے یہ دعا پڑھے

" بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ " : جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

﴿ ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ " وَسَمَّى وَكَبَّرَ " ﴾

''نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو چت کبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا۔'' (۲)

اونٹ اور گائے سات افراد کی طرف سے کفایت کرتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَ الْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں (اس طرح) شریک ہوں کہ ہم میں سے ہر سات افراد ایک اونٹ میں شریک ہوں۔'' (۳)

البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَذَبَحْنَا الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَ الْبَعِيرَ عَنْ عَشْرَةٍ ﴾

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ آ گئی تو ہم نے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا۔'' (٤)

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي]

(۲) [بخاری (٥٥٦٥) كتاب الأضاحي : باب التكبير عند الذبائح ' مسلم (۱۹٦٦) كتاب الأضاحي : باب استحباب الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل ' ترمذی (١٤٩٤) كتاب الأضاحي : باب ما جاء في الأضحية بكبشين ' ابن ماجه (۳۱۲۰) كتاب الأضاحي : باب أضاحي رسول الله ' دارمی (١٩٤٥) عبد الرزاق (۸۱۲۹) ابن حبان (۵۹۰۰)]

(۳) [مسلم (۱۳۱۸) كتاب الحج : باب الاشتراك في الهدى ' موطا (٤٨٦/٢) أحمد (۳۰۳/۳) ابو داود (۲۸۰۹) ترمذی (۱۵۰۲) ابن ماجة (۳۱۳۲) بيهقى (۲۹٤/۹)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲۰۳٦) كتاب الأضاحي : باب لمن لم تجزئ البدنة والبقرة ' أحمد (۲۷٥/۱) ابن ماجة (۳۱۳۱) ترمذی (۹۰۵) نسائی (۲۲۲/۷) ابن خزيمة (۲۹۰۸) المشكاة للألبانی (١٤٦٩)]

فی الحقیقت ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اُس وقت کفایت کرتا جب اسے حج یا عمرے کے دوران بطورِ ہدی قربان کیا جائے اور جب اس کے علاوہ اسے محض عیدالاضحیٰ کے لیے نحر کیا جائے تو پھر اس میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں جیسا کہ گزشتہ حدیث میں عیدالاضحیٰ کی وضاحت موجود ہے۔

قربانی کرنے والا اپنی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ﴾ [الحج : ٣٦]

''اس (یعنی قربانی کے گوشت) سے خود بھی کھاؤ اور مسکین' خواہ وہ سوال سے بچنے والا ہو یا سوال کرنے والا ہو' کو بھی کھلاؤ۔''

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ " فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا " ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اونٹ نحر کرنے کے بعد) حکم دیا کہ ہر اونٹ (کے گوشت) کا ایک ٹکڑا ہنڈیا میں ڈال کر پکایا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا۔''(۱)

معلوم ہوا کہ آدمی اپنی نفلی اور فرضی ہر قسم کی قربانی سے خود بھی کھا سکتا ہے کیونکہ آیت ﴿ فَكُلُوْا مِنْهَا ﴾ میں عموم ہے۔ جیسا کہ امام شوکانیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(شیخ حسین بن عودہ) حاجی اپنی قربانی سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اس کا کچھ حصہ اپنے شہر واپس بھی لے جا سکتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔(۳)

قصاب کو بطورِ اجرت قربانی کا گوشت یا کھال دینا

ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ اسے الگ اجرت دینی چاہیے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَ جُلُوْدِهَا وَ أَجِلَّتِهَا وَ أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا ' قَالَ : نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا ﴾

---

(۱) [مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ' أحمد (۳۲۰/۳) نسائی (۲۳٦/۵) ابو داود (۱۹۰۵)]

(۲) [نيل الأوطار (٤٦٦/۳)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤ ...)]

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور میں ان قربانیوں کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جلیں صدقہ کر دوں اور ان سے (کچھ بھی) قصائی کو نہ دوں اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم اسے (قصائی کو) اپنے پاس سے (معاوضہ) دیا کرتے تھے۔''(۱)

(شیخ حسین بن عودہ) قربانی کے جانور کا کوئی حصہ بھی بطورِ اجرت قصاب کو مت دیں۔(۲)

قربانی کے جانور پر سوار ہونا جائز ہے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ : ارْكَبْهَا ، قَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ ، قَالَ : ارْكَبْهَا ، قَالَ : ارْكَبْهَا ، قَالَ : إِنَّهَا بَدَنَةٌ ، قَالَ : ارْكَبْهَا ثَلَاثًا ﴾

''نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لیے جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' سوار ہو جا۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا' تو اس پر سوار ہو جا۔''(۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ

﴿ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا ﴾

''معروف طریقے سے اس پر سواری کر لو جبکہ تم اس کی طرف مجبور کر دیے جاؤ تا وقتیکہ تم کسی سوار کو پا لو۔''(٤)

---

(۱) [مسلم (۱۳۱۷) کتاب الحج : باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها وأن لا يعطى الجزار منها شيئا وجواز الاستنابة فى القيام عليها' بخاری (۱۷۰۷) کتاب الحج : باب الجلال للبدن' ابو داود (۱۷٦۹) کتاب المناسك : باب كيف تنحر البدن' ابن ماجه (۳۰۹۹) کتاب المناسك : باب من جلل البدنة' دارمی (۱۹٤۰) ابن حبان (٤۰۲۱) ابن خزيمة (۲۹۱۹) أبو يعلى (۲۹۸)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٤۱٦)]

(۳) [بخاری (۱٦۹۰) کتاب الحج : باب ركوب البدن' مسلم (۱۳۲۳) نسائی (۵/۱۷٦) ترمذی (۹۱۳) ابن ماجة (۳۱۰٤) أحمد (۳/۱۰٦) ابن خزيمة (٤/۱۸۸) شرح معانی الآثار (۲/۱٦۱) بيهقی (۵/۲۳٦) أبو يعلى (۲۸٦۹)]

(٤) [مسلم (۱۳۲٤) کتاب الحج : باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها' ابو داود (۱۷٦۱) کتاب المناسك : باب فى ركوب البدن' نسائی (۵/۲۷۷) ابن الجارود (٤۲۹) ابن خزيمة (٤/۱۸۹) ابو يعلى (۱۸۱۵) أحمد (۳/۳۱۷)]

(شوکانیؒ) یہ احادیث قربانی کے جانور پر سواری کے جواز کو ثابت کرتی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ قربانی نفلی ہو یا فرضی کیونکہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق سائل سے کچھ بھی دریافت نہیں کیا۔(۱)

(ابن قدامہؒ) بوقت ضرورت قربانی کے جانور پر بھی سواری کی جا سکتی ہے۔امام شافعیؒ، امام ابن منذرؒ اور اصحاب الرائے کا یہی موقف ہے۔امام ابن عربیؒ اور امام مہدیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے مطلقاً قربانی کے جانور پر سواری سے ممانعت نقل کی ہے جبکہ امام طحاویؒ نے بوقتِ ضرورت ان سے جواز نقل کیا ہے۔(۲)

اشعار کرنا اور گلے میں قلادہ یعنی پٹہ ڈالنا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بیان کرتے ہیں کہ

﴿ خَرَجَ النَّبِيُّ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بِضْعِ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ " **قَلَّدَ النَّبِيُّ ﷺ الْهَدْيَ وَ أَشْعَرَ** " وَ أَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ ﴾

''نبی کریم ﷺ مدینہ سے اپنے تقریباً ایک ہزار ساتھیوں کے ہمراہ (حج کے لیے) نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور اسے اشعار کیا۔پھر عمرے کا احرام باندھا۔''(۳)

(جمہور) قربانی کے جانوروں کو اشعار کرنا مشروع ہے۔

(ابوحنیفہؒ) یہ عمل مکروہ ہے کیونکہ یہ مثلہ کی ایک قسم ہے (عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ظاہر بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو اشعار کے جواز کی حدیث نہیں پہنچی [تحفة الأحوذي (۷۷۲/۳)])۔(۴)

(ترمذیؒ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے یوسف بن عیسیٰ (امام ترمذیؒ کے شیخ) سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام وکیعؒ سے سنا، جب بھی وہ یہ حدیث روایت کرتے تو فرماتے' اس مسئلے میں اہل الرائے (یعنی احناف) کے قول کی طرف مت دیکھنا کیونکہ اشعار سنت ہے اور ان کا قول بدعت ہے۔(۵)

(نوویؒ) اس حدیث میں قربانی کے اونٹوں کو اشعار کرنے اور انہیں قلادے پہنانے کا استحباب موجود ہے۔(۶)

---

(۱) [نيل الأوطار (۴۶۳/۳)]

(۲) [المغني (۴۴۲/۵)]

(۳) [بخاري (۱۶۹۴) كتاب الحج : باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم ' أحمد (۳۲۳/۴) ابو داود (۲۷۶۵) كتاب الجهاد : باب في صلح العدو]

(۴) [شرح المهذب (۳۲۱/۸) الأم (۳۳۷/۲) المغني (۴۵۵/۵) الإنصاف (۸۸/۴) هداية السالك (۳۱۴/۱) الأصل (۴۰۰/۲) المبسوط (۱۳۸/۴) الكافي (ص / ۱۶۱) نيل الأوطار (۴۵۸/۳)]

(۵) [جامع ترمذي (بعد الحديث / ۹۰۶)]

(۶) [شرح مسلم للنووي (۲۸۷/۴)]

(راجح) اشعار صحیح احادیث سے ثابت ہے لہٰذا یہ مسنون عمل ہے اور اس کے عدم جواز کی تمام تاویلات و قیاسات باطل و مردود ہیں۔

(ابن قیمؒ) انہوں نے اسی بات کو ثابت کیا ہے۔(۱)

(ابن قدامہؒ) اونٹ اور گائے کو اشعار کرنا مسنون ہے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) امام ابوحنیفہؒ کا قول اشعار کے متعلق صحیح و مشہور احادیث کے خلاف ہے۔(۳)

(ابن حجرؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

اشعار کرنے کا طریقہ

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ " **فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَ سَلَتَ الدَّمَ وَ قَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ** " ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر ذوالحلیفہ میں ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اپنی قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کی دائیں جانب کوہان کے پہلو میں نیزہ مارا اور وہاں سے خون بہا کر اسے علامت لگا دی کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور اس سے خون کو صاف کر دیا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالا۔''(٥)

ضروری وضاحت

ان قربانی کے جانوروں میں بھی وہ تمام شرائط و قیود ملحوظ رکھی جائیں گی جو عیدِ قربان کے جانوروں کو خریدنے یا ذبح کرنے میں ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔(٦)

---

(۱) [أعلام الموقعين (۳٥٤/۲)]

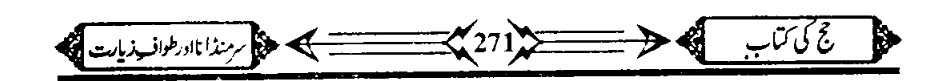
(۲) [المغني لابن قدامة (٤٥٥/٥)]

(۳) [تحفة الأحوذي (۷۷۱/۳)]

(٤) [فتح الباري (۳٦۳/٤)]

(٥) [مسلم (۱۲٤۳) كتاب الحج : باب تقليد الهدى وإشعاره ' أحمد (۲۱٦/۱) ابو داود (۱۷٥۲) كتاب المناسك : باب في الإشعار ' نسائي (۱۷۰/٥)]

(٦) [مسائلِ قربانی کا مفصل بیان ان شاء اللہ ہماری اسی سلسلہ کی آئندہ کتاب ''شکار، ذبح اور قربانی کی کتاب'' میں آئے گا۔]



باب الحلق و طواف الزيارة   سر منڈانے اور طوافِ زیارت کا بیان

بال منڈوانا یا کتروانا

قربانی کے بعد حاجی اپنے بال منڈوائے یا کتروائے

(1) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو 10 ذوالحجہ کے روز قربانی سے فارغ ہو کر حجام کو بلایا اور اپنا سر منڈوایا۔ پہلے آپ ﷺ نے سر کا داہنا حصہ دیا۔ اس نے مونڈ کر ایک ایک ' دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ پھر بایاں حصہ مونڈ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔(۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ حَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ قَصَّرَ بَعْضُهُمْ ﴾

''نبی کریم ﷺ اور آپ کے بہت سے صحابہ نے (حجۃ الوداع میں) سر منڈوایا لیکن بعض نے بال کتروائے۔''(۲)

منڈوانا کتروانے سے افضل ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ' قَالُوْا : وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ' قَالَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ' قَالُوْا : وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ' قَالَهَا ثَلَاثًا ' قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ﴾

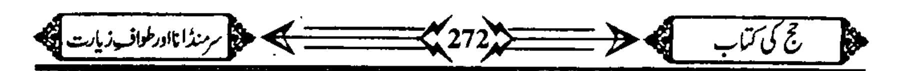
''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی (یہی دعا کیجئے)۔ آپ ﷺ نے پھر وہی دعا کی کہ اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ اور بال کتروانے والوں کے لیے بھی (دعا کیجئے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا' اور کتروانے والوں کے لیے بھی۔''(۳)

---

(۱) [مسلم (۱۳۰۵) كتاب الحج : باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمى ثم ينحر ثم يحلق]

(۲) [بخاری (۱۷۲۹) كتاب الحج : باب الحلق و التقصير عند الإحلال ' مسلم (۱۳۰۱) كتاب الحج : باب تفضيل الحلق على التقصير و جواز التقصير]

(۳) [بخاری (۱۷۲۸) كتاب الحج : باب الحلق و التقصير عند الإحلال ' مسلم (۱۳۰۲) كتاب الحج : باب تفضيل الحلق على التقصير و جواز التقصير ' ابن ماجه (۳۰۴۳) كتاب المناسك : باب الحلق ' أحمد (۲۳۱/۲) بيهقى (۱۳٤/۵)]



(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ ﴾ ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔''(۱)

معلوم ہوا کہ بال منڈوانا' کتروانے سے افضل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتروانے والوں کے لیے ابتدا میں دعا نہیں فرمائی بلکہ ان کے لیے صحابہ کے اصرار پر صرف تیسری مرتبہ دعا فرمائی۔

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بالوں کو منڈوانا' کتروانے سے افضل ہے۔(۲)

(شیخ ابن بازؒ) حج ،عمرہ میں بال منڈوانا افضل ہے۔(۳)

(شیخ حسین بن عودہ) بال منڈوانا ہی افضل ہے۔(٤)

اگر کوئی قربانی سے پہلے سر منڈا لے

تو اس پر کوئی گناہ نہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کے حق میں یہی ارشاد فرمایا تھا۔(٥)

سر کے مکمل بال منڈوانے یا کتروانے چاہییں

کیونکہ کچھ بال منڈوا' یا کتروا لینے اور کچھ چھوڑ دینے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ ' قَالَ : قُلْتُ لِنَافِعٍ : وَ مَا الْقَزَعُ ؟ قَالَ : يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَ يُتْرَكُ بَعْضٌ ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے(راوی نے) نافعؒ سے دریافت کیا کہ قزع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے۔''(٦)

(نوویؒ) ہمارا مذہب یہ ہے کہ حدیث کے عموم کی وجہ سے مطلق طور پر مرد اور عورت دونوں کے لیے سر کا کچھ حصہ

---

(۱) [بخاری (۱۷۲۷) کتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الإحلال]

(۲) [تحفة الأحوذی (۷۸٤/۳)]

(۳) [فتاوی اسلامیة (۲٦۲/۲)]

(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤١٧/٤)]

(٥) [بخاری (۱۷۲۱) کتاب الحج : باب الذبح قبل الحلق]

(٦) [مسلم (۲۱۲۰) کتاب اللباس والزينة : باب كراهة القزع ' بخاری (٥٩۲۰) کتاب اللباس : باب القزع ' ابو داود (٤۱۹۳) کتاب الترجل : باب فی الذؤابة ' ابن ماجه (۳٦۳۷) کتاب اللباس : باب النهی عن القزع ' نسائی (٥۰٦٥) ابن حبان (٥٥۰٦) حلية الأولياء لأبی نعيم (۲۳۱/۹) بيهقی (۳۰٥/۹)]

منڈوانا یا کتروانا مکروہ ہے۔(۱)

(شیخ عبداللہ بسام) صحیح بات یہ ہے کہ صرف سارے سر کے بال کتروانا یا منڈوانا ہی کفایت کرتا ہے۔(۲)

(ابوحنیفہؒ، مالکؒ، احمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(سعودی مجلس افتاء) واجب یہ ہے کہ حج وعمرہ میں مکمل سر کے بال منڈوائے یا کتروائے جائیں۔(٤)

عورتوں کے لیے سر منڈوانا

عورتیں سر نہیں منڈوائیں گی بلکہ آخر سے صرف کچھ بال ترشوالیں گی۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ ﴾

''عورتوں کے لیے بال منڈوانا نہیں بلکہ صرف کچھ بال ترشوانا ہے۔''(٥)

اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ عورتیں صرف کچھ بال ترشوائیں گی جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔(٦)

لہٰذا عورتوں کو صرف انگلیوں کے اوپر والے پوروں کے برابر بال ترشوالینے چاہییں۔(۷)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ عورتوں کے لیے بال منڈوانا جائز نہیں۔(۸)

(شیخ حسین بن عودہ) بال منڈوانا صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ عورتوں کے ذمہ صرف کچھ بال کتروانا ہی ہے۔(۹)

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۲۲۷/۷)]

(۲) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۱۷٤/٤)]

(۳) [أیضا]

(٤) [فتاوی اسلامیة (۲٦۳/۲)]

(٥) [**صحیح**: صحیح ابو داود (۱۷٤۷، ۱۷٤۸) کتاب المناسك: باب الحلق والتقصیر، ابو داود (۱۹۸٤، ۱۹۸٥) دارمی (٦٤/۲) دارقطنی (۲۷۱/۲) بیهقی (٥/۱۰٤) طبرانی کبیر (۱۲/۲٥۰)] امام نوویؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[المجموع (۱۸۳/۸)]

(٦) [فتح الباری (۳۹۰/٤)]

(۷) [المغنی (۳۱۰/٥)]

(۸) [تحفة الأحوذی (۷۸۷/۳)]

(۹) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (٤۱۷/٤)]

تحللِ اوّل

بال منڈوانے یا ترشوانے کے بعد حاجی کے لیے اپنی بیوی سے ہم بستری کے سوا تمام اشیاء حلال ہو جائیں گی۔ اسی کو ''تحللِ اول'' کہتے ہیں۔ اب حجاجِ کرام احرام کھول دیں۔

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَ لِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ ﴾

''جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ ﷺ کے احرام کے لیے اور اسی طرح بیت اللہ کے طوافِ زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لیے' خوشبو لگایا کرتی تھی۔''(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِذَا رَمَيْتُمْ وَ حَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ﴾

''جب کنکریاں مار چکو اور سر کے بال منڈوا لو تو تمہارے لیے خوشبو اور بیویوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جائے گی۔''(۲)

منیٰ میں خطبۂ یوم النحر

10 ذوالحجہ کے روز امام کو چاہیے کہ منیٰ میں جمروں کے درمیان جب چاشت کے وقت سورج قدرے بلند ہو جائے تو لوگوں کو خطبہ دے اور اس خطبے میں انہیں اعمالِ حج سکھائے۔ جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

﴿ سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ ﴾

''میں نے 10 ذوالحجہ کے روز منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔''(۳)

اسی طرح حضرت رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِيْنَ ارْتَفَعَ الضُّحٰى عَلٰى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ ' وَ عَلِيٌّ يُعَبِّرُ عَنْهُ ' وَ النَّاسُ بَيْنَ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ ﴾

---

(۱) [بخاری (۱۵۳۹) كتاب الحج : باب الطيب عند الإحرام ' مسلم (۱۱۹۱) كتاب الحج : باب الطيب للمحرم عند الإحرام ' ترمذی (۹۱۷)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷٤۱) كتاب المناسك : باب فی رمی الجمار ' أحمد (۱۸٦/۱۲) ابو داود (۱۹۷۸) ابن خزيمة (۲۹۳۷)]

(۳) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۷۲۲) كتاب المناسك : باب من قال خطب يوم النحر ' ابو داود (۱۹۵۵)]



''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں سفید خچر پر (سوار ہو کر) چاشت کے وقت لوگوں کو خطبہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی باتوں کو (دور کے لوگوں تک) پہنچا رہے تھے' کچھ سامعین کھڑے اور کچھ بیٹھے تھے۔'' (۱)

❑ اس خطبے میں آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا' اس کی تفصیل گزشتہ باب ''نبی کریم ﷺ کے حج کا بیان'' کے تحت گزر چکی ہے۔

طوافِ زیارت

سر منڈانے کے بعد طوافِ زیارت

طوافِ زیارت حج کا رکن ہے۔ اگر یہ رہ جائے تو حج کی تکمیل کے لیے بطور فدیہ کوئی جانور بھی دے دیا جائے تو بھی حج نہیں ہوتا۔ یہ طواف 10 ذوالحجہ کے روز کیے جانے والے چار اہم کاموں میں سے ایک ہے اور سر منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے۔ نیز اس طواف کو طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى﴾

''نبی کریم ﷺ نے 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ افاضہ کیا' پھر واپس لوٹ گئے اور منیٰ میں نماز ظہر ادا کی۔'' (۲)

(نوویؒ) علما نے اجماع کیا ہے کہ یہ طواف حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ (۳)

(ابن قدامہؒ) طوافِ افاضہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف ہو' یہ ہمارے علم میں نہیں۔ (٤)

(ابن حزمؒ) طوافِ افاضہ کے وجوب پر اجماع ہے۔ (٥)

---

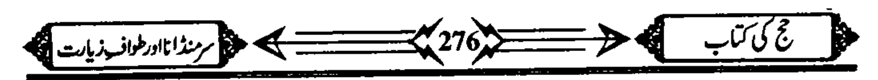
(١) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٢٣) كتاب المناسك : باب أى وقت يخطب يوم النحر ' ابو داود (١٩٥٦)]

(٢) [مسلم (١٣٠٨) كتاب الحج : باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر ' نسائى فى السنن الكبرى (١٥٥/٦) أحمد (٣٤/٢) ابن الجارود (٤٨٦) ابن حبان (٣٨٨٢) حاكم (٤٧٥/١) بيهقى (١٤٤/٥)]

(٣) [شرح مسلم للنووى (٤٥١/٤)]

(٤) [المغنى لابن قدامة (٣١١/٥)]

(٥) [المراتب (ص/٤٩)]



(ابن تیمیہؒ) انہوں نے اسی کو ثابت کیا ہے۔(۱)

❑ طواف زیارت کے بعد نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر کہاں ادا کی اس کے متعلق گزشتہ حدیث میں منیٰ کا ذکر ہے۔ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مکہ کا ذکر ہے۔ ان روایات کے درمیان تطبیق میں درج ذیل وجوہ پر اختلاف ہے:

(1) نبی کریم ﷺ نے دونوں جگہوں میں نماز پڑھائی کیونکہ آپ ﷺ ہی امام تھے۔

(2) پہلے مکہ میں پڑھی' پھر منیٰ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نفل نماز پڑھی۔

(3) امام ابن قیمؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ترجیح دی ہے کیونکہ وہ صحیحین میں ہے۔(۲)

طوافِ زیارت میں رمل مسنون نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِيْ أَفَاضَ فِيْهِ﴾

''نبی کریم ﷺ نے طواف زیارت کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔''(۳)

طوافِ زیارت میں اضطباع کی ضرورت نہیں

کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس طواف میں اضطباع' یعنی دائیں کندھے کو ننگا کرنا' کی کیفیت ثابت نہیں۔

(شیخ حسین بن عودہ) حاجی طواف زیارت میں اضطباع نہیں کرے گا۔(٤)

❑ تاہم طواف کے سات چکر' ان چکروں کے دوران اذکار و دعائیں' حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام وغیرہ جیسے کام اسی طرح سرانجام دیئے جائیں گے جیسے طواف قدوم کے بیان کے تحت گزر چکے ہیں۔

تحللِ ثانی

طواف زیارت کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ اب حجاج اپنی بیویوں سے ہم بستری بھی کر سکتے ہیں۔ اسی کو شرعی اصطلاح میں ''تحللِ ثانی'' کہتے ہیں۔

(شیخ حسین بن عودہ) اس طواف کے ساتھ ہی حاجی کے لیے ہر وہ کام حلال ہو جائے گا جو احرام کی وجہ سے حرام

---

(۱) [كما في التعليقات الرضية للألباني (١١٤/٢)]

(۲) [زاد المعاد (٣٢٦/١-٣٢٧) التعليقات الرضية للألباني (١١٤/٢) نيل الأوطار (٦١/٥)]

(۳) [**صحيح** : صحيح ابو داود (١٧٦٢) كتاب المناسك : باب الإفاضة في الحج' ابو داود (٢٠٠١) ابن ماجة (٣٠٦٠) كتاب المناسك : باب زيارة البيت' نسائي في الكبرى (٤١٧٠) حاكم (٤٧٥/١)]

(٤) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤١٨/٤)]



ہوا تھا حتی کہ بیویوں (سے جماع وہم بستری) بھی۔(۱)

صفا ومروہ کی سعی

طواف زیارت کے بعد حج تمتع کرنے والے حضرات کے لیے حج کی سعی بھی ضروری ہے۔ جبکہ حج قران یا حج افراد کرنے والے حضرات اگر پہلے سعی کر چکے ہوں تو ان کے لیے یہ سعی ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں اس سعی کے مسائل واحکام وہی ہیں جو گزشتہ باب ''طواف وسعی کا بیان'' کے تحت گزر چکے ہیں۔

رفع حرج

مذکورہ بالا چاروں کام بالترتیب کرنا ہی مسنون ہے لیکن اگر کسی وجہ سے ان میں تقدیم وتاخیر ہو جائے مثلاً کوئی رمی جمار سے پہلے قربانی کر لے یا قربانی سے پہلے سر منڈا لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(1) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ ' فَقَالَ رَجُلٌ : لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ ' قَالَ : اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ' فَجَاءَ آخَرُ ' فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ ' قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ ' فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ : افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ﴾

''رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے آپ ﷺ سے سوالات کرنے شروع کر دیے۔ کسی نے کہا مجھے علم نہیں تھا میں نے قربانی سے پہلے حجامت بنوالی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا' قربانی کر و کوئی حرج نہیں۔ اور ایک آدمی نے عرض کیا' مجھے معلوم نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اب کنکریاں مار لو کوئی حرج نہیں۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اس روز آپ ﷺ سے جس عمل میں بھی تقدیم وتاخیر کے متعلق استفسار کیا گیا آپ ﷺ نے یہی فرمایا' جاؤ اب کر لو کوئی حرج نہیں۔''(۲)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤١٩/٤)]

(۲) [بخاری (١٧٣٦) كتاب الحج : باب الفتيا على الدابة عند الجمرة ' مسلم (١٣٠٦) كتاب الحج : باب من حلق قبل النحر أو نحر قبل الرمي ' موطا (٤٢١/١) ابو داود (٢٠١٤) كتاب المناسك : باب فيمن قدم قبل شيء في حجه ' ترمذی (٩١٦) كتاب الحج : باب ما جاء فيمن حلق قبل أن يذبح ' ابن ماجة (٣٠٥١) كتاب المناسك : باب من قدم نسكا قبل نسك ' مسند شافعی (٣٧٨/١) طيالسی (٢٢٤/١) أحمد (١٥٩/٢) دارمی (٦٤/٢) ابن الجارود (١٠١٤) شرح معاني الآثار (٢٣٧/٢) بيهقی (١٤١/٥) حميدی (٢٦٤/١) نسائی فی الكبرى (٤٤٧/٢)]

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ : لَا حَرَجَ ﴾

''نبی ﷺ سے قربانی کرنے' سر منڈانے' کنکریاں مارنے اور ان میں تقدیم و تاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں۔''(۱)

(3) جامع ترمذی کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ ' قَالَ : احْلِقْ أَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ ﴾

''(کسی صحابی نے کہا) میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب بال منڈوا یا کترا لو' کوئی حرج نہیں۔''(۲)

(جمہور، شافعیؒ، احمدؒ) اگر اس ترتیب میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی دم لازم نہیں۔

(ابو حنیفہؒ، مالکؒ) اس ترتیب کو چھوڑنے والے پر دم واجب ہے۔(۳)

(ملا علی قاریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(راجح) گزشتہ صریح دلائل کی وجہ سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے۔

دوبارہ منیٰ کی جانب

طواف و سعی کے بعد حجاجِ کرام دوبارہ منیٰ روانہ ہوں گے اور رات منیٰ میں جا کر گزاریں گے۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ 10 ذوالحجہ کے روز طواف زیارت سے فارغ ہو کر منیٰ روانہ ہو گئے اور ظہر وہیں جا کر ادا کی۔(٥)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عوام الناس میں جو یہ بات مشہور ہے کہ جو حج جمعہ کے دن آئے وہ ''حج اکبر'' ہے بالکل بے اصل بات

---

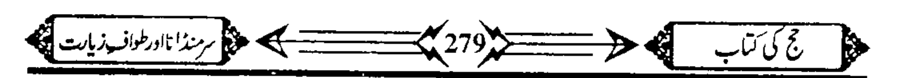
(۱) [بخاری (۱۷۳٤) کتاب الحج : باب إذا رمى بعد ما أمسى ' مسلم (۱۳۰۷) كتاب الحج : باب من حلق قبل النحر أو نحر قبل الرمي ' ابو داود (۱۹۸۳) كتاب المناسك : باب الحلق والتقصير ' نسائي (۲۷۲/٥) ابن ماجة (۳۰٤۹) كتاب المناسك : باب من قدم نسكا قبل نسك]

(۲) [حسن : صحیح ترمذی (۷۰۲) کتاب الحج : باب أن عرفة كلها موقف ' ترمذی (۸۸٥)]

(۳) [تحفة الأحوذی (۷۹۰/۳)]

(٤) [مرقاة المفاتيح (٥٤۲/٥)]

(٥) [مسلم (۱۳۰۸) کتاب الحج : باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر]



ہے۔ بلکہ قرآن میں جو "یَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَر" کا ذکر ہے اس سے مراد یوم النحر یعنی 10 ذوالحجہ کا دن ہے خواہ وہ کسی دن بھی آئے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهَذَا ' وَقَالَ : هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ﴾

''نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر نحر کے دن (یعنی 10 ذوالحجہ) کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ (دیکھو) یہ ''حج اکبر'' کا دن ہے۔'' (۱)

(شیخ عبدالرحمٰن سعدی) حج اکبر کے دن سے مراد ''یوم النحر'' ہے۔ (۲)

(شیخ حسین بن عودہ) یوم النحر ہی "يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ" ہے۔ (۳)

(حافظ صلاح الدین یوسف) صحیحین اور دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ "يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ" سے مراد یوم النحر کا دن ہے۔ (٤)

(ابن قدامہ) "يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ" سے مراد یوم النحر ہے۔ (٥)

(سعودی مجلس افتاء) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (٦)

---

(۱) [بخاری (۱۷٤۲) كتاب الحج : باب الخطبة أيام منى ' ابو داود (۱۹٤٥) كتاب المناسك : باب يوم الحج الأكبر ' ابن ماجه (۳۰٥۸) كتاب المناسك : باب الخطبة يوم النحر]

(۲) [تيسير الكريم الرحمن (٤۲۷/۱)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤/٤۱٥)]

(٤) [تفسير أحسن البيان (ص / ٥۰٥)]

(٥) [المغني لابن قدامة (٥/۳۲۰)]

(٦) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۱/۲۲۱



باب ایام التشریق و طواف الوداع ایام تشریق اور طواف وداع کا بیان



ایام تشریق

11' 12 اور 13 ذوالحجہ کے دن "ایام تشریق" ہیں۔ حجاج 10 ذوالحجہ کے روز طواف زیارت کے بعد دوبارہ منیٰ آجائیں اور پھر 13 ذوالحجہ تک تینوں دن منیٰ میں گزاریں۔

ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِنًى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ﴾

"پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی طرف لوٹے تو ایام تشریق کی راتیں وہیں ٹھہرے۔ (اس دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تو جمروں کو کنکریاں مارتے۔" (۱)

(جمہور علما) ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔

ان کی دلیل مذکورہ حدیث (یعنی یہ عمل مناسک حج میں سے ہے اور مناسک حج پر عمل واجب ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ") اور مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

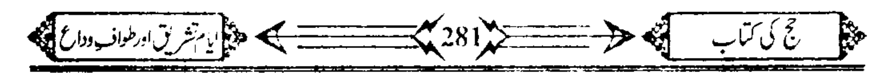
(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ " فَأَذِنَ لَهُ " ﴾

"حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت

---

(۱) [صحیح: صحیح ابو داود (۱۷۳۶) کتاب المناسك: باب في رمي الجمار' ابو داود (۱۹۷۳) أحمد (۹۰/۶) ابن خزيمة (۳۱۱/٤) ابن حبان (۱۰۱۳۔ الموارد) أبو يعلى (۱۸۷/۸) شرح معاني الآثار (۲۲۰/۲) ابن الجارود (٤۹۲) حاكم (٤۷۷/۱) بيهقي (۱٤۸/۵)]



طلب کی تا کہ وہ آبِ زمزم پلا سکیں' تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ بغیر کسی عذر کے ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے اسی لیے انہوں نے اجازت طلب کی۔

(2) حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ : أَنْ يَّرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ' ثُمَّ يَجْمَعُوْا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ ' فَيَرْمُوْهُ فِيْ أَحَدِهِمَا ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو (منیٰ میں) رات گزارنے کی اجازت دی تاکہ وہ دس ذوالحجہ کو کنکر ماریں۔ اس کے بعد دو دنوں کے کنکر اکٹھے ایک دن میں ماریں۔'' (۲)

اس حدیث میں جمہور کا مستدل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں عذر کی بنا پر رخصت دی اور رخصت کا متضاد عزیمت ہے یعنی بغیر کسی عذر کے منیٰ میں راتیں گزارنا ضروری ہے۔

(مالکؒ، احمدؒ) ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔

(شافعیؒ) ان سے واجب اور سنت دونوں طرح کی روایات منقول ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) یہ عمل مسنون ہے۔

(نوویؒ) صحیح ترین قول یہ ہے کہ یہ عمل واجب ہے۔ (۳)

(البانیؒ) وجوب کا قول ہی برحق ہے۔ (٤)

(شیخ عبداللہ بسام) اسی کے قائل ہیں۔ (۵)

---

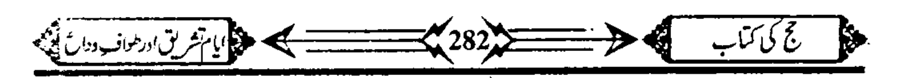
(۱) [بخاری (١٦٣٤) کتاب الحج : باب سقاية الحاج ' مسلم (١٣١٥) کتاب الحج : باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق ' ابو داود (١٩٥٩) کتاب المناسك : باب يبيت بمكة ليالي منى ' دارمی (٧٥/٢) نسائی فی الکبری (٤١٧٧) أحمد (١٩/٢) بیهقی (١٥٣/٥) شرح السنة (١٣٥/٤)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٢٨) کتاب المناسك : باب في رمي الجمار' ابو داود (١٩٧٥) مؤطا (٤٠٨/١) أحمد (٤٥٠) ترمذی (٩٥٥) کتاب الحج : باب ما جاء في الرخصة للرعاء أن يرموا يوما ويدعو يوما ' نسائی (٢٧٣/٥) ابن ماجة (٣٠٣٧) کتاب المناسك : باب تأخير رمي الجمار من عذر ' ابن خزيمة (٢٩٧٥) ابن الجارود (٤٧٨) حاكم (٤٧٨/١) بیهقی (١٥٠/٥)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (٢٠٠/٥) نيل الأوطار (٤٣٧/٣)]

(٤) [التعليقات الرضية على الروضة (١٠٦/٢)]

(۵) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (١٨٦/٤)]



ضروری حاجت کے وقت منیٰ سے باہر راتیں گزارنا

جائز و درست ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں احادیث گزری ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجاج کرام کو پانی پلانے کی غرض سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اور اونٹوں کے چرواہوں کو ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ سے باہر گزارنے کی اجازت دی۔

(ابن بازؒ) اگر حاجی منیٰ میں رات بسر کرنے کے لیے جگہ کی تلاش میں پوری کوشش کرنے کے بعد بھی جگہ نہ پا سکے تو وہ منیٰ سے باہر قیام کر لے تو اس پر کوئی گرفت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ سے جہاں تک تم سے ہو سکے۔'' [التغابن : ١٦] اور منیٰ میں جگہ نہ پا سکنے کی وجہ سے اس پر کوئی فدیہ نہیں۔ (١)

- یاد رہے کہ اگر بلاعذر کوئی شخص منیٰ سے باہر رات گزارے گا تو اس کے ذمہ ایک دم (قربانی) لازم آئے گا۔

نمازوں کی ادائیگی

ان ایام میں نمازیں اپنے اپنے وقت پر باجماعت مگر قصر کر کے ادا کی جائیں۔ اگر مسجد خیف میں نمازیں ادا کرنا ممکن ہو تو وہیں نمازیں ادا کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جہاں میسر ہو وہیں باجماعت قصر کر کے نمازیں ادا کر لیں۔ البتہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدِ خیف میں نمازیں ادا کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِ الْخَیْفِ سَبْعُوْنَ نَبِیًّا ، مِنْهُمْ : مُوْسٰی ﴾

''مسجد خیف میں 70 انبیاء نے نماز ادا کی' ان میں موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔'' (٢)

جمروں کی رمی

* ایامِ تشریق میں ہر روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں' پہلے جمرۂ دنیا کو پھر وسطیٰ کو اور پھر عقبہ کو۔
* ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہی جائے۔
* جمرۂ دنیا اور وسطیٰ کی رمی کے بعد وہاں قبلہ رخ کھڑے ہو کر' ہاتھ اٹھا کر دعا و فریاد کی جائے۔

---

(١) [فتاوی ابن باز' مترجم (١٣١/١)]

(٢) [حسن لغیرہ : صحیح الترغیب (١١٢٧) کتاب الحج : باب الترغیب فی التواضع فی الحج ' الترغیب والترهیب (١٦٩٣) امام منذریؒ فرماتے ہیں کہ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔]

* جبکہ جمرۂ عقبہ کے قریب نہ کھڑا ہوا جائے اور نہ ہی دعا کی جائے۔

جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا وَ يَدْعُو وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا وَيَدْعُو وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَ لَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَفْعَلُهُ ﴾

''وہ پہلے جمرہ دنیا کی رمی سات کنکریوں کے ساتھ کرتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے بعد آگے بڑھتے اور ایک نرم ہموار زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے' دعائیں کرتے رہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر جمرہ وسطی کی رمی پر بھی اسی طرح کرتے اور بائیں طرف آگے بڑھ کر ایک نرم زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے' بہت دیر اسی طرح کھڑے ہو کر دعائیں کرتے رہتے پھر جمرۂ عقبہ کی رمی بطن وادی سے کرتے لیکن وہاں ٹھہرتے نہیں تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔''(۱)

(نوویؒ) ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا مستحب ہے' یہی ہمارا' امام مالکؒ کا اور تمام علماء کا مذہب ہے۔

(قاضی عیاضؒ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی تکبیر چھوڑ دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔(۲)

رمی کا وقت

ایام تشریق میں کنکریاں مارنے کا وقت دوپہر زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَمَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ﴾

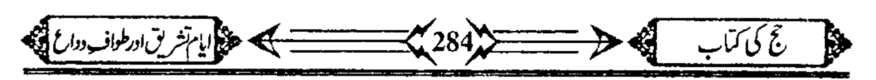
''نبی کریم ﷺ نے قربانی کے روز جمرۂ عقبہ کو دن چڑھے کنکریاں ماریں جبکہ اس کے بعد (ایام تشریق میں) دن ڈھلے کنکریاں ماریں۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۷۵۱) کتاب الحج : باب رفع اليدين عند الجمرتين الدنيا والوسطى ' نسائی (۲۷۶/۵) حاکم (۴۷۸/۱) بیہقی (۱۴۸/۵) أحمد (۱۵۲/۲)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۵۱/۵)]

(۳) [مسلم (۱۲۹۹) كتاب الحج : باب بيان وقت استحباب الرمی ' ابو داود (۱۹۷۱) كتاب المناسك : باب في رمی الجمار ' ترمذی (۸۹۴)]



(جمہور) یوم الاضحیٰ کے سوا ہر روز زوالِ آفتاب کے بعد کنکریاں ماری جائیں۔

(عطاءؒ، طاؤسؒ) زوالِ آفتاب سے قبل کنکریاں مارنا بھی جائز ہے۔

(حنفیہ) یوم النفر (یعنی کوچ کے دن' مراد 13 ذوالحجہ ہے) کو زوال سے پہلے بھی کنکریاں ماری جا سکتی ہیں۔ (احناف نے سنن بیہقی میں موجود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ 'جب یوم النفر میں دن چڑھ جائے تو رمی جائز ہو جاتی ہے۔'' لیکن امام زیلعیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں طلحہ بن عمرو راوی ہے جسے امام بیہقیؒ نے خود ضعیف کہا ہے)۔(۱)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے کیونکہ صحیح احادیث اسی کو ثابت کرتی ہیں۔

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(ابن قدامہؒ) ایامِ تشریق میں زوال کے بعد کنکریاں مارے اور اگر کوئی زوال سے پہلے کنکریاں مار لے تو دوبارہ کنکریاں مارے۔(۳)

(سید سابقؒ) ایامِ تشریق کے تین دنوں میں رمی کے لیے پسندیدہ وقت (دوپہر) زوالِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔(٤)

(شیخ ابن بازؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٥)

نفلی طواف

ایامِ تشریق کے دوران ہر روز بیت اللہ کا طواف کرنا مباح و درست ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى ﴾

''نبی کریم ﷺ منیٰ کے دنوں (یعنی ایامِ تشریق) میں بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔''(٦)

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں:

---

(۱) [فتح الباری (٤٠٩/٤ـ٤١٠) تحفة الأحوذی (٧٦٠/٣) نصب الراية (٨٥/٣)]

(۲) [تحفة الأحوذی (٧٦١/٣)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (٣٢٨/٥)]

(٤) [فقه السنة (٥٠٥/١)]

(٥) [مجموع الفتاوی لابن باز (٣٧٢/١٧)]

(٦) [بخاری (قبل الحدیث / ١٧٣٢) كتاب الحج : باب الزيارة يوم النحر]

﴿ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ لَيَالِي مِنًى ﴾

''منیٰ کے دنوں (یعنی ایام تشریق) میں آپ ﷺ ہر روز بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔'' (۱)

ایام تشریق کے دوران خطبہ

(1) ابونجیح بنو بکر کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ

﴿ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بَيْنَ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ، وَنَحْنُ عِنْدَ رَاحِلَتِهِ ، وَهِيَ خُطْبَةُ رَسُولِ اللّٰهِ الَّتِيْ خَطَبَ مِنًى ﴾

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے درمیانی دن (یعنی 12 ذوالحجہ کو) خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور ہم آپ ﷺ کی سواری کے پاس تھے اور یہ آپ ﷺ کا وہ خطبہ ہے جو آپ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔'' (۲)

(2) ابونضرہ کی روایت میں ایام تشریق کے درمیانی دن کا خطبہ ان الفاظ میں مروی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يَأَيُّهَا النَّاسُ ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَ لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى ﴾

''اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سرخ کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو سرخ پر کوئی تفوق و برتری حاصل ہے مگر صرف تقویٰ کے ساتھ۔''

پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کر دی ہے۔ (۳)

(شوکانیؒ) یہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایام تشریق کے درمیانی دن میں بھی منیٰ میں خطبہ مسنون ہے۔ (٤)

ایام تشریق میں بکثرت اذکار و دعائیں کرنا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۸۰٤) رواه البيهقى]

(۲) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷۲۰) كتاب المناسك : باب أى يوم يخطب بمنى؟ ' ابو داود (۱۹۵۲)]

(۳) [أحمد (٤١١/٥)]

(٤) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نيل الأوطار (٤٤١/٣) الأم (۳۲۷/۲) شرح المهذب (۲۲٦/۸) المغنى (۳۱۹/٥) الكافى (ص/۱۷۱) هداية السالك (۱۲۰/٤) كشاف القناع (٥١١/۲) تحفة الفقهاء (٦٦٠/۱) الهداية (۱٤۲/۱)]

﴿ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ﴾ [البقرة : ٢٠٣]

"ان گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔"

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) گنتی کے چند دنوں سے مراد "ایامِ تشریق" ہیں۔ (١)

(2) حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾

"ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔" (٢)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾

"ایامِ تشریق کھانے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔" (٣)

منیٰ سے مکہ کی طرف واپسی

افضل یہ ہے کہ حجاج کرام 13 ذوالحجہ کے روز رمی جمار کے بعد مکہ روانہ ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔ اس دن کو "يَوْمُ النَّفَرِ الثَّانِي" (یعنی کوچ کا دوسرا دن) بھی کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی 12 ذوالحجہ کے روز ہی مکہ واپس لوٹنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ﴾ [البقرة : ٢٠٣]

"دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں' اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔"

12 ذوالحجہ کے دن کو "يَوْمُ النَّفَرِ الْأَوَّلِ" (یعنی کوچ کا پہلا دن) بھی کہتے ہیں۔

(شیخ ابن بازؒ) دو دنوں کی رمی کے بعد (12 ذوالحجہ کے روز) اگر کوئی جلدی منیٰ سے واپس لوٹنا چاہے تو اس کے لیے یہ جائز ہے اور وہ غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو جائے۔ (٤)

---

(١) [تفسیر ابن کثیر (٤٩٦/١)]

(٢) [مسلم (١١٤١) کتاب الصیام : باب تحریم صوم أیام التشریق ' ابو داود (٢٨١٣) کتاب الضحایا : باب فی حبس لحوم الأضاحی ' نسائی (١٧٠/٧) احمد (٧٥/٥) بیهقی (٢٩٧/٤)]

(٣) [صحیح : احمد (٢٢٩/٢) طبری (١٩١٣) ابن حبان (٣٦٠٢) شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ' بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٤٩٦/١)]

(٤) [مجموع الفتاوی لابن باز (٨٥/١٦)]

وادیٔ ابطح میں قیام

رسول اللہ ﷺ نے 13 ذوالحجہ کے روز منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں وادیٔ ابطح (یعنی وادیٔ محصب) میں قیام فرمایا تھا اور وہاں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ وَ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ ' ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ﴾

''نبی کریم ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز وادیٔ محصب میں ادا کی' پھر وہاں کچھ دیر سوئے۔'' (۱)

لیکن یہ قیام مسنون نہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

﴿ نُزُولُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ ' إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ' لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ ﴾

''وادیٔ ابطح میں پڑاؤ مسنون نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صرف یہاں اس لیے پڑاؤ کیا تھا تاکہ آپ جب روانہ ہونا چاہیں تو آسانی رہے۔'' (۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴾

''وادیٔ محصب میں پڑاؤ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو صرف ایک مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اترے تھے۔'' (۳)

یہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف تھا جو کہ یقیناً راجح ہے۔ تاہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد خلفاء رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں وادیٔ

---

(۱) [بخاری (۱۷٦٤) كتاب الحج : باب من صلى العصر يوم النفر بالأبطح ' ابو داود (۲۰۱۳) كتاب المناسك : باب التحصيب]

(۲) [مسلم (۱۳۱۱) كتاب الحج : باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به ' بخاری (۱۷٦٥) كتاب الحج : باب المحصب ' ترمذی (۹۲۳) كتاب الحج : باب من نزل الأبطح ' ابن ماجه (۳۰٦۷) كتاب المناسك : باب نزول المحصب ' نسائی فی السنن الكبرى (۴۲۰۷/۲)]

(۳) [بخاری (۱۷٦٦) كتاب الحج : باب المحصب ' مسلم (۱۳۱۲) كتاب الحج : باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به ' ترمذی (۹۲۲) كتاب الحج : باب ما جاء في نزول الأبطح ' نسائی فی السنن الكبرى (۴۲۰۸) دارمی (۱۸۷۰) أبو يعلى (۲۳۹۷) طبرانی (۱۱۳۸۲) ابن خزيمة (۲۹۸۹)]

محصب میں قیام کیا کرتے تھے اور اسے مستحب گردانتے تھے۔ نیز اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی یہاں قیام نہیں کرتا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔(۱)

(ابن حجرؒ) حاصل کلام یہ ہے کہ جس نے اس کے سنت ہونے کی نفی کی ہے (جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ) اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل مناسک حج میں سے نہیں ہے اور اسے چھوڑنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوتا اور جس نے (ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی طرح) اسے ثابت کیا ہے اس کا ارادہ یہ ہے کہ یہ عمل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی افعال کی اقتداء میں شامل ہے' البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ لازم نہیں ہے۔(۲)

طوافِ وداع

مکہ سے رخصت ہوتے وقت طواف کرنا واجب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ " ﴾

''لوگ ہر جہت سے واپس پھر جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہرگز کوئی نہ نکلے حتی کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے طواف میں صرف ہو۔''(۳)

(جمہور، ابن قدامہؒ) طواف وداع واجب ہے۔

(مالکؒ، داودؒ) یہ طواف سنت ہے۔(٤)

(راجح) حدیث میں موجود اس طواف کا حکم وجوب پر دلالت کرتا ہے۔(واللہ اعلم)

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۱۹۷/۵)]

(۲) [فتح الباری (٤٢٤/٤)]

(۳) [مسلم (۱۳۲۷) كتاب الحج : باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض ' ابو داود (۲۰۰۲) كتاب المناسك : باب الوداع ' ابن ماجة (۳۰۷۰) كتاب المناسك : باب طواف الوداع ' دارمی (۷۲/۲) مسند شافعی (۳٦۳/۱) حمیدی (۵۰۲) شرح معانی الآثار (۲۲۳/۲) أبو يعلى (۲۹۱/٤) أحمد (۲۲۲/۱) طبرانی كبير (٤۳/۱۱) بيهقی (۱٦۱/۵) شرح السنة (۱۳۸/٤)]

(٤) [المغنی لابن قدامة (۳۳۷/۵) نيل الأوطار (٤٤٧/۳)]

(شیخ سلیم ہلالی) طواف وداع واجب ہے لیکن حائضہ کے لیے اس کی رخصت ہے۔(۱)

حائضہ کے لیے اس طواف کی رخصت ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ﴾

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ سب سے آخر میں تمہارا عمل بیت اللہ کا طواف ہو مگر ایام ماہواری والی عورت کے لیے تخفیف کی گئی ہے۔''(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

﴿ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ : مَا أُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : عَقْرَى ' حَلْقَى ' أَ طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ؟ قِيْلَ : نَعَمْ ' قَالَ : '' فَانْفِرِيْ '' ﴾

''کوچ کی رات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ایام شروع ہو گئے۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ شاید میری وجہ سے تمہیں رکنا ہوگا؟ (یہ سنا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ اس کے جسم کو تکلیف پہنچائے اور اس کے حلق کو درد پہنچائے' کیا اس نے 10 ذوالحجہ کے روز طواف افاضہ کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہاں' اس نے طواف کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ تم (بغیر طواف وداع کیے ہی) کوچ کرو۔''(۳)

(ابن قدامہؒ) عورت اگر طواف وداع سے پہلے حائضہ ہو جائے تو وہ (گھر کی طرف) نکل پڑے' اس پر نہ تو طواف وداع ضروری ہے اور نہ ہی فدیہ۔(٤)

گھروں کو لوٹتے ہوئے آب زمزم ساتھ لے جانا

مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتنوں اور مشکیزوں میں بھر کر آب زمزم اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے اور واپس لوٹ کر یہ پانی مریضوں پر بہاتے اور انہیں پلاتے تھے۔(٥)

---

(۱) [موسوعة المناهي الشرعية (۱۳۸/۲)]

(۲) [بخاری (۱۷۵۵) كتاب الحج : باب طواف الوداع ' مسلم (۱۳۲۸) دارمی (۷۲/۲) مسند شافعی (۳٦٤/۱)]

(۳) [بخاری (۱۷۷۱) كتاب الحج : باب الادلاج من المحصب ' مسلم (۱۲۱۱) كتاب الحج : باب وجوه الاحرام ' طبرانی كبير (۳۱۱/۲۳) نسائی فی السنن الكبرى (۲۷٤٥/۲)]

(٤) [المغنی لابن قدامة (۳٤۱/٥)]

(٥) [صحيح : السلسلة الصحيحة (۸۸۳)]

اسی طرح ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ

﴿ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَ تُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ ﴾

''وہ (مکہ سے مدینہ) آب زمزم اٹھا کر لے جایا کرتی تھیں اور بتلایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔''(۱)

مسجد حرام سے الٹے پاؤں نکلنا

ایسا کرنا ثابت نہیں لہٰذا اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے اور عام مساجد سے نکلنے کا جو طریقہ سکھایا گیا ہے کہ پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور پھر یہ دعا پڑھی جائے:

'' بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ' اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ''(۲)

مسجدِ حرام سے نکلتے وقت بھی یہی عمل اپنانا چاہیے۔

(شیخ حسین بن عودہ) الٹے پاؤں چلتے ہوئے مسجدِ حرام سے باہر نہ نکلے۔ (۳)

حج سے فارغ ہو کر گھر واپسی میں جلدی کرنا

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ : يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَ نَوْمَهُ " فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ " ﴾

''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے' آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر کام) سے روک دیتا ہے' اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آ جائے۔''(٤)

---

(۱) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (٩٦٣) کتاب الحج : باب ما جاء فی حمل ماء زمزم]

(۲) [أبو داود (٤٦٥) کتاب الصلاۃ : باب فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد ' ابن حبان (٢٠٤٩) مسلم (٧١٣) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها : باب ما یقول اذا دخل المسجد ' صحیح ابن ماجة (١٢٩/١) حصن المسلم (ص/٣٩)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤٢٦/٤)]

(٤) [بخاری (١٨٠٤) کتاب العمرۃ : باب السفر قطعة من العذاب ' مسلم (١٩٢٧) کتاب الامارۃ : باب السفر قطعة من العذاب واستحباب تعجیل المسافر ' ابن ماجه (٢٨٨٢) کتاب المناسك : باب الخروج الی الحج ' احمد (٧٢٢٩) دارمی (٢٧٠٨) بغوی (٢٦٨٧) بیهقی (٢٥٩/٥)]

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ اِذَا قَضٰی اَحَدُکُم حَجَّہُ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ ' فَاِنَّہُ اَعْظَمُ لِاَجْرِہٖ ﴾

''جب تم میں سے کوئی اپنا حج پورا کر لے تو اپنے گھر آنے میں جلدی کرے' کیونکہ یہی اس کے لیے عظیم اجر کا باعث ہے۔''(۱)

راستے میں مسنون دعا

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل تھا کہ جب حج سے واپس لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ ' لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ ' وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ' آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ ' عَابِدُوْنَ ' سَاجِدُوْنَ ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ' صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہُ وَ نَصَرَ عَبْدَہُ ' وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہُ ﴾

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت اور تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم پلٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کیا' اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے سب لشکروں کو شکست دی۔''(۲)

گھر پہنچ کر دعوت کا اہتمام

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَۃً ﴾

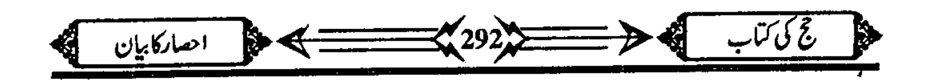
''رسول اللہ ﷺ (کی یہ عادت تھی کہ) جب (کسی سفر سے) مدینہ واپس آتے تو اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔''(۳)

---

(۱) [حسن : السلسلة الصحيحة (۱۳۷۹) رواه الدارقطني والحاكم]

(۲) [بخاری (۱۷۹۷) كتاب الحج : باب ما يقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو]

(۳) [بخاری (۳۰۸۹) كتاب الجهاد والسير : باب الطعام عند القدوم]



باب الإحصار و الفوات — حج سے روکے جانے اور حج کے فوت ہو جانے کا بیان

اگر حج یا عمرے کے لیے جاتے ہوئے راستے میں رکاوٹ پیش آ جائے

یعنی کوئی شخص راستے میں ہی کسی بیماری یا طوفان وسیلاب یا دشمن یا کسی بھی وجہ سے روک دیا جائے ان تمام صورتوں کو " إِحْصَار" کہتے ہیں۔

(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔

(مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) احصار صرف دشمن کے ذریعے رکاوٹ پڑنے کو کہتے ہیں۔(۱)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

(ابن تیمیہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(شیخ حسین بن عودہ) انہوں نے اسی کو ترجیح دی ہے۔(۳)

بہر حال ایسی صورت میں مذکورہ شخص احصار کی جگہ پر احرام کھول دے گا' اپنا سر منڈوالے گا' اپنی خواتین سے مباشرت کر سکے گا اور وہیں قربانی ذبح کر سکے گا۔

(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) قربانی صرف حرم میں ہی ذبح کی جائے گی۔(۴)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اُسی جگہ پر ہی جانور ذبح کر لیا تھا۔ تاہم اگر ممکن ہو تو اسے قربانی حرم بھیجنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔

(البانیؒ) شیخ حسین بن عودہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ "البانیؒ" سے اس مسئلے کے متعلق دریافت

---

(۱) [الأم (۳٤۲/۲) المبسوط (۱۰۷/٤) الأصل (۳۸٦/۲) الحاوی (۳۵۷/٤) الخرشی (۳۹۱/۲) حاشية الدسوقی (۹۷/۲) المغنی (۲۰۳/۵) الإنصاف (۷۷/٤) نيل الأوطار (٤۵۰/۳)]

(۲) [الاختيارات الفقهية (ص / ۱۱۹)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۰۱/٤)]

(٤) [نيل الأوطار (٤۵۳/۳) المغنی (۱۹٤/۵) حلية العلماء (۳۵۵/۳) بدائع الصنائع (۱۷۷/۲) الاختيار (۱٦۷/۱) الكافی (ص/۱٦۱) الإنصاف (۵۱۷/۳) هداية السالك (۱۲۸۱/۳)]

کیا تو انہوں نے فرمایا' ایسا شخص جہاں بھی (رکاوٹ میں) ہو وہیں جانور ذبح کر دے۔(۱)

(شیخ حسین بن عودہ) انہوں نے جمہور کے مؤقف کو ترجیح دی ہے۔(۲)

علاوہ ازیں علما نے اس مسئلے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ محصر پر قربانی واجب ہے یا نہیں:

(جمہور) قربانی واجب ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾ [البقرة: ۱۹۶] ''اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہوا سے کر ڈالو۔'' نیز نبی ﷺ نے بھی قربانی کی تھی۔

(شوکانیؒ) انہوں نے جمہور کے مؤقف کو ہی ثابت احادیث کا ظاہر قرار دیا ہے۔

(مالکؒ) قربانی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے تمام ساتھیوں کے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو سب کے لیے یہ وجوب یکساں ہوتا حالانکہ ایسا ثابت نہیں۔(۳)

(امیر صنعانیؒ) امام مالکؒ کا مؤقف برحق ہے۔(٤)

احصار کی صورت میں کون سا جانور ذبح کیا جائے؟

حسبِ توفیق بکری' گائے اور اونٹ وغیرہ میں سے کوئی جانور بھی ذبح کر سکتا ہے۔ تاہم کم از کم بکری کفایت کر جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾ [البقرة: ۱۹۶]

''اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو اُسے کر ڈالو۔''

(جمہور) احصار کی صورت میں ایک بکری کفایت کر جاتی ہے۔(٥)

(ابن کثیرؒ) انہوں نے اسی مؤقف کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔(٦)

(سید سابقؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۷)

محصر شخص اگر طاقت ہو تو آئندہ سال حج یا عمرہ کی قضا دے

(1) حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۰۲/٤)]

(۲) [أيضا]

(۳) [نيل الأوطار (٤٥١/۳)]

(٤) [سبل السلام (۱۰۰۸/۲)]

(٥) [كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (۳۰۱/٤)]

(٦) [تفسير ابن كثير (٤۷۳/۱)]

(۷) [فقه السنة (٥۲٥/۱)]

﴿ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ ﴾

''جس کا پاؤں ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے اور وہ احرام سے باہر آ جائے تو اس پر آئندہ سال (اگر استطاعت ہو تو) حج کرنا ضروری ہے (جیسا کہ نبی ﷺ نے 6 ھ کے عمرے کی 7 ھ میں قضا دی تھی)۔''(۱)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْ مَرِضَ ﴾

''جس کا پاؤں توڑا گیا یا جو لنگڑا ہو گیا یا جو بیمار ہو گیا (تو وہ حلال ہو گیا)۔''(۲)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ اللهِ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَائَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا ﴾

''رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا سر منڈا لیا' اپنی بیویوں سے مباشرت کی اور اپنی قربانی کو نحر کر لیا پھر آئندہ سال عمرہ کیا۔''(۳)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ

﴿ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيَ أَوْ يَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا ﴾

''جو حج سے روک دیا جائے ہو سکے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر وہ ہر چیز سے حلال ہو جائے یہاں تک کہ وہ دوسرے سال حج کرے پھر قربانی کرے' اگر قربانی نہ ملے تو روزہ رکھے۔''(٤)

(شیخ عبداللہ بسام) راجح یہ ہے کہ محصر شخص پر آئندہ سال قضا واجب نہیں کیونکہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرۂ قضا میں تھے وہ ان لوگوں سے کم تعداد میں تھے جو عمرۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے انہیں قضا کا حکم بھی نہیں دیا۔(٥)

---

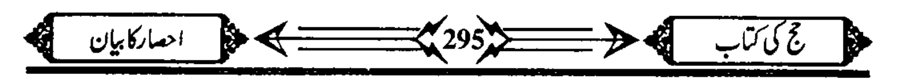
(۱) [صحيح : صحيح ابو داود (١٦٣٩) كتاب المناسك : باب في الإحصار' ابو داود (١٨٦٢) ترمذى (٩٤٠) كتاب الحج : باب ما جاء في الذى يهل بالحج فيكسر أو يعرج' نسائى (١٩٨/٢) ابن ماجة (٣٠٧٧) كتاب المناسك : باب المحصر' حاكم (٤٧٠/١) بيهقى (٢٢٠/٥) الحلية لأبى نعيم (٣٥٧/١) طبرانى كبير (٢٥٣/٣) دارقطنى (٢٧٨/٢)]

(٢) [صحيح : صحيح ابو داود (١٦٤٠) ابو داود (١٨٦٣)]

(٣) [بخارى (١٨٠٩) كتاب العمرة : باب إذا أحصر المعتمر]

(٤) [بخارى (١٨١٠) كتاب العمرة : باب الإحصار في الحج' ترمذى (٩٤٢) كتاب الحج : باب ما جاء في المرأة تحيض بعد الافاضة' نسائى (١٦٩/٥) أحمد (٣٣/٢) بيهقى (١٧٥/٥)]

(٥) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٢٠٦/٤)]



اگر کسی کو رکاوٹ پیش آنے کا خدشہ ہو

تو وہ مشروط احرام بھی باندھ سکتا ہے پھر اگر کوئی رکاوٹ پیش آ جائے گی تو محصر کی طرح اس پر قربانی وغیرہ لازم نہیں ہو گی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

﴿ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ ' فَقَالَ لَهَا : لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ ' قَالَتْ : وَاللّٰهِ ! لَا أَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً ' فَقَالَ لَهَا : حُجِّيْ وَ اشْتَرِطِيْ وَ قُوْلِيْ : اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ ﴾

''رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں مگر میں بیمار ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' حج کر مگر شرط لگا لے اور یوں کہہ کہ میری احرام کھولنے کی جگہ وہی ہو گی جہاں اے اللہ! تو نے مجھے روک دیا۔'' (۱)

(شوکانیؒ) مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس نے اس طرح شرط لگا لی اور پھر اسے حج کرنے سے کسی رکاوٹ نے روک دیا تو اس کے لیے احرام کھول دینا جائز ہے۔ لیکن شرط لگانے کے بغیر احرام کھولنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت' جس میں حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں' اسی کی قائل ہے۔ اسی طرح تابعین کی ایک جماعت بھی یہی مؤقف رکھتی ہے۔

(احمدؒ، شافعیؒ، اسحاقؒ، ابو ثورؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابو حنیفہؒ، مالکؒ) شرط لگانا درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مؤقف مروی ہے۔ (۲)

(راجح) امام احمدؒ وغیرہ کا مؤقف حدیث کے قریب ہونے کی وجہ سے راجح ہے۔

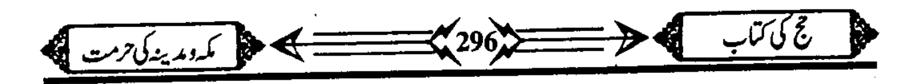
(ابن بازؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ (۳)

---

(۱) [بخاری (۵۰۸۹) کتاب النکاح : باب الأکفاء فی الدین ' مسلم (۱۲۰۷) کتاب الحج : باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه ' أحمد (۱٦٤/٦) نسائی (٦٨/٥) ابن الجارود (٤٢٠) طبرانی کبیر (۸۳۳) بیهقی (۲۲۱/٥) شرح السنة (۲۰۰۰) ابن خزيمة (١٦٤/٤) ابن حبان (۹۷۳۔ الموارد) دارقطنی (۲۱۹/۲)]

(۲) [نيل الأوطار (۳۱۳/۳) شرح مسلم للنووی (۳۹۲/٤) الأم للشافعی : كتاب الحج : باب الاستثناء فی الحج ' ابن أبی شیبة (۳٤٠/۳) بیهقی فی السنن الکبری (۲۲۲/٥)]

(۳) [فتاوی اسلامیة (۱۸۱/۲)]



باب حرمة مكة و المدينة — مکہ و مدینہ کی حرمت کا بیان



مکہ میں چند ممنوعہ اُمور

* مکہ مکرمہ میں لڑائی جھگڑا ممنوع ہے۔
* حرم مکہ کے اندر گھاس پھوس، پودے یا درخت کاٹنا جائز نہیں۔
* حرمِ مکہ میں کسی جانور کا شکار بھی مباح نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا:

﴿ إِنَّ هَـذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ وَ هُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ إِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، قَالَ الْعَبَّاسُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَ لِبُيُوْتِهِمْ، قَالَ : قَالَ : إِلَّا الْإِذْخِرَ ﴾

''اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے حرمت عطا فرمائی ہے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے۔ یہاں کسی کے لیے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لیے (فتح مکہ کے روز) اجازت ملی تھی۔ اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لیے قابل احترام ہے۔ پس نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے، نہ اس کے شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اُکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! اذخر گھاس کی تو اجازت ہونی چاہیے کیونکہ یہ یہاں کاریگروں اور گھروں کے لیے ضروری ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا' اذخر گھاس کی اجازت ہے۔''(۱)

---

(۱) [بخاری: (۱۸۳٤) كتاب العمرة : باب لا يحل القتال بمكة، مسلم (۱۳۵۳) كتاب الحج : باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها، نسائی (۱٤٦/۷) دارمی (۲۳۹/۲) عبدالرزاق (۹۷۱۳) ابن الجارود (۱۰۳۰) ابن حبان (۳۸٤۵ـ الإحسان) بيهقی (۱۹۵/۵) طبرانی كبير (۱۰۹٤٤) شرح السنة (۲۰/۵۰)]

(ابن قدامہؒ) جو درخت از خود اُکھڑ جائے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔(۱)

(شیخ سلیم ہلالی) مکہ میں قتل و قتال حرام ہے۔(۲)

مکہ میں بلا وجہ ہتھیار اٹھانا ممنوع ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ ﴾

''تم میں سے کسی کے لیے بھی (بلا وجہ) مکہ میں ہتھیار اٹھائے ہوئے چلنا جائز نہیں۔''(۳)

(نوویؒ) یہ ممانعت اس وقت ہے جب ہتھیار اٹھانے کی ضرورت نہ ہو اور جب اس کی ضرورت پیش آجائے (مثلاً دشمن کا حملہ ہو جائے وغیرہ) تو ہتھیار اٹھائے پھرنا جائز ہے۔ ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

(قاضی عیاضؒ) اہل علم کے نزدیک یہ ممانعت بلا ضرورت اسلحہ اٹھانے پر محمول ہے اور اگر ضرورت پیش آجائے تو اسلحہ اٹھانا جائز ہے۔(٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے محبت کا اظہار

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَ أَحَبَّكِ إِلَيَّ وَ لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ ﴾

''تو کس قدر اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے؟ اگر میری قوم نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو میں تیرے سوا (کسی دوسرے شہر میں) رہائش پذیر نہ ہوتا۔''(٥)

(2) حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ ، فَقَالَ : وَ اللّٰهِ ! إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَ أَحَبُّ

---

(۱) [المغنى لابن قدامة (١٨٧/٥)]

(۲) [موسوعة المناهى الشرعية (١٢٥/٢)]

(۳) [مسلم (١٣٥٦) كتاب الحج : باب النهى عن حمل السلاح بمكة بلاحاجة ، ابن حبان (٣٧١٤) شرح السنة للبغوى (٢٠٠٥) احمد (١٣٧٤٣) بيهقى (١٥٥/٥)]

(٤) [شرح مسلم للنووى (٢٥٧/٥)]

(٥) [صحيح : هداية الرواة (٢٦٥٦) ، (١١٨/٣) ترمذى (٣٩٢٦) كتاب المناقب : باب فى فضل مكة ، ابن حبان (١٠٢٦) مستدرك حاكم (٤٨٦/١) امام ابن حبانؒ، امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔]

أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَ لَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ ﴾

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقامِ حزورہ میں کھڑے دیکھا۔آپ ﷺ نے (مکہ کو مخاطب کر کے) فرمایا' اللہ کی قسم! یقیناً تو اللہ کی ساری زمین میں بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے' اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں (تجھ سے کبھی) نہ نکلتا۔'' (۱)

مکہ میں دجال داخل نہیں ہو سکتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَأُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةَ وَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ ﴾

''کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال داخل نہ ہو سوائے مکہ اور مدینہ کے' فرشتے مکہ اور مدینہ کے راستوں پر صف باندھے کھڑے ہوں گے اور ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے۔ دجال مدینہ منورہ کی سنگلاخ زمین تک نہیں پہنچے گا تو تین مرتبہ زلزلہ آئے گا اور مدینہ منورہ میں موجود تمام کافر اور منافق (خائف ہو کر) دجال کے پاس چلے جائیں گے۔'' (۲)

مکہ کی مسجد حرام میں ایک نماز کی فضیلت لاکھ نماز کے برابر ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ ﴾

''مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔'' (۳)

مسجد حرام دنیا کی پہلی مسجد

اس دنیا میں سب سے پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد مسجد حرام ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ

---

(۱) [صحیح : هداية الرواة (۲٦٥٧) ' (۱۱۸/۳) ترمذی (۳۹۲۵) كتاب المناقب : باب فی فضل مكة ' ابن ماجه (۳۱۰۸) كتاب المناسك : باب فضل مكة ' نسائی فی السنن الكبری (٤٢٥٢) ابن حبان (۱۰۲۵) امام ابن حبانؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی اسی کو ثابت کیا ہے۔[تلخیص (۳/۳)]

(۲) [مسلم (۲۹٤۳) كتاب الفتن : باب قصة الجساسة]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۸۳۸) إرواء الغليل (۱۱۲۹) الترغيب (۱۳٦/۲)]

﴿ أَوَّلُ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى وَبَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً ﴾
''زمین میں پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد' مسجدِ حرام ہے۔ اس کے بعد مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی اور ان دونوں کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔''(۱)

حرمتِ مدینہ

مدینہ بھی حرم ہے' اس کا شکار اور درخت حرم مکہ کی طرح ہیں

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا إِبْرَاهِيمُ حَرَّمَ مَكَّةَ ﴾
''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا (یعنی ان کی دعا کی وجہ سے اسے حرام کیا گیا) اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ میں نے مدینہ کو اس طرح حرام قرار دیا ہے کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا تھا۔''(۲)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا ، لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا ﴾
''مدینہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم ہے' اس حد میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔''(۳)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا ﴾ ''اور اس (یعنی مدینہ) کا شکار نہ کیا جائے۔''(٤)

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ ﴾
''مدینہ 'عیر' (مدینہ کے جنوب میں ایک پہاڑ) سے 'ثور' (مدینہ کے شمال میں ایک گول سا پہاڑ)

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر للألبانی (۲۰۷۹)]
(۲) [بخاری (۲۱۲۹) کتاب البیوع : باب برکة صاع النبی ' مسلم (۱۳٦۰) کتاب الحج : باب فضل المدینة ودعاء النبی فیها بالبرکة ' احمد (۱٦٤٤٦)]
(۳) [بخاری (۱۸٦۷) کتاب فضائل المدینة ' باب حرم المدینة ' مسلم (۱۳۳٦) کتاب الحج : باب فضل المدینة ودعاء النبی فیها بالبرکة ' احمد (۱۳٤۹۹)]
(٤) [مسلم (۱۳٦۲) کتاب الحج : باب فضل المدینة ' عبد بن حمید (۱۰۷٦)]



کے درمیان حرم ہے۔'' (۱)

(جمہور) مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے۔اس کا شکار اور درخت حرام ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) مدینہ کا حرم فی الحقیقت حرم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے شکار کو قتل کرنا اور اس کا درخت کاٹنا حرام ہے۔(۲)

مدینہ کے درخت یا گھاس کاٹنے والے کی سزا

جو شخص مدینہ کے درخت یا اس کی گھاس کاٹے گا اس کا لباس یا ہتھیار وغیرہ اسے ایسی حالت میں پانے والے کے لیے حلال ہوں گے۔

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مقامِ عقیق میں موجود اپنے محل کی طرف سوار ہو کر گئے۔انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو درخت کاٹ رہا تھا یا اس کے پتے جھاڑ رہا تھا تو انہوں نے اس سے اس کے کپڑے وغیرہ چھین لیے۔پس جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے مالک آپ کے پاس آئے اور گفت وشنید کی کہ آپ ان کے غلام کو واپس کر دیں یا وہ چیز واپس لوٹا دیں جو انہوں نے ان کے غلام سے چھینی ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

﴿ مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ أَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ ﴾

''اللہ کی پناہ ہے کہ میں کچھ بھی واپس کروں۔جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نفل (یعنی زائد) چیز عطا فرمائی ہے۔پھر انہوں نے اسے واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔'' (۳)

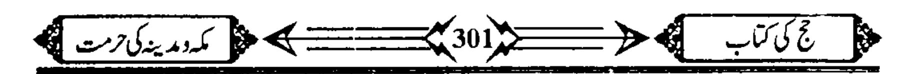
ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حرم کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے ﴿ مَنْ رَأَيْتُمُوْهُ يَصِيدُ فِيهِ شَيْئًا فَلَكُمْ سَلَبُهُ ﴾ ''جسے تم اس میں شکار کرتا ہوا دیکھو تو تمہارے لیے اس سے

---

(۱) [بخاری (۱۸۷۰) کتاب الحج : باب حرم المدینة ' مسلم (۱۳۷۰) کتاب الحج : باب فضل المدینة ودعاء النبی ' ابو داود (۲۰۳٤) کتاب المناسك : باب فی تحریم المدینة ' ترمذی (۲۱۲۷) کتاب الولاء والهبة : باب ما جاء فیمن تولی غیر موالیه ' أحمد (۸۱/۱) نسائی فی الکبری (٤۸٦/۲) أبو یعلی (۲٦۳) ابن حبان (۳۷/۷۔ الإحسان) شرح معانی الآثار (۳۱۸/٤) طیالسی (۱۲۰۰) شرح السنة (۱۸۷/٤)]

(۲) [شرح المهذب (٤۷۱/۷) حلیة العلماء (۳۲۳/۳) الخرش (۳۷۳/۲) المغنی (۱۹٥/٥) الإنصاف (٥٥۹/۳) نیل الأوطار (۳۷۹/۳)]

(۳) [مسلم (۱۳٦٤) کتاب الحج : باب فضل المدینة ودعاء النبی فیها بالبرکة ' أحمد (۱٦۸/۱) تحفة الأشراف (۳۸٦۸)]



چھینا ہوا مال جائز ہے۔'' (۱)

مدینہ کو نبی کریم ﷺ نے طابہ اور طیبہ کا نام دیا

(1) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ تَبُوكَ حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ : هَذِهِ طَابَةٌ ﴾

''ہم غزوۂ تبوک سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ واپس ہوتے ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا' کہ یہ طابہ آ گیا۔'' (۲)

(2) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے متعلق فرمایا:

﴿ إِنَّهَا طَيْبَةٌ ﴾ ''بلاشبہ یہ طیبہ ہے۔'' (۳)

(3) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ''طابہ'' رکھا ہے۔'' (٤)

مدینہ میں طاعون کی وبا اور دجال داخل نہیں ہوسکتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ ' لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَ لَا الدَّجَّالُ ﴾

''مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں' نہ اس میں طاعون کی وبا آ سکتی ہے اور نہ دجال۔'' (٥)

---

(۱) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷۹۱) کتاب المناسك : باب فی تحریم المدینة ' أحمد (۱۷۰/۱) ابو داود (۲۰۳۷) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح تو کہا ہے لیکن ''یصید'' کے لفظ کو منکر کہا ہے اور فرمایا کہ یہ لفظ محفوظ ہیں ''یقطعون''۔]

(۲) [بخاری (۱۸۷۲) کتاب فضائل المدینة : باب المدینة طابة]

(۳) [مسلم (۱۳۸٤) کتاب الحج : باب المدینة تنفی شرارها ' ترمذی (۳۰۲۸) کتاب تفسیر القرآن : باب ومن سورة النساء ' احمد (۲۱٦٥٥)]

(٤) [مسلم (۱۳۸٥) کتاب الحج : باب المدینة تنفی شرارها ' احمد (۲۰۹۵۳) ابن أبی شیبة (۱۷۹/۱۲) ابن حبان (۳۷۲٦) طبرانی کبیر (۱۸۹۲)]

(٥) [بخاری (۱۸۸۰) کتاب فضائل المدینة : باب لا یدخل الدجال المدینة ' مسلم (۱۳۷۹) کتاب الحج : باب صیانة المدینة من دخول الطاعون والدجال إلیها ' احمد (۷۲۳۸)]



مدینہ میں بدعات کے موجد اور حمایتی پر لعنت برستی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴾

''جس نے اس (حرمِ مدینہ) میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ' تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔'' (۱)

مدینہ اچھے برے کے درمیان فرق کرنے والی بھٹی ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى ' يَقُولُونَ : يَثْرِبُ " وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ " ﴾

''مجھے ایسے شہر (کی طرف ہجرت) کا حکم دیا گیا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا لے گا (مراد ہے سب پر غالب آجائے گا)۔ منافقین اسے یثرب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے۔ یہ (برے) لوگوں کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔'' (۲)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ : أَقِلْنِي ' فَأَبَى - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - فَقَالَ : " الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَ يَنْصَعُ طَيِّبُهَا " ﴾

''ایک دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی' دوسرے دن آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ میری بیعت کو توڑ دیجئے۔ تین مرتبہ اس نے یہی کہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا۔ پھر فرمایا کہ

---

(۱) [بخاری (۱۸۷۰) کتاب فضائل المدينة : باب حرم المدينة ' مسلم (۱۳۷۰) كتاب الحج : باب فضل المدينة ودعاء النبي ' ابو داود (۲۰۳٤) كتاب المناسك : باب في تحريم المدينة ' ترمذی (۲۱۲۷) كتاب الولاء والهبة : باب ما جاء فيمن تولى غير مواليه ' نسائی فی السنن الكبرى (٤۲۷۸) ابن أبي شيبة (۱٤/۱۹۸) أبو يعلى (۲٦۳) ابن حبان (۳۷۱٦) بغوی (۲۰۰۹) بيهقی (٥/۱۹٦)]

(۲) [بخاری (۱۸۷۱) کتاب فضائل المدينة : باب فضل المدينة وأنها تنفي الناس ' مسلم (۱۳۸۲) كتاب الحج : باب المدينة تنفي خبثها وتسمى طابة وطيبة ' موطا (۱٦٤۰) كتاب الجامع : باب ما جاء في سكنى المدينة والخروج منها ' احمد (۷۲۳٦) نسائی فی السنن الكبرى (۲/٤۲٦۱) عبد الرزاق (۱۷۱٦٥) ابن حبان (۳۷۲۳) حمیدی (۱۱٥۲) بغوی (۲۰۱٦)]



مدینہ کی مثال بھٹی کی سی ہے کہ میل کچیل کو دور کر کے خالص جوہر کو نکھار دیتی ہے۔''(۱)

نبی کریم ﷺ کی مدینہ سے محبت اور دعا

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ' فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ ' وَ إِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا ﴾

''نبی کریم ﷺ جب بھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرما دیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگاتے۔''(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

﴿ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَ فِي مُدِّنَا وَ صَحِّحْهَا لَنَا ' وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ ﴾

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا فرما دے جیسے مکہ کی محبت ہے' بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما اور مدینہ کی آب و ہوا ہمارے لیے صحت بخش بنا دے۔ یہاں کے بخار کو جحفہ بھیج دے۔''(۳)

مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ ﴾

---

(۱) [بخاری (۱۸۸۳) کتاب فضائل المدینة : باب المدینة تنفی الخبث ' مسلم (۱۳۸۳) کتاب الحج : باب المدینة تنفی شرارها ' ترمذی (۳۹۲۰) کتاب المناقب : باب ما جاء فی فضل المدینة ' نسائی (۴۱۹۶) وفی السنن الکبری (۷۸۰۸/۴) ابن حبان (۲۷۳۲) ابن أبی شیبة (۱۸۰/۱۲) حمیدی (۱۲۴۱) شرح السنة للبغوی (۲۰۱۵)]

(۲) [بخاری (۱۸۸۶) کتاب فضائل المدینة : باب المدینة تنفی الخبث]

(۳) [بخاری (۱۸۸۹) کتاب فضائل المدینة : باب ' مسلم (۱۳۷۶) کتاب الحج : باب الترغیب فی سکنی المدینة والصبر علی لأوائها ' احمد (۲۴۴۱۴) نسائی فی السنن الکبری (۴۲۷۱/۲) ابن حبان (۳۷۲۴) بیهقی (۳۸۲/۳)]



''اے اللہ! تو نے جتنی مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما۔'' (۱)

مدینہ کے جبل اُحد سے نبی کریم ﷺ کی محبت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ رَاجِعًا وَ بَدَا لَهُ أُحُدٌ ، قَالَ : هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ ﴾

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوا' میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو فرمایا' یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (۲)

مدینہ کی عجوہ کھجور جنت کا پھل اور زہر و جادو کا علاج ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ فِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ ﴾

''عجوہ جنت کا پھل ہے اور اس میں زہر کی شفاء ہے۔'' (۳)

(2) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرُّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ ﴾

''جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔'' (٤)

مدینہ میں مکر و فریب کے جال بننے والے کا انجام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

﴿ لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا انْمَاعَ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ﴾

---

(۱) [بخاری (۱۸۸٥) كتاب فضائل المدينة : باب المدينة تنفى الخبث ' مسلم (۱۳٦۹) كتاب الحج : باب فضل المدينة ودعاء النبى فيها بالبركة ' احمد (۱۲٤٥٥)]

(۲) [بخاری (۲۸۸۹) كتاب الجهاد والسير : باب فضل الخدمة فى الغزو ' مسلم (۱۳۹۳) كتاب الحج : باب أحد جبل يحبنا ونحبه ' ابن حبان (۳۷۲٥) أبو يعلى (۳۱۳۹)]

(۳) [صحيح : صحيح ترمذى ' ترمذى (۲۰٦٦) كتاب الطب : باب ما جاء فى الكمأة والعجوة]

(٤) [بخاری (٥۷٦۹) كتاب الطب : باب الدواء بالعجوة للسحر]

’’اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح ختم ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں ختم ہو جاتا ہے۔‘‘(۱)

مدینہ میں تکالیف پر صبر کرنا شفاعت محمد کا ذریعہ ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَاوَائِهَا فَيَمُوتُ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا ﴾

’’جو کوئی بھی (دورانِ قیام) مدینہ کے مصائب و آلام پر صبر کرے گا اور پھر (اسی حال میں) فوت ہو گا تو میں روزِ قیامت اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔‘‘ (۲)

مدینہ میں وفات باعث سعادت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا ﴾

’’جس شخص کے لیے مدینہ منورہ میں وفات پانا ممکن ہے وہ اسی میں وفات پائے کیونکہ میں اس شخص کے لیے سفارش کروں گا جو مدینہ منورہ میں فوت ہو گا۔‘‘ (۳)

قیامت کے قریب ایمان مدینہ میں سمٹ آئے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا ﴾

’’(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آ جاتا ہے۔‘‘(٤)

---

(١) [بخاری (١٨٧٧) كتاب فضائل المدينة : باب اثم من كاد أهل المدينة ' مسلم (١٣٨٧) كتاب الحج : باب من أراد أهل المدينة بسوء وأن من أرادهم به أذابه الله ' نسائي في السنن الكبرى (٤٢٦٧/٢) أبو يعلى (٨٠٤) بغوى (٢٠١٤) بيهقى (١٩٧/٥)]

(٢) [مسلم (١٣٧٤) كتاب الحج : باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها ' نسائي في السنن الكبرى (٤٢٧٦/٢) ابن حبان (٣٧٤٣) أبو يعلى (١٢٨٢) بيهقى (٢٠١/٥) احمد (١١٣٠١)]

(٣) [صحيح : هداية الرواة (٢٦٨١) ' (١٢٧/٣) ترمذى (٣٩١٧) كتاب المناقب : باب ما جاء في فضل المدينة ' ابن ماجه (٣١١٢) كتاب المناسك : باب فضل المدينة]

(٤) [بخاری (١٨٧٦) كتاب فضائل المدينة : باب الايمان يأرز الى المدينة ' مسلم (١٤٧) كتاب الايمان : باب بيان أن الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا ' ابن ماجه (٣١١١) كتاب المناسك : باب فضل المدينة ' احمد (٧٨٥١) ابن أبي شيبة (١٨١/١٢) ابن حبان (٣٧٢٨) أبو عوانة (١٠١/١)]



باب الزيارات — زیارات کا بیان

مسجد نبوی کی زیارت

زیارت کی غرض سے مسجد نبوی کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ مسجد نبوی کی زیارت حج کا حصہ نہیں' اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کیے بغیر ہی واپس لوٹ جاتا ہے تو اس کا حج یا عمرہ صحیح و درست ہے۔ البتہ زیارتِ مسجد نبوی اور وہاں نماز کی ادائیگی کی جو فضیلت ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْأَقْصَى ﴾

''تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے' ایک مسجد حرام' دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ۔''(۱)

(ابن بازؒ) زیارتِ مسجد نبوی سنت ہے' واجب نہیں' نہ ہی اس کا حج کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔(۲)

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ﴾

''میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مساجد میں نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے۔''(۳)

مسجد نبوی میں داخل ہونے اور خارج ہونے کا طریقہ

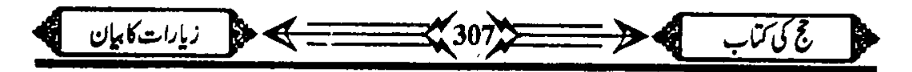
مسجد نبوی میں داخل ہونے اور نکلنے کا طریقہ وہی ہے جو عام مساجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا ہے۔ یعنی

---

(۱) [بخاری (۱۱۸۹) کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة]

(۲) [فتاوی ابن باز' مترجم (۱۳٦/۱)]

(۳) [بخاری (۱۱۹۰) کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة' أحمد (٥/٤) ابن حبان (۱٦۲۰۔ الإحسان) مشکل الآثار (٦۱/۲) بزار (٤۲٥۔ کشف الأستار) بیهقی (۲٤٦/٥) ابن حزم (۲٦۰/۷) طیالسی (۱۳۲۷) مجمع الزوائد (٤/٤)] شیخ محمد صبحی حسن حلاق حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعلیق علی سبل السلام (۳۲۱/٤)]



داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے:

" بِسْمِ اللّٰهِ ' وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "(۱)

اور خارج ہوتے وقت بایاں پاؤں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے:

" بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ' اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ "(۲)

مسجد نبوی میں تحیۃ المسجد کا حکم

عام مساجد کی طرح مسجد نبوی میں بھی تحیۃ المسجد کے دو نفلوں کا التزام کرنا چاہیے کیونکہ احادیث میں تحیۃ المسجد کا حکم عام ہے اور کسی صحیح حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسجد نبوی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

﴿ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ ' قَالَ : فَجَلَسْتُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ ' قَالَ : فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَ النَّاسُ جُلُوْسٌ قَالَ : " فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ " ﴾

''میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں بھی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیٹھنے سے پہلے تمہیں دو رکعتیں پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! (میں اس لیے بیٹھ گیا تھا کیونکہ) میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی جب بھی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔''(۳)

نبی ﷺ کے منبر اور قبر کے درمیانی مقام کی فضیلت

اس مقام کو" رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ " یعنی جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ قرار دیا گیا ہے۔

---

(۱) [ابن ماجه (۷۷۱) ترمذی (۳۱٤) مسلم (۷۱۳)]

(۲) [أبو داود (٤٦٥)]

(۳) [مسلم (۷۱٤) كتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب استحباب تحية المسجد بركعتين ' بخاری (٤٤٤) ' (۱۱٦۳) كتاب الصلاة : باب إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين ' أبو داود (٤٦۷) كتاب الصلاة : باب ما جاء في الصلاة عند دخول المسجد ' نسائی (۵۳/۲) ابن ماجة (۱۰۱۳) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها : باب من دخل المسجد فلا يجلس حتى يركع ' أحمد (۲۹۵/۵) ابن خزيمة (۱۸۲۵) ابن حبان (۲٤۹٦)]



جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي ﴾

''میرے حجرے اور میرے منبر کا درمیانی مقام جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔''(۱)

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے متعلق روایت

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے متعلق جو روایت مروی ہے وہ ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں ہے کہ وہاں چالیس نمازیں پوری کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس روایت کے لفظ یوں ہیں:

﴿ مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ نَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ ﴾

''جس شخص نے مسلسل میری مسجد میں چالیس نمازیں' بغیر کوئی نماز فوت کیے' ادا کیں اس کے لیے آگ سے براءت' عذاب سے نجات اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔''(۲)

خاص قبر نبوی کی زیارت کے لیے سفر

مسجد نبوی میں قبر نبوی یعنی روضہ رسول کی زیارت کرنا یقیناً ایک بہترین عمل ہے لیکن خاص روضہ رسول کی زیارت کی غرض سے مدینہ کی جانب سفر کرنا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی غرض سے صرف تین مساجد (مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کی طرف ہی سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ پیچھے اسی باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔ لہٰذا آغازِ سفر میں زیارتِ مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے اور پھر وہاں پہنچ کر روضہ رسول کی زیارت بھی کی جا سکتی ہے۔

(سعودی مجلس افتاء) حجاج' مرد ہوں یا خواتین' کے لیے قبر نبوی اور بقیع الغرقد کی زیارت لازم نہیں بلکہ قبروں کی زیارت کی غرض سے رختِ سفر باندھنا مطلقاً حرام ہے۔(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۱۹۶) کتاب فضل الصلاة فی مکة والمدینة : باب فضل ما بین القبر والمنبر ' مسلم (۱۳۹۱) کتاب الحج : باب ما بین القبر والمنبر روضة من ریاض الجنة ' عبد الرزاق (۵۲٤۳) ابن حبان (۳۷۵۰) بیهقی (۲٤٦/۵)]

(۲) [منکر : السلسلة الضعیفة (۳٦٤)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۳٦۲/۱۱)]



قبر نبوی کی زیارت کے متعلق چند ضعیف روایات

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے کہ

﴿ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ ﴾

''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''(۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

''جس نے اجر کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے روز اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔''(۲)

(3) آلِ خطاب میں سے کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:

﴿ مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِیْ جِوَارِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

''جس نے ارادتاً میری زیارت کی وہ روزِ قیامت میری پناہ میں ہوگا۔''(۳)

(4) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ﴾

''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔''(٤)

(البانیؒ) اس روایت کے من گھڑت ہونے پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم اگر کفر نہیں تو کبیرہ گناہ ضرور ہے۔ اس بنا پر جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرے گا' جس سے یہ لازم آتا ہے کہ قبر نبوی کی زیارت واجب ہے' حالانکہ اس بات کا قائل کوئی مسلمان بھی نہیں۔ اگرچہ قبر نبوی کی زیارت ایک عمدہ فعل ہے لیکن اہل علم کے نزدیک یہ عمل حدودِ مستحبات سے تجاوز نہیں کرتا۔ تو پھر اس کا تارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرنے والا کیسے ہوسکتا ہے؟(٥)

---

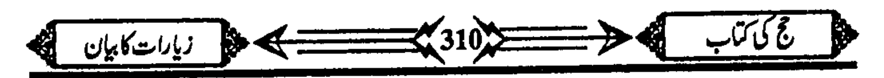
(۱) [موضوع : هداية الرواة (٢٦٨٧) ' (١٢٨/٣) ارواء الغليل (١١٢٨) السلسلة الضعيفة (٤٧) بيهقى فى شعب الايمان (٤١٥٤)]

(۲) [ضعيف : ضعيف الجامع الصغير (٥٦٠٨)]

(۳) [ضعيف : هداية الرواة (٢٦٨٦) ' (١٢٨/٣) ارواء الغليل (١١٢٧) بيهقى (٤١٥٢)]

(٤) [ضعيف : السلسلة الضعيفة (٤٥)]

(٥) [نظم الفرائد (٥٨٠/١)]



(5) ارشادِ نبوی ہے کہ

﴿ مَنْ زَارَنِیْ وَ زَارَ أَبِیْ إِبْرٰهِیْمَ فِیْ عَامٍ وَاحِدٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾

''جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (۱)

(ابن تیمیہؒ) قبرِ نبوی کی زیارت کے متعلق مروی تمام روایات ضعیف ہیں' دین میں ان میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے اہل صحاح وسنن میں سے کسی نے بھی ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی بلکہ صرف دار قطنیؒ اور بزارؒ وغیرہ جیسے اُن حضرات نے ہی ایسی روایات بیان کی ہیں جو ضعیف روایات بھی نقل کرتے ہیں۔(۲)

روضۂ رسول کی زیارت کے وقت درود شریف

زیارت کے وقت مسنون درود شریف پڑھ کر بھی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔ چند ایک مسنون درود حسب ذیل ہیں:

* " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ "(۳)
* " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ "(٤)
* " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ "(٥)

مختصر درود وسلام ان الفاظ میں بھی پڑھا جاسکتا ہے:

---

(۱) [موضوع : السلسلة الضعيفة (٤٦)]

(۲) [القاعدة الجليلة (ص / ٥٧)]

(۳) [بخارى (٣٣٧٠) كتاب أحاديث الأنبياء : باب قول الله واتخذ الله ابراهيم خليلا]

(٤) [بخارى (٦٣٦٠) كتاب الدعوات : باب هل يصلى على غير النبى ' مسلم (٤٠٧) كتاب الصلاة : باب الصلاة على النبى بعد التشهد ' أبو داود (٩٧٩) كتاب الصلاة : باب الصلاة على النبى بعد التشهد ' نسائى (٤٩/٣) موطا (١٦٥/١) أحمد (٤٢٤/٥)]

(٥) [بخارى (٦٣٥٨) كتاب الدعوات : باب الصلاة على النبى ' ابن ماجة (٩٠٣) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها : باب الصلاة على النبى ' نسائى (١٢٩٣) كتاب السهو : باب نوع آخر]

* "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "(۱)

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی ہیں۔ روضۂ رسول کی زیارت کرنے والا ان دونوں جلیل القدر صحابہ پر بھی سلام بھیج سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان دونوں پر یوں سلام بھیجا کرتے تھے:

﴿ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَابَكْرٍ ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ ! ﴾

"اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو۔ اے عمر! آپ پر سلامتی ہو۔"(۲)

روضۂ رسول کو چومنا یا تبرکاً چھونا جائز نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ ﴾

"اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور میری قبر کو عید (یعنی تہوار) نہ بناؤ۔ مجھ پر درود بھیجو یقیناً تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔"(۳)

(ابن قدامہؒ) قبر نبوی کی دیوار کو نہ چھونا مستحب ہے اور نہ ہی اسے بوسہ دینا۔(٤)

مسجد قباء کی زیارت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

﴿ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْتِيْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَ مَاشِيًا ﴾

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قباء تشریف لاتے۔"(۵)

---

(۱) [الأحزاب : ٥٦ ' بخاری (١٢٢) كتاب العلم : باب ما يستحب للعالم اذا سئل أي الناس أعلم]

(۲) [مناسك الحج والعمرة (ص / ٥٨) فضل الصلاة على النبي ' از امام اسماعيل بن اسحاق الجهضمي (ص / ٨٢) '(رقم الحديث / ١٠٠)]

(۳) [صحيح : صحيح ابو داود (١٧٩٦) كتاب المناسك : باب زيارة القبور ' ابو داود (٢٠٤٢)]

(٤) [المغني لابن قدامة (٤٦٨/٥)]

(۵) [بخاری (١١٩٤) كتاب فضل الصلاة في مكة والمدينة : باب اتيان مسجد قباء راكبا وماشيا ' مسلم (١٣٩٩) كتاب الحج : باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته ' ابو داود (٢٠٤٠) كتاب المناسك : باب في تحريم المدينة ' ابن حبان (١٦١٨) طيالسي (١٨٤٠) ابن أبي شيبة (٣٧٣/٢) بغوى (٤٥٧) بيهقي (٢٤٨/٥)]

مسجد قباء میں نماز کی فضیلت

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ خَرَجَ حَتّٰی یَأْتِیَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰی فِیْهِ كَانَ لَهُ عَدْلَ عُمْرَةٍ ﴾

''جو شخص (گھر سے) نکلا اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آیا اور اس میں نماز پڑھی تو اس کے لیے عمرہ کے برابر ثواب ہے۔''(۱)

بقیع الغرقد اور شہدائے اُحد کے مدفن کی زیارت

بَقِیْعُ الْغَرْقَد کا قبرستان جو جَنَّتُ الْبَقِیْع کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبرستان میں سینکڑوں صحابہ و تابعین دفن ہیں۔ علاوہ ازیں جبل اُحد کے دامن میں 70 شہید صحابہ دفن ہیں۔ ان کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا مسنون ہے۔

(1) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ قَدْ كُنْتُ نَهَیْتُكُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فِیْ زِیَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ" فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ" ﴾

''بے شک میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو یقیناً یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔''(۲)

(2) سنن نسائی کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

﴿ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّزُوْرَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا ﴾

''جو شخص (قبروں کی) زیارت کا ارادہ رکھتا ہے اسے زیارت کرنی چاہیے لیکن (وہاں) تم کوئی باطل کلام نہ کرو۔''(۳)

---

(۱) [صحیح: صحیح نسائی (٦٧٥) كتاب المساجد: باب فضل مسجد النبي والصلاة فيه' نسائی (٧٠٠)]

(۲) [مسلم (٩٧٧) كتاب الجنائز: باب استئذان النبي ربه عزوجل في زيارة قبر أمه' ترمذی (١٠٥٤) كتاب الجنائز: باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور' أبو داود (٣٢٣٥) كتاب الجنائز: باب في زيارة القبور' ابن ماجة (٣٤٠٥) ابن حبان (٣١٦٨) حاكم (٣٧٦/١) بيهقی (٧٦/٤) ابن أبی شيبة (٣٤٣/٣) شرح السنة للبغوی (١٥٥٤) احمد (٩٦٩٤)]

(۳) [صحیح: صحیح نسائی (١٩٢٢) كتاب الجنائز: باب زيارة القبور' نسائی (٢٠٣٥)]



زیارتِ قبور کے وقت دعا

قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

﴿ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ﴾

''اے مومنوں اور مسلمانوں کے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو۔ بلاشبہ ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''(۱)

عورتیں بکثرت قبروں کی زیارت سے بچیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ

﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے۔''(۲)

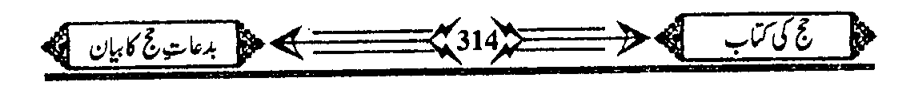
- یاد رہے کہ ان زیارات کے علاوہ اور کوئی مقام ایسا نہیں ہے جس کی زیارت مسنون ہو۔



---

(۱) [مسلم (۹۷۵) كتاب الجنائز: باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها' نسائي (۹٤/٤) ابن ماجة (۱۵٤۷) كتاب الجنائز : باب ما جاء فيما يقال إذا دخل المقابر]

(۲) [حسن : صحيح ابن ماجة (۱۲۸۱' ۱۲۸۰) المشكاة (۱۷۷۰) إرواء الغليل (۲۳۲) ترمذى (۱۰۵٦) كتاب الجنائز : باب ما جآء فى كراهية زيارة القبور للنساء' ابن ماجة (۱۵۷٦)]



باب بدع الحج — بدعات حج کا بیان

سفر حج اور احرام کے غیر مسنون افعال

☆ لفظوں کے ساتھ نیت کرنا

☆ بچیوں کو حج سے روکنا

☆ محض توکل کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بغیر زادِراہ کے سفر کرنا۔

☆ عورت کا بغیر محرم کے اپنی رشتہ دار عورتوں کے ساتھ سفر کرنا۔

☆ اللہ سے محبت رکھتے ہوئے اکیلے ہی سفر کرنا جیسا کہ بعض صوفیا کا گمان ہے۔

☆ تلبیہ کی جگہ اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ کہنا۔

☆ خاموشی سے بغیر بولے حج کرنا۔

طواف کے غیر مسنون افعال

☆ طواف کرنے والے کا یہ الفاظ کہنا: (إيماناً بك و تصديقاً بكتابك)

☆ محرم کا طواف قدوم سے پہلے تحیۃ المسجد شروع کر دینا۔

☆ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت نماز کی طرح رفع الیدین کرنا۔

☆ طواف کرنے والے کا یہ الفاظ کہنا: (نويت بطوافي هذا الأسبوع كذا و كذا)

☆ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ کہنا: (اللهم إيمانا بك وتصديقا بكتابك)

☆ دوران طواف دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لینا۔

☆ طواف سے پہلے غسل کرنا اور بارش میں اس نیت سے طواف کرنا کہ ایسا کرنے سے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

☆ دونوں شامی رکنوں کو بوسہ دینا اور ان کا استلام کرنا۔

☆ رکن یمانی کو بوسہ دینا۔

☆ طواف کرنے والوں کا یہ گمان کہ مسجد حرام میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

☆ دوران طواف تلاوت قرآن کا التزام۔

☆ کعبہ کے ستونوں پر اپنا نام لکھنا۔

☆ کعبہ اور مقام ابراہیم کی دیوار کو (تبرک کے لئے) چھونا۔

☆ آخری چار چکروں میں یہ الفاظ کہنا: (رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم إنك أنت الأعز الأكرم)

آب زمزم کے غیر مسنون افعال

☆ آب زمزم سے غسل کرنا۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ زمزم کا پانی اور جہنم کی آگ ایک آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہوں گے۔

☆ حاجی کا اپنا (زمزم کا) جوٹھا پانی کنوئیں میں ڈالنا اور یہ کہنا: (اللهم إني أسألك رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من كل داء)

سعی کے غیر مسنون افعال

☆ سعی یا عمرے میں سعی کی تکرار۔

☆ حج تمتع کرنے والے کا طواف افاضہ کے بعد سعی چھوڑ دینا۔

☆ لوگوں کا جماعت کھڑی ہونے کے باوجود سعی میں مصروف رہنا حتی کہ نماز باجماعت فوت ہو جائے۔

☆ سعی میں ۱۴ چکر لگانا، وہ اس طرح کے ہر چکر صفا سے شروع ہو کر صفا پر ہی ختم کیا جائے۔

☆ سعی سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرنا۔

عرفہ کے غیر مسنون افعال

☆ صرف جبل عرفات کو ہی موقف تصور کرنا۔

☆ منیٰ سے رات کو ہی عرفات کی طرف سفر شروع کر دینا۔

☆ عرفہ سے مزدلفہ لوٹتے ہوئے تیز چلنا۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام اونٹ یا براق پر سوار ہو کر اترتے ہیں، سوار حضرات سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والوں سے معانقہ کرتے ہیں۔

☆ امام کا میدان عرفات میں جمعہ کی طرح دو خطبے دینا اور دونوں کے درمیان بیٹھنا۔

☆ عرفہ میں ظہر وعصر کے درمیان نفل پڑھنا۔

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمعہ کے دن وقوف عرفات بہتر (۷۲) حجوں کے برابر ہے۔



- عرفہ کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کرنا۔

مزدلفہ کے غیر مسنون افعال

- مزدلفہ پہنچنے کے بعد نماز مغرب میں بلاوجہ تاخیر کرنا۔
- مشعر حرام پہنچنے پر اس دعا کا التزام: ((اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ' وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ ' وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ ' وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ' أَبْلِغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَأَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))
- نماز مغرب وعشاء کے درمیان نفل پڑھنا۔

احرام کھولنے کے غیر مسنون افعال

- صرف سر کا چوتھائی حصہ منڈوالینا۔
- سر منڈانے کے وقت یہ دعا پڑھنا: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى مَا هَدَانَا وَأَنْعَمَ عَلَيْنَا ' اَللّٰهُمَّ هَذِهِ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّي......))
- اس رات جاگتے رہنا۔

رمیٔ جمار کے غیر مسنون افعال

- کنکریاں مارنے کے لیے غسل کرنا۔
- ان مساجد کا طواف کرنا جو جمروں کے قریب ہیں۔
- پھینکنے سے پہلے کنکریاں دھونا۔
- اللہ اکبر کی جگہ کنکریاں پھینکتے وقت سبحان اللہ یا کوئی دوسرا ذکر کرنا۔
- جمروں کو جوتیاں یا ان کے علاوہ کوئی اور چیز (کنکریوں کے سوا) مارنا۔
- طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے الٹے پاؤں نکلنا۔

زیارتِ قبر نبوی کے غیر مسنون افعال

- خاص قبر نبوی کی زیارت کی غرض سے مدینہ کا سفر کرنا۔
- روضۂ مبارک کی جالیوں اور دروازوں کو چھونا اور بوسے دینا۔
- قبر مبارک پر قرآن خوانی کرنا۔



- قبر مبارک پر غیر مسنون درود پڑھنا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ قبر مبارک کے قریب مانگی گئی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔
- یہ اعتقاد کہ جیسے آپ ﷺ زندگی میں لوگوں کی گزارشات سنتے تھے اب بھی سنتے ہیں۔
- قبر مبارک کی زیارت کے بعد الٹے پاؤں واپس پلٹنا۔(۱)



(۱) [بدعات حج کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: مناسك الحج والعمرة للألبانی ' معجم البدع لرائد بن صبری ' الأمر بالاتباع للسیوطی ' زاد المعاد لابن القیم ' اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیة ' المدخل لابن الحاج ' الاعتصام للشاطبی ' القواعد النورانیة لابن تیمیة]

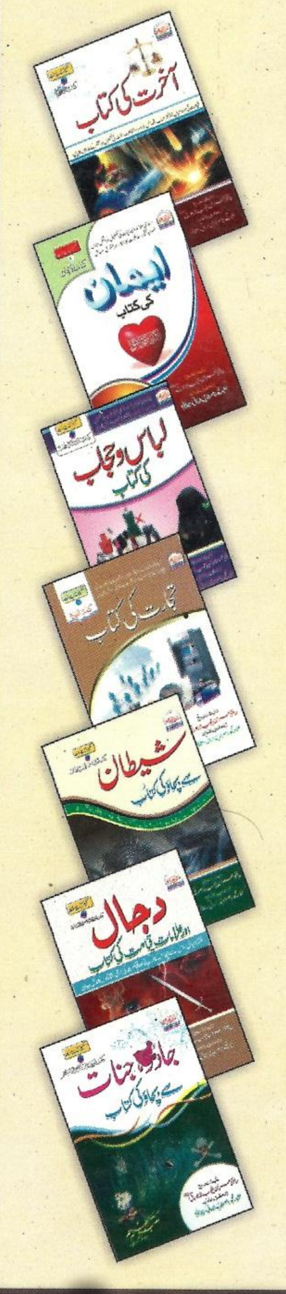
حج اسلام کا بنیادی رکن اور اہم عبادت ہے۔ یہ جسمانی اور مالی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کا ذریعہ بھی ہے۔ عام طور پر لوگوں کو زندگی میں ایک آدھ بار ہی حج کی سعادت میسر آتی ہے۔ اس لئے عازمین حج کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مناسکِ حج کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ رہ جائے اور کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔ اس لئے وہ مسائلِ حج کی رہنمائی کے لئے کسی بہتر سے بہتر کتاب کی تلاش میں رہتے ہیں۔

محترم حافظ عمران ایوب لاہوری ایک باصلاحیت نوجوان قلم کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحقیق و تصنیف کی اعلیٰ خوبیوں سے نوازا ہے۔ مختصر سے عرصہ میں ان کے گوہر بار قلم سے ''فقہ الحدیث'' کے سلسلہ میں متعدد کتب منصۂ شہود پر آ کر داد قبولیت پا چکی ہیں۔ مسائل کی جامعیت اور علم و تحقیق ان کا امتیازی وصف ہے۔

ان کی زیر نظر کاوش ''کتاب الحج و العمرة'' سلسلہ فقہ الحدیث کی ہی ایک کڑی ہے۔ جس میں صحیح احادیث کی روشنی میں حج اور عمرہ کے تمام مسائل کو انتہائی خوبصورت انداز میں بادلائل پیش کر کے زائرین حرم کی رہنمائی کی گئی ہے۔

مذاہب ائمہ، متقدمین و متاخرین اہل علم کے فتاویٰ اور تحقیق و تخریج پر مشتمل ہونے کی بنا پر حج کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں یہ ایک شاندار اضافہ ہے۔ نیز حج اور عمرہ کے مسائل سے واقفیت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بلاشبہ ایک گراں قدر علمی تحفہ ہے۔

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعید حفظہ اللہ
گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ، لیہ







MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

